147

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،11۔فروری 2014

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبولﷺ

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

1۔ محترمہ نگہت شیخ: اس ایوان کی رائے ہے کہ خواتین اور بچیوں کے خلاف بڑھتے ہوئے سائبر کرائمز پر قابو پانے کے لئے پہلے سے موجود قانون میں مناسب ترامیم کی جائیں۔

2۔ محترمہ حنا پرویز بٹ: اس ایوان کی رائے ہے کہ گھریلو ملازمین پر تشدد کی روک تھام اور اُن کے حقوق کے تحفظ کے لئے فوری طور پر قانون سازی کی جائے۔

3۔ رائے محمد عثمان خان کھرل: اس ایوان کی رائے ہے کہ سرکاری ملازمین کو 25 کی بجائے 20 سالہ سروس کے بعد ریٹائرمنٹ کا حق دیا جائے۔

4۔ چودھری عامر سلطان چیمہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں جعلی اور غیر رجسٹرڈ ادویات پر پابندی لگائی جائے اور ایسے کاروبار میں ملوث افراد کے خلاف سخت سے سخت سزا مقرر کی جائے۔

5۔ محترمہ سعدیہ سہیل رانا: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے قبرستانوں میں تدفین کے لئے مفت قبر کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔

149

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا چھٹا اجلاس

منگل، 11-فروری 2014

(یوم الثلاثۃ، 10-ربیع الثانی 1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا ﴿۶۱﴾
وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿۶۲﴾
وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ
قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَ الَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ﴿۶۴﴾
وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖۗ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ
غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿۶۶﴾

سُوۡرَۃُ الفُرقان آیات 61 تا 66

اور (اللہ) بڑی برکت والا ہے جس نے آسمانوں میں برج بنائے اور ان میں (آفتاب کا نہایت روشن) چراغ اور چمکتا ہوا چاند بھی بنایا (61) اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والا بنایا یہ (باتیں) اس شخص کے لئے جو غور کرنا چاہے یا شکر گزاری کا ارادہ کرے (سوچنے اور سمجھنے کی ہیں) (62) اور اللہ کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں (63) اور جو وہ اپنے پروردگار کے آگے سجدہ کر کے اور (عجز و ادب سے) کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں (64) اور وہ دعا مانگتے رہتے ہیں کہ اے پروردگار دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور رکھیو کہ اس کا عذاب بڑی تکلیف کی چیز ہے (65) اور دوزخ ٹھیرنے اور رہنے کی بہت بری جگہ ہے (66)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ملتا ہے کیا مدینے میں اک بار جا کے دیکھ
کرتے ہیں مالا مال وہ دامن بچھا کے دیکھ
اُن کی گلی میں مانگتے پھرتے ہیں تاجدار
تُو بھی اُسی کریم کے منگتوں میں جا کر دیکھ
خیرات دے کر کہتے ہیں جا تیری خیر ہو
بِن مانگے خیر ملتی ہے آ آزما کے دیکھ
دُھل جائیں گے گناہ تیرے ہو جائے گا کرم
در پہ میرے حضورؑ کے آنسو بہا کے دیکھ

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈا پر محکمہ صحت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔آپ سوال نمبر بولیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر116 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پروفیسرز ڈاکٹرز کو سرکاری ہسپتالوں میں پرائیویٹ پریکٹس کرنے کی اجازت میں تاخیر و دیگر تفصیلات

*116: میاں نصیر احمد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں شام کے اوقات میں پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز ڈاکٹرز کو پرائیویٹ پریکٹس کرنے کی اجازت ہے نیز پرائیویٹ پریکٹس کے لئے جو حکمنامہ جاری کیا گیا تھا اس کی کاپی ایوان میں فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دن کے اوقات میں ڈاکٹرز حضرات شام کو اپنے پرائیویٹ کلینکس پر چیک اپ کروانے کا مشورہ بھی دیتے ہیں؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو ایوان کو اس امر سے بھی آگاہ کیا جائے جو پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز ڈاکٹر شام کے اوقات میں سرکاری ہسپتالوں میں پرائیویٹ پریکٹس کرتے ہیں کیا وہ دن کے اوقات میں بھی سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کو چیک کرتے ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) یہ درست ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں شام کے اوقات میں پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز کو پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت ہے، اس طرح کی

انسٹیٹیوشن پریکٹس Punjab Medical & Health Institutions Act 2003
کے سیکشن 12 اور 2003 The PM & HI Rules کے Rule No. 20 کے
تحت اجازت دی گئی۔ کاپی Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس ضمن میں محکمہ
صحت حکومت پنجاب کے مراسلہ نمبر SO(AMI)Gen-33/2006 مورخہ 06-10-14
کے تحت ان ڈاکٹر صاحبان کو پریکٹس کی اجازت دی گئی تھی۔ کاپی (Annex-B) ایوان کی
میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی نہیں! یہ درست نہ ہے۔

(ج) جو پروفیسرز شام کے اوقات میں سرکاری ہسپتالوں میں پریکٹس کرتے ہیں وہ دن کے اوقات میں ہسپتالوں میں مریضوں کو فری چیک کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ سوال کیا گیا تھا کہ سرکاری ہسپتالوں میں شام کے اوقات میں پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز ڈاکٹرز کو پرائیویٹ پریکٹس کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ Punjab Medical & Health Institutions Act 2003 کے سیکشن 12 اور 2003 The PM & HI Rules کے Rule No. 20 کے تحت اجازت دی گئی ہے۔ یہ مجھے Rule No. 20 پڑھ کر بتا دیں کہ یہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! Rule No. 20 کیا ہے؟ آپ explain کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے خیال میں معزز ممبر کو اپنے سوال کا جواب مل گیا ہے۔ یہ جس rule کی بات کر رہے ہیں تو 2006 میں اس Act کے تحت پرائیویٹ پریکٹس کی ہسپتالوں میں اجازت دی گئی تھی۔ اس میں removal of difficulties کے بارے میں کہا گیا ہے کہ:

Rule No. 20. Removal of difficulties: If any difficulty arises in giving effect to any of the provision of this Act, the Government may give such directions as it may consider necessary for the removal of such difficulty.

Meansکہ اگر شام کے اوقات میں مریضوں کو جو مشکلات آتی تھیں۔یہ شکایت عام تھی اور ہم کھلی بات کریں تو ڈاکٹر شام کے اوقات میں موجود نہیں ہوتے تھے اس لئے ان کی availabilityکو ensureکرنے کے لئے 2006میں یہ Actجاری کیا گیا۔اس کے بعد سپیشلسٹ ڈاکٹر حضرات صبح سے تین بجے تک مریضوں کو فری دیکھتے ہیں اور اس کے بعد ان کو کہا گیا ہے کہ آپ اپنی پرائیویٹ پریکٹس بجائے اپنے پرائیویٹ کلینک جا کر کریں آپ ہسپتال میں available رہیں اور یہاں پر ہی اپنی پرائیویٹ پریکٹس کر لیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری نے Rule No. 20 پڑھا ہے اس میں پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت کدھر ہے میں اس حوالے سے پوچھ رہا ہوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میاں صاحب میرے colleague ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ دوبارہ اسے پڑھ دیں تو clarity ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: کتنی دفعہ پڑھوانا چاہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں نے اردو میں removal of difficulties کی اور انگلش میں پڑھ کر سنائی ہے۔یہاں اردو اور انگلش کا مطلب ایک ہی ہے جو میں بات کر رہا ہوں کہ patientsکو difficulties and problemsآتی تھیں اور ڈاکٹرز availableنہیں ہوتے تھے۔

جناب سپیکر: وہ آپ سے Actنہیں بلکہ Rule No. 20پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں نے پڑھ کر سنا دیا ہے۔اگر آپ کا حکم ہے تو میں دوبارہ پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

> **Rule No.20. Removal of difficulties:** If any difficulty arises in giving effect to any of the provision of this Act, the Government may give such directions as it may consider necessary for the removal of such difficulty.

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! ٹھیک ہوا کہ اجازت مل گئی۔اب گزارش یہ ہے کہ جب ان سرکاری ہسپتالوں میں بیٹھ کر ڈاکٹرز پرائیویٹ پریکٹس کریں گے، جگہ سرکار کی یقیناً ہسپتال کا نام بھی سرکار

کا، بجلی سرکار کی، سٹاف سرکار کا اور ہر سہولت جو استعمال کی جاتی ہے وہ حکومت کی ہے یعنی عوام کی ہے تو کیا ڈاکٹرز کی آمدن سے حکومت کوئی ٹیکس حاصل کرتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ایک شکایت عام تھی کہ سپیشلسٹ ڈاکٹر حضرات شام کے اوقات میں available نہیں ہوتے اور ان کی availability کو ensure کرنے کے لئے 2006 میں سابقہ حکومت نے یہ Act نافذ کیا تھا۔ ہم بالکل clear بات کریں تو جب ڈاکٹرز available نہیں ہوتے تھے تو لوگوں کو مشکلات ہوتی تھیں۔ اب at least سپیشلسٹ ڈاکٹر حضرات وہاں پر available تو ہوتے ہیں۔ In any case of emergency وہ patient کے کام آسکتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس چیز سے جو benefit ہوتا ہے یہ دوسرے معاملات سے کہیں زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹرز کی فیس کا 45 فیصد حصہ ہسپتال کو ملتا ہے۔ یہ ایک اچھی چیز ہے اور اگر کوئی اچھی چیز ہوگئی ہے تو ہمیں definitely اسے سراہنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ نے بھی جواب لمبا کر دیا ہے۔ وہ آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ کیا یہ ٹیکس دیتے ہیں یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! انفرادی طور پر تو ٹیکس تمام لوگ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ پرائیویٹ پریکٹس کے حوالے سے پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! اب سروسز بھی part of tax ہیں تو definitely اب سروسز پر بھی انکم ٹیکس تمام لوگ دیتے ہوں گے۔ بالکل دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا ضمنی سوال۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو جواب دیا ہے کیا اس سے مراد یہ ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں جو ڈاکٹر پریکٹس کرتے ہیں وہ ٹیکس دیتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں نے جیسے عرض کی ہے کہ اب حکومت نے ان تمام چیزوں کو ensure کرنا شروع کر دیا ہے اور income tax net کو extend کر

دیا ہے مثال کے طور پر پارلیمنٹیرینز کے لئے بھی tax directory آرہی ہے اس لئے اب یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی بھی شخص ٹیکس کے بغیر رہ سکے گا تمام لوگ اپنی آمدن کے مطابق انشاء اللہ ٹیکس ادا کریں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں میری دوسری گزارش یہ ہے کہ ہم نے یقیناً 2003 میں اس کا آغاز کیا اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے ٹھیک کہا کہ لوگوں کی سہولت کے لئے پرائیویٹ پریکٹس کا آغاز ہوا تاکہ ڈاکٹر available ہوں۔ اس میں اب جو سب سے بڑی رکاوٹ آرہی ہے اور سوال بھی یہی ہے کہ اگر تین بجے پرائیویٹ پریکٹس کا آغاز کیا جاتا ہے اور وہی ڈاکٹر حضرات جو پہلے فری چیک کر رہے ہیں اُسی جگہ اور اُسی سیٹ پر بیٹھ کر انہوں نے ہزاروں روپے فیس لینی ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہی ڈاکٹر آدھ گھنٹہ کے بعد جنہیں چیک کر کے پیسے لینے ہیں انہیں وہ آدھ گھنٹہ پہلے بغیر فیس کے چیک کرے۔ یہ کس طرح اس کو make sure کرتے ہیں کہ وہ patient جو afford کر سکتے ہیں اور ڈاکٹر ان کو اس طرح بلیک میل نہیں کرتے کہ وہ ان کی پرائیویٹ پریکٹس کے دوران آئیں۔ کیا اس کے لئے کوئی check and balance کا کوئی system ہے کہ جو دن کے اوقات میں فری معائنہ کے لئے آتے ہیں ان کو اسی طرح facilitate کیا جاتا ہے جس طرح ڈاکٹر ہزاروں روپے فیس لے کر چیک کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جب individuals کی بات آتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہر بندے کے عمل different ہوتے ہیں لیکن جہاں تک پالیسی کی بات ہے تو پالیسی یہی ہے کہ تین بجے تک جو بھی آئے گا اسے فری چیک کریں گے اور تین بجے کے بعد اگر انہوں نے کہیں اور پریکٹس کرنی تھی تو وہ وہاں پریکٹس کرتے ہیں، اس کا فائدہ ہسپتال کو یہ ہے کہ ڈاکٹر ہسپتال میں available رہتا ہے۔ In case of emergency وہ دیکھ لیتے ہیں کیونکہ OPD کا وقت دو بجے تک ہوتا ہے لیکن ان ڈاکٹروں کو تین بجے تک پابند کیا گیا ہے کہ آپ ہسپتال میں رہیں اور patients کو فری دیکھیں۔ اگر کوئی ایسا کیس معزز ممبر کے علم میں ہے کہ جس میں ڈاکٹر نے force کیا ہو کہ آپ مجھے تین بجے کے بعد دکھائیں تو آپ وہ کیس لے کر آئیں انشاء اللہ اس ڈاکٹر کے خلاف پوری کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ

سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال چودھری اشرف علی انصاری صاحب کا ہے۔ جی، انصاری صاحب!

چودھری اشرف علی انصاری: میرا سوال نمبر 724 ہے۔

ضلع گوجرانوالہ: ڈسٹرکٹ آفیسر (ہیلتھ) کو یونیسیف کی طرف سے ملنے والی گاڑیاں و دیگر تفصیلات

*724: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ آفیسر (ہیلتھ) گوجرانوالہ کہ جن کے پاس پچھلے 12 سال سے نیشنل پروگرام کا اضافی چارج بھی ہے کو یونیسیف کی طرف سے 2005 سے آج تک کتنی گاڑیاں ملی ہیں، ان گاڑیوں کے نمبر، ماڈل کیا ہیں اور یہ جن افسران کے زیر استعمال ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور ان گاڑیوں کے 11-2010، 12-2011 اور 13-2012 کے مدوار اخراجات بتائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ادارہ یونیسیف کی طرف سے نیشنل پروگرام کے منصوبے Family Planning and Primary Health Care کے تحت تین سال قبل ڈسٹرکٹ آفیسر (ہیلتھ) گوجرانوالہ کو سوزوکی پک اپ دی گئی تھی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ دو سال کے عرصہ میں ان گاڑیوں کے پرزہ جات نکال کر فروخت کر دیئے گئے ہیں اور یہ گاڑیاں ناکارہ ہو چکی ہیں اور چلنے کے قابل نہ ہیں؟

(د) کیا حکومت ان گاڑیوں کو ناکارہ کرنے کی تحقیقات ایف آئی اے یا محکمہ انٹی کرپشن پنجاب سے کروانے اور اس کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس سوال کا جواب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: یہ کوئی ضروری نہیں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! کیا میں کوئی غلط بات کر رہا ہوں؟

جناب سپیکر: آپ اس میں ضمنی سوال کریں جو آپ نے کرنا ہے۔ یہ لمبا جواب ہے اس میں وقت ضائع ہوگا۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! بات ہی بڑی اہم ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ جواب پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جواب یہ ہے کہ:

(الف) ڈسٹرکٹ آفیسر (ہیلتھ) گوجرانوالہ کے پاس پچھلے 12 سال سے نیشنل پروگرام کا اضافی چارج نہیں رہا ہے بلکہ پچھلے 12 سال سے نیشنل پروگرام میں مختلف ڈاکٹرز نے بطور ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر نیشنل پروگرام ڈیوٹی سرانجام دی ہیں، ان کے نام یہ ہیں۔ ڈاکٹر حامد رفیق، ڈاکٹر عارف الرحمٰن، ڈاکٹر محمد سرور، ڈاکٹر عبدالحمید راٹھور، ڈاکٹر ممتاز الٰہی اور ڈاکٹر مہ جبیں (مارچ 2007 سے ستمبر 2011) اس کے بعد نیشنل پروگرام کا چارج ڈاکٹر مدیحہ شفیع کے پاس ہے (ستمبر 2011 سے آج تک) نیشنل پروگرام گوجرانوالہ کے پاس ٹوٹل 80 گاڑیاں ہیں اور یہ گاڑیاں صوبائی کوآرڈینیٹر نیشنل پروگرام برائے خاندانی منصوبہ بندی و بنیادی صحت، لاہور کی طرف سے موصول ہوئی ہیں۔ یہ گاڑیاں لیڈی ہیلتھ سپروائزر کے زیر استعمال ہیں اور اس مد میں جو فنڈ ملتا ہے وہ بھی صوبائی کوآرڈینیٹر ہی دیتا ہے۔ اس میں ڈسٹرکٹ آفیسر (ہیلتھ) کا کوئی عمل دخل نہیں ہے ان گاڑیوں کے ماڈل، نمبر اور جن کے زیر استعمال ہیں اور اس مد میں جو اخراجات 2010-11، 2011-12 اور 2012-13 ہیں ان کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) نہیں، ایسا نہیں ہے۔ یہ گاڑیاں صرف پارکنگ کے لئے ہی ڈسٹرکٹ آفیسر (ہیلتھ) گوجرانوالہ کے آفس میں کھڑی ہیں۔ تین سال قبل ڈسٹرکٹ آفیسر (ہیلتھ) گوجرانوالہ کو کوئی بھی سوزوکی پک اپ نہیں دی گئی ہے۔

(ج) 2005 اور اس کے بعد جو گاڑیاں موصول ہوئی ہیں سب آن روڈ ہیں اور لیڈی ہیلتھ سپروائزر کے زیر استعمال ہیں۔

(د) گاڑیاں ڈسٹرکٹ آفیسر (ہیلتھ) گوجرانوالہ کے آفس میں کھڑی ہیں ان میں سے آٹھ گاڑیاں وہ ہیں جو اپنی مدت پوری کرکے موٹر وہیکل ایگزیمینر گوجرانوالہ کے ذریعے condemn ہو گئی ہیں اور باقی 12 گاڑیاں repairable ہیں اور ڈرائیور نہ بھرتی کرنے کی

وجہ سے کھڑی ہیں کیونکہ حکومت پنجاب نے بھرتی پر بین لگا رکھا تھا اور یہ گاڑیاں 10-10-2012 کو ڈسٹرکٹ گجرات سے موصول ہوئی تھیں۔ان گاڑیوں کی انکوائری محکمہ انٹی کرپشن گوجرانوالہ / لاہور میں ہوئی ہے اور لیٹر نمبر DAC-CR-1-191/13-13476 مورخہ 24-07-2013 کے تحت انکوائری ختم ہو گئی ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ ڈسٹرکٹ آفیسر ہیلتھ صاحبہ فرما رہی ہیں کہ یہ جو 80 گاڑیاں ہیں یہ Provincial Coordinator کی طرف سے ملتی ہیں،اس میں ڈسٹرکٹ آفیسر ہیلتھ کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔گاڑیاں ان کو مل گئی ہیں یہ ڈسٹرکٹ کے حوالے سے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے custodian ہیں۔ڈسٹرکٹ کے اندر جتنی بھی activities ہو رہی ہیں وہ براہ راست اُس کے ذمہ دار ہیں۔جو گاڑیاں provincial coordinator کی طرف سے انہیں دی گئی ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ انہوں نے بغیر چلائے کھڑی کھڑی ان گاڑیوں کے پارٹس،انجن اور ٹائرز نکال کر ان کو ناکارہ بنادیا اور ان گاڑیوں کی 3۔ مئی کو نیلامی ہونے جا رہی تھی جو کہ اسمبلی سوال آنے کی وجہ سے رُک گئی ہے۔پارلیمانی سیکرٹری صاحب اگر اس سلسلے میں کوئی وضاحت کرنی چاہیں تو ان کی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی،پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: (خواجہ عمران نذیر) جناب سپیکر! میں ایک correction کر دوں کہ ڈاکٹر مہ جبیں اب اس عہدے پر کام نہیں کر رہی ہیں بلکہ ان کی transfer ہو گئی ہے۔میرے معزز colleague نے جو بات کی ہے اس میں ہم نے تفصیلی جواب دیا ہے کہ ان میں آٹھ گاڑیاں وہ ہیں جو اپنی مدت پوری کر چکی ہیں اور جب گاڑی مدت پوری کر لے تو جو Motor Vehicle Examiner ہوتا ہے،جیساکہ گوجرانوالہ کا کیس ہے تو Motor Vehicle Examiner گوجرانوالہ کی recommendation آئی ہے کہ گاڑیاں condemn ہو گئی ہیں۔Condemn ہونے کے بعد ان کو کھڑا کیا گیا اور جو باقی بارہ گاڑیاں ہیں وہ repairable ہیں۔اس میں issue یہ ہے کہ چونکہ پنجاب گورنمنٹ نے ڈرائیورز کی بھرتی پر پابندی لگائی ہوئی تھی بلکہ specially بھرتی پر پابندی تھی جس میں ڈرائیورز بھی آتے ہیں۔Drivers available نہ ہونے کی وجہ سے وہ گاڑیاں کھڑی ہیں اور یہ جو ناکارہ ہونے والی بات میرے بھائی نے کی ہے اس کی انکوائری Anti Corruption میں چل رہی ہے۔معذرت چاہتا ہوں کہ چل نہیں رہی بلکہ ختم ہو گئی ہے اور ایسی کوئی بات سامنے نہیں آئی کہ گاڑیوں کو

automatically M.V وہ condemn یا ناکارہ کیا گیا ہو بلکہ جو گاڑیاں اپنی مدت پوری کر چکی تھیں وہ Examination کے بعد اس کی recommendation تھی کہ وہ condemn ہو گئی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس کے علاوہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اگر میرے بھائی کو کوئی specific چیز کا پتا ہے تو ہم ہر قسم کی تجاویز کو welcome کہیں گے۔ میں Session کے بعد اپنے بھائی سے مل لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال کی بات ہے، یہاں تجاویز کی بات نہیں ہو رہی ہے۔ جی، اگلا ضمنی سوال۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں ایک وضاحت کرنا چاہوں گا کہ یہ پبلک کی بہتری کی بات ہوتی ہے اور جو پبلک کی بہتری کی بات ہوتی ہے وہ کسی فورم پر ہی بہتر ہوتی ہے۔ بند کمروں میں بیٹھ کر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: (خواجہ عمران نذیر) جناب سپیکر! میں بند کمرے میں ان سے کوئی deal کرنے کی بات نہیں کر رہا تھا۔ میرا مقصد ہے کہ ہر وقت ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ حاضر ہے اور اس کے لوگ بھی ہر وقت حاضر ہیں۔ جب بھی ہمارا کوئی معزز ممبر کوئی بھی بات لے کر آئے گا انشاء اللہ ہم اس کو خوش آمدید کریں گے۔

چودھری اشرف علی انصاری: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! میرا سوال سن لیں پھر آپ جواب دیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ مجھ سے مخاطب ہوں سیکرٹری صاحب سے بات نہ کریں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میں آپ سے ہی بات کرتا ہوں۔ میرا نقطہ نظر یہ تھا کہ کھڑی گاڑیوں کے انہوں نے پارٹس نکالے ہیں، انجن نکالے ہیں، ان کے دروازے، ٹائر اتارے ہیں اور گاڑیاں بغیر چلے ہی condemn کر دی گئی ہیں۔ Motor Vehicle Examiner نے Condemnation Certificate دیا ہے۔ یہ انہوں نے میری بات کی تائید کر دی ہے کہ گاڑیاں واقعی ہی condemn ہو گئی ہیں۔ اب جواب میں جو فرمایا گیا ہے کہ 10/10/2012 کو گاڑیاں آئی ہیں۔ اگر تاریخ پڑھیں تو میں نے یہ سوال جون 2013 میں کیا تھا تو آٹھ ماہ میں گاڑیاں کس طرح ناکارہ ہو گئیں؟ یہ بات میری سمجھ میں تو کم از کم نہیں آتی۔ ہم ترقی یافتہ ملک بھی ہیں اور نہ ہی ہم یورپ میں رہتے ہیں ہمارے پاس تو محدود سے وسائل ہیں ہم نے تو انہی کی حدود میں چلنا ہے۔ اگر اس ملک میں آٹھ آٹھ ماہ کے اندر گاڑیاں ناکارہ ہونے لگ گئیں تو پھر اس ملک کا اللہ ہی حافظ ہے۔ یہ criminal

negligence ہے اور میری ان سے گزارش ہے کہ اس میں انکوائری کریں اور جو بھی اس کا ذمہ دار ہو اس کے خلاف ایکشن لیا جائے۔ دوسرا جو کہا گیا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے ایک سوال کا جواب آنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: (خواجہ عمران نذیر) جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ایسا نہیں ہے کہ 10/10/2012 کو brand new گاڑیاں ملی تھیں جو کہ تین سال میں ناکارہ ہو گئی ہیں۔ یہ گاڑیاں definitely پرانی condition میں اُن کو وصول ہوئی تھیں کیونکہ یہ گاڑیاں پہلے سے محکمے کے زیر استعمال تھیں۔ جہاں تک میرے بھائی نے انکوائری کی بات کی ہے اگر یہ کہیں گے کہ مزید ایک انکوائری کروانی ہے تو ہم دوبارہ انکوائری کروا دیتے ہیں لیکن اس پر already محکمہ ہیلتھ نے نہیں بلکہ انٹی کرپشن نے اس پر ایک انکوائری initiate کی تھی۔ اگر انہوں نے جواب پڑھا ہو تو اس میں لیٹر نمبر بھی لکھا ہوا ہے اور 24-07-2013 کو اس انکوائری کو ختم کر دیا گیا تھا کہ کوئی بھی ایسی چیز نہیں پائی گئی۔ گاڑیاں already پرانی تھیں اور MVE نے یہ نہیں کہا کہ گاڑیاں کھڑے کھڑے condemn ہو گئی ہیں بلکہ MVE کی ہی رپورٹ ہے کہ گاڑیاں اپنی مدت پوری کر کے condemn ہو گئی ہیں اس لئے تھوڑا سا اس میں فرق ہے kindly اس کو دیکھ لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میری اس میں گزارش ہے۔

MR SPEAKER: It will be the last supplementary question.

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! آپ مجھ سے ناراض کیوں ہیں؟ میں تو ہمیشہ آپ کی قدر کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ سے ناراض نہیں بلکہ کسی سے بھی ناراض نہیں ہوتا۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! آپ غصہ کرتے ہیں۔ آپ میرے بزرگ ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، یہ اکیلے آپ کا ایوان نہیں بلکہ یہاں بیٹھے تمام معزز ممبران کا بھی ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! ہم public کے لئے ہی کام کر رہے ہیں۔ ہم کون سا کوئی غلط کام کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، اُن کے بھی آگے سوالات ہیں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! اس میں حکومت کی نیک نامی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی سوال کریں۔ شکریہ

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! کہا گیا ہے کہ اس کی انکوائری ہو کر ختم ہو گئی ہے۔ ڈائریکٹر انٹی کرپشن گوجرانوالہ نے اس کی انکوائری کی ہے جنہوں نے انکوائری میں لکھا ہے کہ:

> I am of the view that a case may be registered against the accused including Dr. Mahjbeen Qamar (District Officer Health), Sabir Ali (Store keeper) and Muhammad Iqbal (Accountant).

یہ ڈائریکٹر انٹی کرپشن گوجرانوالہ کی انکوائری رپورٹ ہے جو میری نہیں ہے۔ اس کے علاوہ میں نے پچھلے اجلاس میں الٹرا ساؤنڈ مشینوں کا سوال اٹھایا تھا اس کو بھی بڑا defend کیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: چلیں، ان سے پوچھتے ہیں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میری گزارش تو سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! اگر میں کوئی غلط بات کر رہا ہوں تو پھر میں اپنے الفاظ واپس لینے کو تیار ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں کسی کو غلط نہیں کہتا اور آپ کو بھی غلط نہیں کہہ رہا۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں ڈرنے والا یا دبنے والا نہیں ہوں اور انشاء اللہ ڈنکے کی چوٹ پر حق سچ کی بات کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کریں اور ہمیں تو نہ ڈرائیں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! یہ وہ انکوائری رپورٹ ہے جس کو یہاں پر defend کیا گیا تھا۔ پھر میں 31 تاریخ کو چیف منسٹر صاحب سے ملا جن کی خدمت میں یہ گزارش کی تو انہوں نے کمشنر صاحب کو آرڈر کیا جس کی بناء پر تین دن کے اندر اندر انکوائری کی گئی جس میں ثابت ہوا کہ بیس الٹرا ساؤنڈ مشینیں خریدنے کی اجازت تھی جبکہ انہوں نے 64 خریدیں جس میں متعلقہ ڈاکٹر گنہگار پائی

گئی بعد میں اس انکوائری کی روشنی میں ان کی services surrender کی گئیں۔ بالکل وہی معاملہ ان گاڑیوں میں ہے۔ایک تو ہم یہاں good governance کی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسرا اگر یہاں پر کسی جگہ پر خامی کی نشاندہی کی جاتی ہے تو اس کو defend بھی کیا جاتا ہے۔ میں بڑی معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ کھلا تضاد ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میرے محترم ساتھی نے ابھی کہا ہے۔

جناب سپیکر: مجھے پہلے یہ تو بتائیں کہ آپ کو ڈراتا کون ہے، یہاں کس نے ڈرایا ہے یا ڈرانے کی دھمکی کس نے دی ہے؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! مجھے یہاں محسوس ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسے نہ کیا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میرے معزز ساتھی خواہ مخواہ ہی محسوس کئے جا رہے ہیں جبکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ جس انکوائری آرڈر کی میں نے بات کی ہے اس کا نمبر یہاں لکھا ہوا ہے اور میرے پاس جواب میں یہی لکھا ہوا ہے کہ وہ انکوائری ختم ہو گئی تھی لیکن میرے بھائی نے اگر کوئی ایسا دعویٰ کیا ہے کہ ان کے پاس وہ لیٹر ہے جس میں FIR recommend کی گئی ہے یا punishment recommend کی گئی ہے تو یہ مجھے ابھی دے دیں۔ اگر ان کی یہ بات سچ نکلی تو نہ صرف پوری کارروائی ہو گی بلکہ کسی نے غلط جواب دیا ہے تو اس کے خلاف بھی بھرپور کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، شاباش۔ اگلا سوال ڈاکٹر محمد افضل صاحب کا ہے۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے ان کا سوال pending کر دیں کیونکہ وہ اِدھر نہیں ہیں اور مجھ سے چھٹی لے کر گئی ہیں۔ اگلا سوال شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے--- موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔ موجود نہیں ہیں۔

نہیں، نہیں۔ایسے نہیں ہو گا لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ زیب النساء اعوان صاحبہ کا ہے۔جن کا سوال ہے اگر وہ خود نہیں آتے تو دوسروں کو بوجھ اٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟

محترمہ زیب النساء اعوان: شکریہ۔جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1063 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور: ڈرگ انسپکٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1063: **محترمہ زیب النساء اعوان:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں کل کتنے ڈرگ انسپکٹر ہیں یہ کس کس گریڈ کے ہیں، یہ لاہور کے کن کن ایریا میں تعینات ہیں، عہدہ، گریڈ وار تفصیل سے بیان کریں؟

(ب) مذکورہ اہلکاروں نے سال 13-2012 کے دوران کن کن میڈیکل سٹوروں اور فارمیسیز پر چھاپے کے دوران جعلی اور غیر قانونی ادویات فروخت کرنے پر مالکان کے خلاف کیا کارروائی کی، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) مذکورہ میڈیکل سٹورز اور فارمیسیز کے مالکان کو 13-2012 کے دوران کتنا جرمانہ کیا گیا اور کن کن مالکان کے جعلی ادویات کے نمونے لیبارٹری کو بھجوائے گئے، لیبارٹری رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) محکمہ صحت سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں اس وقت کل 9 ٹاؤن اور ایک کینٹ ایریا کی اسامی ملا کر ڈرگ انسپکٹرز کی کل 10 اسامیاں منظور شدہ ہیں۔ان میں سے ایک BS-19، چار BS-18 اور پانچ BS-17 کی ہیں۔ان پر تعینات ملازمین کی ایریا وار تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ڈرگز انسپکٹر	گریڈ	ایریا
1۔	محمد سعید اقبال	BS-19	داتا گنج بخش ٹاؤن، لاہور
2۔	محمد جمیل	BS-18	گلبرگ ٹاؤن لاہور
3۔	عمران سرفراز	BS-18	راوی ٹاؤن

4۔	عامر شہزاد	BS-18	نشتر ٹاؤن لاہور
5۔	عظیم احمد اقبال	BS-17	علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
6۔	کمال سکندر	BS-17	عزیز بھٹی ٹاؤن لاہور
7۔	رانا محمد شاہد ظفر	BS-17	سمن آباد، ٹاؤن ایریا
8۔	امامہ حسین	BS-17	کینٹ ایریا لاہور
9۔	رانا عبدالمتین	BS-17	واہگہ ٹاؤن لاہور 7
10۔	اعجاز علوی	BS-17	شالامار ٹاؤن، لاہور

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران ان ڈرگز انسپکٹرز نے کل 13124انسپکشن کیں اور 871 فارمیسیز/ میڈیکل سٹوروں کے خلاف کارروائی کی گئی۔ کل 2921ادویات نمونہ جات لیبارٹریز کو برائے تجزیہ بھجوائے گئے جن میں سے 70 نمونہ جات غیر معیاری اور جعلی قرار پائے۔ تفصیل Annex-Aایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورعرصہ کے دوران جعلی ادویات اور غیر قانونی ادویات فروخت کرنے پر ڈرگ کورٹ لاہور کی جانب سے کل 58لاکھ 18ہزار روپے جرمانہ کیا گیا جبکہ 17 سال 9ماہ سزا دی گئی۔ ڈرگز انسپکٹرز نے کل 2921ادویات کے نمونہ جات برائے تجزیہ لیبارٹریز کو بھیجے جن میں سے 70 نمونہ جات غیر معیاری اور جعلی قرار پائے۔ تفصیل Annex-Aایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! میں دیئے گئے جواب سے مطمئن ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: میرے خیال میں کوئی مک مکا ہو گیا ہے۔ اگلا سوال جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب امجد علی جاوید صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار وقاص حسن موکل صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ ناہید نعیم صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1181 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جہلم: سول ہسپتال کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*1181: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سول ہسپتال جہلم کا سال 12۔2011 اور 13۔2012 کا سالانہ بجٹ کتنا تھا؟

(ب) ان سالوں کے دوران ایل پی کے لئے کتنی رقم مختص تھی؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم ایل پی پر خرچ ہوئی؟

(د) ایل پی سے کون کون سی ادویات کس کس کمپنی کی خرید کی گئیں؟

(ہ) یہ ادویات کس کی اجازت سے خرید کی گئیں؟

(و) ایل پی سے ادویات کن کن افراد کو فراہم کی جاتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) سول ہسپتال جہلم کے سال 12۔2011 اور 13۔2012 کے بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:

مالی سال	مختص شدہ بجٹ
2011-12	2 کروڑ 20 لاکھ روپے
2012-13	2 کروڑ 44 لاکھ 12 ہزار روپے

(ب) سرکاری قانون کے مطابق 25 فیصد لوکل پرچیز ٹوٹل بجٹ سے کی جاتی ہے۔

(ج) ان سالوں کے دوران مندرجہ ذیل رقم ایل پی پر خرچ ہوئی:

مالی سال	خرچ شدہ رقم
2011-12	69 لاکھ 71 ہزار 4 سو 44 روپے
2012-13	63 لاکھ 76 ہزار 9 سو 85 روپے

(د) ایل پی سے ادویات کسی خاص کمپنی سے نہیں خریدی جاتی بلکہ اس حوالہ مریضوں کو جو ادویات ہسپتال کے ڈاکٹرز تجویز کرتے ہیں اگر وہ ہسپتال میں موجود نہ ہو تو وہ دوائی متعلقہ کنٹریکٹر جس کے ساتھ سالانہ ٹھیکہ ہوا ہوتا ہے، اس سے روزانہ کی بنیاد پر خریدی جاتی ہیں۔اس میں غیر ملکی ادویات پر 6 فیصد جبکہ ملکی ادویات پر 9 فیصد رعایت دی جاتی ہے۔

(ہ) ایل پی کی مد میں ادویات کی خرید کی مجاز اتھارٹی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ہوتا ہے لہذا مذکورہ ہسپتال میں بھی تمام ادویات ایم ایس کی اجازت سے خریدی گئیں۔

(و) ایل پی کے ذریعے ادویات پارلیمنٹیرینز(ممبران قومی و صوبائی اسمبلی)، ان ڈور غریب مریضوں اور آؤٹ ڈور غریب مریضوں کو دی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ ایمرجنسی میں مریضوں کے لئے ضرورت کے مطابق لوکل پرچیز کے ذریعے ادویات دی جاتی ہیں۔

MR SPEAKER: Any supplementary Question. Order please, order please and be careful.

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جز (د) میں میرے سوال کا انہوں نے جواب دیا ہے کہ جو ادویات ہسپتال کے ڈاکٹر تجویز کرتے ہیں اگر وہ ہسپتال میں موجود نہ ہوں تو دوائی متعلقہ کنٹریکٹر جس کے ساتھ سالانہ ٹھیکہ ہوا ہوتا ہے اس سے روزانہ کی بنیاد پر خریدی جاتی ہے۔ مجھے kindly یہ بتادیں کہ اس ٹھیکیدار کا کوئی criteria ہے یعنی جس کو یہ ٹھیکہ دے رہے ہیں مجھے صرف اس کا criteria بتادیں کہ یہ کس طرح ٹھیکیدار کو یہ ٹھیکہ دیا جاتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میری معزز ممبر ایل پی کی بات کر رہی ہیں۔ ہسپتال کا ٹوٹل میں سے پچیس فیصد بجٹ میں ایل پی کی اجازت ہے۔ یہ local purchase ہوتی ہے یعنی جو ادویات ہسپتال کے سٹور میں موجود نہ ہوں تو متعلقہ ایم ایس کے پاس powers ہیں کہ وہ purchase کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے مختلف کمپنیوں کا باقاعدہ ٹینڈر ہوتا ہے اور جس کمپنی کے ساتھ اس ہسپتال کا کنٹریکٹ ہوتا ہے اس میں ہسپتال کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ جب کنٹریکٹر سے کنٹریکٹ ہوتا ہے تو اس میں سے جو concession ملتی ہے وہ ملکی ادویات پر 6 فیصد اور imported ادویات پر 9 فیصد ملتی ہے۔ اس کا طریق کار ایسے ہی ہے جیسے دوسری چیزوں کا ٹینڈر ہوتا ہے اور اس میں جو کنٹریکٹر qualify کر کے آتے ہیں اُن سے اس چیز کا کنٹریکٹ کر لیا جاتا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ جو ٹھیکیدار آتے ہیں اُن کا criteria کیا ہے، مجھے Kindly صرف یہ بتادیں کہ وہ qualify کس طرح کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، اگر کوئی criteria آپ کے پاس ہے تو بتادیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں نے criteria کی بات explain کر دی ہے کہ جس طرح سے ہر چیز کا ٹینڈر ہوتا ہے اور ٹینڈر میں تمام متعلقہ کمپنیاں شرکت کر سکتی ہیں۔ اس کا باقاعدہ جب اخبار میں add آتا ہے تو اس میں تمام rules, qualifications and disqualifications لکھی ہوتی ہیں۔ جب کسی بھی ٹیچنگ ہسپتال یا ڈی ایچ کیو وغیرہ کی ایل پی ہوتی ہے

تو اس کے ٹینڈر کا add آتا ہے اور اس ٹینڈر میں جو لوگ participate کرتے ہیں تو lowest bidder جو criteria پر fulfill کرتا ہے تو اس کو یہ ٹینڈر award کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جو qualify کرتا ہے اس کو ٹینڈر دیا جاتا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جز (د) میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ ایل پی کے ذریعے ادویات Parliamentarians, indoor and outdoor غریب مریضوں کو دی جاتی ہیں تو اگر ان کے پاس کوئی information ہے تو kindly یہ مجھے بتائیں کہ Parliamentarians کو کتنی ادویات دی گئیں؟

جناب سپیکر: اس کے لئے علیحدہ سوال ہوگا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جس طرح انہوں نے کہا کہ outdoor and indoor مریضوں کو ادویات دی جاتی ہیں۔ میں خود اس بات کی گواہ ہوں اور آج کل بہت کوشش کرتی ہوں کہ ہمارے علاقے کا جو بھی بندہ آئے تو میں وہاں ہسپتال میں موجود ہوں۔ میں نے کبھی indoor دیکھا اور نہ outdoor دیکھا ہے۔ میں وہاں پر specially ایم ایس صاحب کے ساتھ ہر معاملے میں touch ہوں لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہمارا بجٹ اتنا کم ہے کہ کچھ بھی پورا نہیں کر سکتے۔ یہاں پر انہوں نے کہا ہوا ہے کہ purchases ہوتی ہیں۔ اگر purchases ہوتی ہیں تو مجھے نہیں پتا کہ کہاں پر ہوتی ہیں کیونکہ حالت یہ ہے کہ اگر پانچ روپے کی بھی کوئی چیز لینی ہو تو وہ باہر سے ہی آتی ہے لیکن ہسپتال سے آج تک کچھ provide نہیں کیا گیا۔ میں اسی forum پر کھڑے ہو کر جہلم کی حالت زار ضرور بیان کرنا چاہوں گی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ سوال کریں۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ اسی سے related ہے۔

جناب سپیکر: جب آپ کا ٹائم آئے گا تو آپ کو ٹائم دیں گے۔ جب پری بجٹ بحث ہوگی تو میں آپ کو ٹائم بہت زیادہ دوں گا۔ اب آپ ضمنی سوال کریں۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔ اگلا سوال بھی آپ کا ہے کہ جہلم کے زیر انتظام ڈسپنسریوں کی کل تعداد کتنی ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1188 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جہلم:ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1188: محترمہ راحیلہ انور: کیاوزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) سول ہسپتال جہلم کے زیر انتظام ڈسپنسریوں کی کل تعداد کتنی ہے اور یہ کن کن جگہوں پر کام کر رہی ہیں؟
(ب) متذکرہ تمام ڈسپنسریوں میں ڈاکٹرز و دیگر عملہ کی تعداد کتنی ہے نیز ان کی حاضری و دیگر معاملات کو وقتاً فوقتاً چیک کرنے کے لئے کون سی اتھارٹی نگرانی کرنے پر مامور ہے، آیا ان ڈسپنسریوں میں تعینات ڈاکٹرز اور دیگر سٹاف سرکاری اوقات کار کے مطابق اپنے فرائض منصبی ادا کر رہے ہیں؟
(ج) ان ڈسپنسریوں میں تعیناتlate comingاور دیگر معاملات میں بے ضابطگیوں کی بناء پر کن ڈاکٹرز کے خلاف پچھلے دو سال کے دوران محکمانہ کارروائی عمل میں لاتے ہوئے انہیں suspendکیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):
(الف) سول ہسپتال جہلم کے زیر انتظام کوئی بھی سول ڈسپنسری کام نہیں کر رہی۔ تاہم ای ڈی او (صحت) جہلم کے زیر انتظام چلنے والی گورنمنٹ رولر ڈسپنسریوں کی کل تعداد آٹھ ہے جو کہ درج ذیل ہے: خورد، راٹھیاں، لہری، کداری، بڑا گواہ، سروبہ، پیتھر ندی اور عبداللہ پور
(ب) مذکورہ ڈسپنسریوں پر تعینات سٹاف کی تفصیلAnnex-Aایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان ڈسپنسریوں کے عملہ کی استعدادِ کار بڑھانے اور پابندی وقت کو معمول بنانے کے لئے ای ڈی او (ایچ)، ڈی او (ایچ)، ڈی ڈی او (صحت)، ڈسٹرکٹ مانیٹرنگ آفیسرز وغیرہ نگرانی کے لئے مامور ہیں جو کہ باقاعدگی سے ان ڈسپنسریوں کے وزٹ کرتے رہتے ہیں اور دیر سے آنے والے اور دیگر کسی بھی بے ضابطگی میں ملوث پائے جانے والے ملازمین کے خلاف قانونی کارروائی کرتے رہتے ہیں۔
(ج) پچھلے دو سالوں کے دوران39ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لاتے ہوئے اٹھارہ کوCensureکیا گیا، دو کی سالانہincrementsروک دی گئیں، دو کوexonerateکیا گیا، چار کو جبری ریٹائر کیا گیا۔ گیارہ کو نوکری سے نکالا گیا، ایک ملازم کو ایک incrementروکنے کے بعد بحال کیا گیا اور ایک ملازم کوterminateکیا گیا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے تو مجھے جز بتا دیں؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں نے جز (ج) میں ان سے پوچھا ہے کہ "ان ڈسپنسریوں میں تعینات late comingاور دیگر معاملات میں بے ضابطگیوں کی بناء پر کن ڈاکٹروں کے خلاف پچھلے دو سال کے دوران محکمانہ کارروائی عمل میں لاتے ہوئے انہیں suspend کیا گیا" جس کا انہوں نے جواب کچھ اور دے دیا ہے۔ مجھے تو ڈاکٹروں کے متعلق پوچھنا تھا لیکن انہوں نے ظاہر ہے کہ غریب لوگوں کو ہی dismiss کرنا ہوتا ہے جن میں LHV's وغیرہ ہیں جس کی detail دے دی ہے لیکن ڈاکٹروں کا نہیں بتایا۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! ان ڈسپنسریوں میں زیادہ تر ڈسپنسر ہوتے ہیں جبکہ کچھ میں ڈاکٹر بھی ہوتے ہیں۔ جن مذکورہ ڈسپنسریوں کی بات میری بہن نے کی ہے ان کی detail ان کو دے دی ہے۔ ان میں اگر کوئی late coming یا کوئی بے ضابطگی تھی تو پچھلے دو سالوں کے دوران 39 ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی گئی، اٹھارہ لوگوں کو censure کیا گیا، دو ملازمین کی annual increment روکی گئی، دو ملازمین کو exonerate کیا گیا، چار لوگوں کو جبری ریٹائر کیا گیا، گیارہ لوگوں کو نوکری سے نکالا گیا، ایک ملازم کی increment روکنے کے بعد اس کو بحال کیا گیا ہے اور ایک کو terminate کیا گیا ہے۔ جہاں تک انہوں نے بات ڈاکٹروں کے متعلق کی ہے تو جو ملازم بھی محکمے سے تنخواہ لے رہا ہے وہ محکمے کا ملازم ہے اور اس میں کوئی بھی discrimination اس طرح سے نہیں ہے۔

جناب سپیکر:: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1240 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب کے دیہی مراکز صحت کو فعال کرنے کی تفصیلات

*1240: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں اکثر دیہی مراکز صحت غیر فعال ہیں؟

(ب) ان کے غیر فعال ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ دیہی مراکز صحت کو فعال بنانے کے لئے ضروری اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کیا،اس مقصد کے لئے وقت کا تعین کرنا ممکن ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) جی نہیں!یہ درست نہ ہے بلکہ پنجاب میں تمام دیہی مراکز صحت فعال ہیں اور ٹھیک طریقے سے کام کر رہے ہیں اور مریضوں کو ضروری طبی سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔

(ب) اس وقت پنجاب میں کوئی بھی BHU غیر فعال نہ ہے۔بلکہ تمام BHUs کام کر رہے ہیں اور مناسب تعداد میں عملہ اور ادویات موجود ہیں۔

(ج) تمام مراکز صحت فعال ہیں اور ٹھیک طریقے سے کام کر رہے ہیں تاہم حکومت پنجاب محکمہ صحت ان کی کارکردگی کو بڑھانے اور مریضوں کو بروقت طبی سہولیات پہنچانے کے لئے ہمہ وقت کوشاں ہے۔اس سلسلے میں وقتاً فوقتاً اقدامات اٹھاتی رہتی ہے اور حال ہی میں PPSC کے ذریعے مستقل بنیادوں پر میڈیکل آفیسرز کو بھرتی کیا گیا ہے جن کے لئے یہ شرط لازمی ہے کہ وہ تین سال تک بی ایچ یوز پر کام کریں گے۔مزید یہ کہ ادویات کی بروقت اور مفت فراہمی یقینی بنانے کے لئے مؤثر اقدامات کئے گئے ہیں۔

MISS HINA PERVAIZ BUTT: Mr Speaker! I am not satisfied and…

جناب سپیکر:آپ اردو میں بات کریں اور میری اجازت کے بغیر انگریزی میں بات نہیں کر سکتیں۔

محترمہ حنا پرویز بٹ:جناب سپیکر!میں جواب سے مطمئن نہیں ہوں کیونکہ میری اطلاع کے مطابق 70فیصد B.H.Us ایسے ہیں جو non functional ہیں، buildings تو کھڑی ہیں لیکن وہاں پر پیرامیڈیکل سٹاف دستیاب ہے نہ ادویات اور مریضوں کو اپنے علاج کے لئے all the way ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتال آنا پڑتا ہے تو میرا ضمنی سوال ہے کہ total B.H.Us کتنے ہیں اور وہاں پر کتنے ڈاکٹر functional ہیں؟

جناب سپیکر:جی،پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر!میں سب سے پہلے تو اپنی colleague کی بات کی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ بالکل ماضی میں ضرور ایسا تھا کہ B.H.Us اور اس طرح کے چھوٹے یونٹ functional نہیں تھے لیکن موجودہ حکومت کی پچھلے کئی برس کی محنت کے بعد

الحمدللہ آج یہ سٹیج ہے اور میں یہ نہیں کہتا کہ ہر طرف دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں لیکن جتنا improve ہم موجودہ وسائل میں رہ کر کر سکتے تھے اتنا improve ہم نے کیا ہے۔جہاں تک non functional کی بات ہے تو اب non functional کوئی نہیں ہے اور non functional کا مطلب یہ ہے کہ B.H.U open ہے اور اس میں کوئی نہ کوئی سٹاف موجود ہے۔جہاں تک بات ہے کہ سٹاف کتنا ہونا چاہئے تھا اور کتنا ہے اور اس میں ادویات کتنی ہیں تو بجٹ کے مطابق ہی اس میں ادویات میسر ہوں گی، سہولیات بھی میسر ہوں گی اور ہم انہیں improve کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ابھی 2000 کے قریب میڈیکل آفیسرز اور 800 کے قریب وومن میڈیکل آفیسرز کو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے تحت ریکروٹ کرنے جا رہے ہیں اور ongoing process ہے جو کہ آئندہ دو سے تین ماہ میں complete ہو جائے گا اور ہم نے یہ پالیسی بنائی ہے کہ یہ ڈاکٹر تین سال کے لئے اپنے ضلع کے قریبی B.H.Us میں کام کریں گے اور اگلے دو سے تین ماہ کے اندر ہم ہر B.H.U میں انشاء اللہ ڈاکٹر پہنچائیں گے۔جہاں تک انہوں نے B.H.Us کی تعداد کے متعلق بات کی تھی تو پنجاب میں B.H.Us 2394 کام کر رہے ہیں جبکہ 14 اضلاع میں جو B.H.Us ہیں وہ P.R.S.P کے پاس ہیں اور انشاء اللہ اگلے دو سے تین ماہ میں جیسے ہی یہ ریکروٹمنٹ کا عمل complete ہو گا اور پنجاب پبلک سروس کمیشن سے ہمارے پاس یہ میڈیکل آفیسرز آ جائیں گے تو انہیں ہم انشاء اللہ ہر B.H.U میں designate کریں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ آپ کا ہی ہے؟

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! سوال نمبر 1242 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں ہیپاٹائٹس کے مریضوں میں اضافہ وتدارک کی تفصیلات

*1242: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہیپاٹائٹس اے، بی، سی جیسی امراض کے واقعات خصوصاً دیہی علاقوں میں خطرناک حد تک بڑھ رہے ہیں؟

(ب) کیا حکومت کے لئے مناسب نہ ہو گا کہ وہ عمومی طور پر اور بالخصوص دیہی علاقوں میں احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی غرض سے لوگوں کو آگاہی دینے کے لئے معینہ وقفوں سے عوام آگاہی مہم شروع کرے؟

(ج) کیا حکومت ہیپاٹائٹس کے مریضوں کو مفت علاج کی سہولت فراہم کر رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) اگرچہ ہیپاٹائٹس کے مریضوں میں وقت کے ساتھ ساتھ مسلسل اضافہ دیکھا گیا ہے مگر اس متعدی مرض سے مناسب احتیاط سے بخوبی بچا جا سکتا ہے۔

(ب) اس سلسلے میں نا صرف شہروں میں بلکہ ضلعی سطح پر بھی انفکشن کنٹرول مہم چلائی جا رہی ہے۔ البتہ مالی سال 2013-14 میں فنڈز کی نامناسب فراہمی کی وجہ سے یہ آگاہی مہم اثر انداز ہوتی ہے۔ فنڈز کی فراہمی کی صورت میں اخبارات، ٹی وی، اور ریڈیو وغیرہ کے ذریعے بھرپور مہم چلائی جا سکتی ہے۔

(ج) حکومت ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام کے تحت Tertiary Care Hospital اور ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس سی کے لئے نہ صرف Injection Interferon بلکہ Non Responder کے لئے Peg-Interferon بھی مفت فراہم کئے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اس سال حکومت ہیپاٹائٹس بی کے مریضوں کو بھی مفت علاج کی سہولت فراہم کر رہی ہے۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! health ہماری top priority پر ہے اور میرا یہ سوال ہے کہ کیا حکومت فوری طور پر فنڈز دینے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس کا time frame کیا ہے؟

جناب سپیکر: کس کو فنڈز دینے کا؟

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! ہیپاٹائٹس جو ہے it's a growing disease جو کہ خاص طور پر دیہی علاقوں میں بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے، جس طرح ہم ڈینگی کے خلاف مہم چلا رہے ہیں تو اسی طرح حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے کہ ہیپاٹائٹس کے حوالے سے awareness campaign چلائے؟ صحت چونکہ ہماری top priority پر ہے اور یہاں پر انہوں نے لکھا ہے کہ فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ particular question کریں جس کا جواب میں ان سے لے سکوں۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ ہیپاٹائٹس کے حوالے سے تشہیری مہم کے لئے کوئی فنڈز رکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اگر رکھتے ہیں تو اس کا time frame کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! موجودہ حکومت نے اللہ کے فضل سے ہر بجٹ میں صحت کا جو بجٹ تھا اس میں ہمیشہ اضافہ کیا ہے۔ صحت اور تعلیم ہماری top priority ہیں اور جب میں خاص طور پر صحت کی بات کروں گا تو میری معزز colleague نے جو بات کی ہے تو ہم نے ان سے یہ کہا ہے کہ فنڈز کی عدم فراہمی کی وجہ سے اخبارات اور ٹی وی پر جو adcampaign کرنی تھی وہ ہم نہیں کر سکے تھے لیکن اب الحمدللہ 50 کروڑ روپے اس کام کے لئے مختص کئے گئے ہیں اور انشاء اللہ اس سے awareness پروگرام ہوں گے اور جتنی بھی چیزیں ہیں، پنجاب حکومت ensure کرے گی۔ ابھی بھی ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام پر بڑی محنت کی گئی ہے اور ہمارے ہسپتالوں میں injections فراہم کئے جا رہے ہیں۔ میں نے معزز ممبر کو تفصیل کے ساتھ جواب دے دیا ہے۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! کتنے مریضوں کو کتنے injections دیئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! یہ fresh question ہے ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال محترمہ لبنیٰ ریحان صاحبہ کا ہے اور کل بھی آپ کے سوالات تھے۔

محترمہ لبنیٰ ریحان: جناب سپیکر! سوال نمبر 1256 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

راولپنڈی: ہولی فیملی ہسپتال کا قیام و دیگر تفصیلات

*1256: محترمہ لبنیٰ ریحان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی کا قیام کب عمل میں آیا اور یہ کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) اس ہسپتال میں ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں؟

(ج) کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں اور ان پر کب تک تعیناتیاں کر دی جائیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی 47-1946 میں تعمیر کیا گیا اور یہ 864 بیڈز پر مشتمل ہے۔

(ب) مذکورہ ہسپتال میں ڈاکٹرز کی مختلف سکیلوں میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 248 ہے جبکہ پیرامیڈیکل سٹاف کی مختلف گریڈز میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 469 ہے۔ سکیل وار تفصیل Annex-A & B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ ہسپتال میں ڈاکٹرز کی کل 54 اسامیاں خالی ہیں جبکہ پیرامیڈیکل سٹاف کی کل 57 اسامیاں خالی ہیں۔ میڈیکل آفیسرز کی 2000 جبکہ وومن میڈیکل آفیسرز کی 400 اسامیوں پر بذریعہ PPSC مستقل بنیادوں پر بھرتی کا عمل جاری ہے۔ جیسے ہی بھرتی کا عمل مکمل ہو گا، خالی اسامیوں پر ڈاکٹرز تعینات کر دیئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ specialist doctors کو ایڈہاک پر بھرتی کر کے خالی اسامیوں کو پُر کیا جا رہا ہے۔ جہاں تک پیرامیڈیکل سٹاف کی خالی اسامیوں کا تعلق ہے تو ان کی بھرتی پر حکومت پنجاب نے بذریعہ چٹھی نمبری SOR-IV(S&GAD)10-5/2013(ban), مورخہ 13-06-28 پابندی عائد کر رکھی ہے جو نہی پابندی ختم ہو گی، ان اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا۔

محترمہ لبنیٰ ریحان: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ج) کے متعلق بتایا گیا ہے کہ ڈاکٹر کی 54 اور پیرا میڈکل سٹاف کی 57 اسامیاں خالی ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ خالی اسامیاں کب تک fill ہو جائیں گی، اس حوالے سے time and date کے متعلق بتایا جائے اور پابندی کب تک ختم ہو گی کیونکہ خدانخواستہ کوئی ایسی بیماری یا ایمرجنسی ہوتی ہے تو ڈاکٹروں کی کمی ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے دوسرے مریض suffer کرتے ہیں۔ مہربانی کر کے بتایا جائے کہ خالی اسامیاں کب تک fill ہوں گی اور یہ پابندی کب تک ختم ہو جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ جہاں تک ڈاکٹروں کی اسامیوں کا تعلق ہے تو 2000 کے قریب میڈیکل آفیسرز اور 800 کے قریب وومن میڈیکل آفیسرز پنجاب پبلک سروس کمیشن ریکروٹ کر رہا ہے اور جیسے ہی یہ process complete ہو گا تو ہم انشاء اللہ جہاں جہاں کمی ہے وہاں وہاں انہیں appoint کریں گے۔ جہاں تک انہوں نے پیرامیڈیکس کی بات کی ہے تو پیرامیڈیکس کا issue یہ ہے کہ ان کی بھرتی پر بالکل بے شک

پابندی تھی لیکن اس کے باوجود جہاں پر بہت ضروری ہوا اور جہاں پر کوئی کنٹریکٹ ملازمین بھی نہیں تھے تو وہاں پر اجازت لے کر کچھ بھرتی بھی کی ہے اور مزید انشاء اللہ بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو آئندہ تین سے چار ماہ میں بھرتی کو مکمل کر لیا جائے گا اور پیرا میڈیکس کا خلا بھی انشاء اللہ تعالیٰ پورا ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ آپ ہی کا ہے اور سوال کا نمبر پکاریں۔

محترمہ لبنیٰ ریحان: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1257 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

راولپنڈی: ہولی فیملی ہسپتال میں شعبہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

***1257: محترمہ لبنیٰ ریحان:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی میں کون کون سے شعبہ جات ہیں؟

(ب) کتنے شعبہ جات میں پروفیسر زنہ ہیں؟

(ج) ہر شعبہ کتنے کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(د) اس ہسپتال میں کون کون سے شعبہ جات نہ ہیں، کیا حکومت ان شعبہ جات کا قیام عمل میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی میں مندرجہ ذیل شعبہ جات ہیں۔

1-	شعبہ میڈیسن	2-	شعبہ سرجری
3-	شعبہ گائنی	4-	شعبہ امراض چشم
5-	شعبہ ناک، کان، گلہ	6-	شعبہ نیورو سرجری
7-	شعبہ نفرالوجی	8-	شعبہ بچگانہ
9-	شعبہ آئی سی یو (انتہائی نگہداشت) (بچگانہ)	10-	شعبہ سی سی یو (انتہائی نگہداشت)
11-	شعبہ اینڈوسکوپی	12-	شعبہ معدہ جگر
13-	شعبہ (OPD) تمام شعبہ جات	14-	شعبہ برن یونٹ
15-	شعبہ فارمیسی	16-	شعبہ ایکسرے
17-	شعبہ الٹراساؤنڈ	18-	شعبہ بلڈنگ
19-	شعبہ آپریشن تھیٹر	20-	شعبہ لیبارٹری

(ب) مندرجہ ذیل شعبہ جات میں پروفیسرز نہیں ہیں۔
انسیتھزیا، ریڈیالوجی، نیوروسرجی اور امراض چشم، ان کی تعیناتی مجاز اتھارٹی (گورنمنٹ آف پنجاب) وقتاً فوقتاً کرتی ہے۔

(ج) تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(د) ہولی فیملی ہسپتال، راولپنڈی میں یورالوجی، نفسیات اور امراض جلد کے شعبہ جات نہیں ہیں۔ انسٹیٹیوٹ آف یورالوجی، راولپنڈی زیر تعمیر ہے۔ اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے موجودہ ترقیاتی پروگرام میں مبلغ 100.00 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ اس انسٹیٹیوٹ کی تکمیل کے بعد ہولی فیملی ہسپتال میں ایک الگ شعبہ یورالوجی کی ضرورت نہ ہے۔ موجودہ ترقیاتی پروگرام 14-2013 میں ہولی فیملی ہسپتال میں واٹر سپلائی کی پائپ لائن بچھانے کا منصوبہ شامل ہے جس کا کل تخمینہ 18.600 ملین روپے ہے۔ مندرجہ بالا منصوبوں کی تکمیل کے بعد نفسیات اور امراض جلد کے شعبہ جات کے منصوبہ جات کو زیر غور لایا جائے گا۔

محترمہ لبنیٰ ریحان: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے جز (ب) میں ہے کہ پروفیسرز کی اسامیاں خالی ہیں، کب تک fill ہو جائیں گی اور دوسرا یہ ہے کہ جز (د) کے مطابق ہولی فیملی میں جو شعبہ جات نہیں ہیں وہ کب تک قائم کر دیئے جائیں گے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! پروفیسرز کے حوالے سے میری colleague نے جو بات کی ہے تو چونکہ محکمہ صحت میں promotions کافی دیر سے نہیں ہوئی تھیں اور اب الحمدللہ پچھلے چند ماہ کے دوران اسے بڑا speed up کیا گیا ہے اور ہزاروں کی تعداد میں promotions کی جا رہی ہیں اور جیسے ہی یہ promotions مکمل ہو جائیں گی تو آپ کو ہسپتالوں میں سینئر پروفیسرز بھی کام کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔ اس کے ساتھ جن issues کی بات کی کہ ہولی فیملی ہسپتال میں یہ یہ شعبہ جات مثلاً یورالوجی، سائیکالوجی، امراض جلد کے شعبہ جات نہیں ہیں تو انسٹیٹیوٹ آف یورالوجی راولپنڈی میں زیر تکمیل ہے اور اس منصوبے کی تکمیل کے لئے موجودہ A.D.P میں رقم بھی رکھ دی گئی ہے اور اس کے بعد جیسے ہی یہ انسٹیٹیوٹ مکمل ہو جائے گا تو ہولی فیملی میں شعبہ یورالوجی کی ضرورت نہیں رہے گی اور بقایا شعبہ جات پر بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہم بڑی speed سے کام کر رہے ہیں اور آئندہ چند ماہ میں اس پر آپ کو بڑا اچھا result دیں گے۔

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ زیب النساء اعوان: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہولی فیملی ہسپتال کے گائنی وارڈ میں بیڈز کی کمی ہے اور اتنا بُرا حال ہے کہ ایک ایک بیڈ پر دو دو، تین تین مریض ہوتے ہیں تو کیا وہاں پر بیڈز دینے کا کوئی ارادہ ہے اور کب تک ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! چونکہ مریضوں کا load بہت زیادہ ہے اور میرا نہیں خیال کہ ہر وقت ہی ایسا رہتا ہو گا کہ دو دو، تین تین مریض بیڈ پر ہوتے ہوں گے in case of any emergency اگر کسی وقت ایسا ہوا بھی ہے تو اس کا جائزہ لے لیا جائے گا اور اگر وہاں پر کوئی extension required ہوئی تو انشاء اللہ اسے ضرور کریں گے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! پہلے ہی تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ چلیں آپ کو سپیشل اجازت دیتا ہوں ورنہ۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر یہ precedent بن جائے گا۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ آپ کے لئے نہیں۔ (قہقہہ)

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! ہولی فیملی ہسپتال میں برن یونٹ کی سہولت نہیں ہے تو یہ کتنے عرصے میں شروع کر دیا جائے گا کیونکہ راولپنڈی کے کسی ہسپتال میں برن یونٹ نہیں ہے؟ مریضوں کو سی ایم ایچ کھاریاں لایا جاتا ہے یا پھر پی او ایف ہسپتال لایا جاتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ راولپنڈی میں تینوں بڑے ہسپتالوں میں باقاعدہ برن یونٹ کب تک قائم کر دیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! برن یونٹ کے لئے جو specialists required ہیں ان کی بھرتی کرنے کے بعد انشاء اللہ اس معاملے کو حل کر لیا جائے گا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں محکمے سے time frame لے کر آپ کے ذریعے سے inform کر دوں گا۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! برن یونٹ کے لئے کوئی special faculty کی ضرورت نہیں ہوتی وہاں پر انہی ڈاکٹروں کی ضرورت ہوتی ہے جو already موجود ہوتے ہیں وہاں صرف وارڈ اور اس سے متعلقہ چیزیں چاہئے ہوتی ہیں۔ وہاں پر کوئی وارڈ نہیں ہے جب کوئی دھماکا ہوتا ہے یا کوئی جلا ہوا شخص آتا ہے تو اس کو کھاریاں لے جانا پڑتا ہے جبکہ راولپنڈی بہت بڑا شہر ہے وہاں یہ سہولت موجود ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: چلیں، ان سے پوچھتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ معزز ممبر کی بات میں کچھ correction کی ضرورت ہے۔ برن یونٹ کے لئے specialists کی ضرورت ہوتی ہے، پلاسٹک سرجن چاہئے ہوتا ہے اور مزید issues بھی ہوتے ہیں۔ میں یہاں پر کسی قسم کا کوئی غلط جواب دینے کا ارادہ نہیں رکھتا کیونکہ یہ سپریم ادارہ ہے---

جناب سپیکر: اگر غلط جواب دیں گے تو پکڑے بھی جائیں گے اور پھر معافی بھی نہیں ہو گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں ڈیپارٹمنٹ سے اس کا باقاعدہ time frame لے کر آپ کے through اسمبلی کو آگاہ کر دوں گا۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! غلط جواب تو آ چکا ہے۔ انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ burn unit موجود ہے جبکہ وہ موجود نہیں ہے اور انہوں نے خود ہی اس بات کی نشاندہی کر دی ہے کہ وہاں پر سٹاف نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ وہاں پر burn کے سپیشلسٹ ڈاکٹر موجود ہیں لیکن جو دیگر لوازمات ہیں ان میں ابھی کمی ہے جس کو ہم improve کرنے جا رہے ہیں۔ جیسے ہی ہم improve کر لیں گے، میں اصل میں ٹائم فریم exact دینا چاہتا ہوں۔ میں آپ کو exact time frame دے دوں گا لیکن ابھی ان cases کو وہاں deal کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! جواب ذرا سوچ سمجھ کر دیا کریں اور اس کو ذرا دیکھ بھی لیا کریں، آپ کی مہربانی۔ اگر کوئی جواب غلط ہو تو پھر اس کو ایوان کے floor پر نہیں آنا چاہئے۔ you should be careful in future جی، اگلا سوال ڈاکٹر مراد راس صاحب کا ہے۔

SHEIKH ALA-UD-DIN: Mr Speaker! on his belalf.

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ ذرا بیٹھیں، تشریف رکھیں۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ آپ کہاں رہتے ہیں؟ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ discrimination ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ discrimination نہیں ہے۔ اگلا سوال جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب احمد خان بھچر صاحب کا ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔ وہ چھٹی پر ہیں لہذا یہ سوال pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے لہذا یہ سوال بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار وقاص حسن موکل صاحب کا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 1406 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: ادارہ انتقال خون پنجاب کو فنڈز کی فراہمی و اخراجات کی تفصیلات

*1406: سردار وقاص حسن موکل: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ادارہ انتقال خون پنجاب لاہور کو گزشتہ پانچ سالوں کے دوران کس کس مد کے لئے کتنا کتنا فنڈز فراہم کیا گیا، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان فنڈز سے ادارہ کے لئے کون کون سی مشینری طبی آلات، اے سی، فرنیچر خریدا گیا سال وار، آئٹم وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کتنے فنڈز ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئے؟

(د) ڈائریکٹر اور دیگر ملازمین نے ٹی اے / ڈی اے کی مد میں کتنی کتنی رقم وصول کی، ان کے نام وعہدہ گریڈ سے آگاہ کریں؟

(ہ) کتنے فنڈز یوٹیلٹی بلز، گاڑیوں کی مرمت و پٹرول پر خرچ ہوئے، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) مذکورہ ادارہ کو گزشتہ پانچ سال کے دوران فراہم کئے گئے فنڈ کی مدوار تفصیل درج ذیل ہے:

مالیاتی سال	ترقیاتی فنڈز	غیر ترقیاتی فنڈز
2008-09	16,987,000/- روپے	88,843,000/- روپے
2009-10	کوئی فنڈ جاری نہیں ہوا	135,766,000/- روپے
2010-11	کوئی فنڈ جاری نہیں ہوا	213,152,000/- روپے
2011-12	86,722,000/- روپے	251,451,000/- روپے
2012-13	100,000,000/- روپے	197,692,000/- روپے

(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) مذکورہ ادارہ میں اس عرصہ کے دوران خرید کی گئی مشینری کی تفصیل درج ذیل ہے۔

2008-09 فوٹو سٹیٹ ایک عدد، کیمسٹری انالائزر ایک عدد، لیبارٹری سینٹفیوج مشین نو عدد، لائٹ ڈیوٹی لیزر پرنٹر نو عدد، یو پی ایس گیارہ عدد، آفس ٹیبل بارہ عدد، آفس چیئر 36 عدد، سٹول اٹھارہ عدد، ایگزامینیشن کاؤچ 24 عدد، لائبریری فائل کیبنٹ چھ عدد، تھری سیٹر بنچ 33 عدد۔ ان تمام پر کل ایک کروڑ 16 لاکھ 59 ہزار 2 سو 71 روپے خرچ ہوئے۔

2011-12 کے دوران بلڈ سیل سپریٹر مشین برائے ڈینگی بخار مریض اٹھارہ عدد، پلازمہ فریزر اٹھارہ عدد، ٹیوب سلیر اٹھارہ عدد، جنریٹر 60KV ایک عدد۔ ان تمام کی خرید پر کل 10 کروڑ 53 لاکھ 73 ہزار 5 سو 45 روپے خرچ ہوئے۔

2009-10 اور 2010-11 کے دوران کوئی فنڈز جاری نہیں ہوئے جبکہ 2012-13 کے دوران کوئی خریداری نہیں کی گئی۔

(ج) ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مالیاتی سال	ترقیاتی فنڈز	غیر ترقیاتی فنڈز
2008-09	کوئی فنڈز ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ نہ ہوا	40,843,758/- روپے
2009-10	جاری نہ ہوا	38,996,711/- روپے
2010-11	کوئی فنڈ جاری نہ ہوا	57,580,414/- روپے
2011-12	806,610/- روپے تنخواہوں / ٹی اے ڈی اے پر	72,208,372/- روپے
2012-12	6,677,759/- روپے تنخواہوں / ٹی اے ڈی اے پر	90,733,393/- روپے

(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(د) ڈائریکٹر اور دیگر ملازمین کو ٹی اے / ڈی اے کی مد میں فراہم کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مالیاتی سال	رقم کی تفصیل
2008۔09	89,689/۔روپے
2009۔10	77,815/۔روپے
2010۔11	22,817/۔روپے
2011۔12	19,615/۔روپے
2012۔13	83,700/۔روپے

(ہ) یوٹیلٹی بلز، گاڑیوں کی مرمت وپٹرول پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مالیاتی سال	رقم کی تفصیل
2008۔09	969,826/۔روپے
2009۔10	719,102/۔روپے
2010۔11	963,830/۔روپے
2011۔12	1,293,630/۔روپے
2012۔13	1,129,749/۔روپے

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! جز(ب) میں لکھا ہے کہ 2009-10 اور 2010-11 کے دوران کوئی فنڈز جاری نہیں ہوئے جبکہ 2012-13 کے دوران کوئی خریداری نہیں کی گئی۔ جن مشینری یا equipment کا یہاں پر ذکر کیا گیا ہے ان میں سے بہت ساری مشینری کی maintenance کی ضرورت ہے۔ جب کچھ خریدا ہی نہیں گیا تو وہ مشینری ابھی تک چل رہی ہے، نہیں چل رہی ہے اس کا کیا status ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جیسا کہ جواب میں لکھا گیا ہے کہ 2008-09 میں جو مشینری خریدی گئی تھی اس کی تفصیل یہاں دے دی گئی ہے۔ 2009-10 اور 2010-11 کے دوران فنڈز جاری نہیں ہو سکے۔ 2012-13 میں ابھی تک کوئی خریداری نہیں کی گئی۔ اگر کسی مشینری کے بارے میں میرے معزز بھائی کے پاس کوئی specific information ہے کہ اس کی repair ہونے والی ہے کیونکہ ہمارے علم کے مطابق تو وہ تمام مشینیں ٹھیک حالت میں ہیں۔ اگر میرے معزز colleague کسی چیز کی نشاندہی کریں گے تو اس کو ہم انشاءاللہ تعالیٰ ضرور دیکھ لیں گے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! آپ کوئی نشاندہی کر سکتے ہیں یا نہیں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں اس کا پتا کروا لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، پھر اس کو آپ دیکھ لینا۔ اگلا سوال جناب ظہیر الدین خان علیزئی کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب آصف محمود کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی جناب آصف محمود کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ ناہید نعیم کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ) کا ہے۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 1442 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سیالکوٹ: منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*1442: جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ہیلتھ سنٹرز مترانوالی و ستراہ پی پی-130 تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں منظور شدہ اسامیاں، عہدہ، گریڈ وار بتائیں؟

(ب) ان سنٹرز میں ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کی کون کون سی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(ج) ان سنٹرز میں کون کون سی طبی مشینری اور ٹیسٹ کرنے والی مشینری نہ ہے؟

(د) ان سنٹرز کی missing facilities کون کون سی ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ان سنٹرز کے تمام مسائل کب تک حل کر دے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) مترانوالی میں ایک بی ایچ یو جبکہ ستراہ میں آر ایچ سی کام کر رہا ہے۔ BHU مترانوالی میں میڈیکل آفیسر سمیت کل 12 اسامیاں مختلف گریڈز کی منظور شدہ ہیں جن میں سے میڈیکل آفیسر سمیت دیگر تمام اسامیاں پُر ہیں جن کی گریڈ وار تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ RHC ستراہ میں ڈاکٹرز سمیت کل 44 اسامیاں منظور شدہ ہیں۔ پُر شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل Annex-B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) BHU مترانوالی میں صرف میڈیکل آفیسر کی ایک اسامی خالی ہے جبکہ باقی تمام اسامیاں پُر شدہ ہیں جبکہ RHC ستراہ میں سینئر میڈیکل آفیسر کی ایک اسامی سمیت چارج نرس کی دو اسامیاں جبکہ ڈینٹل ٹیکنیشن اور اینستھیزیا ٹیکنیشن کی ایک ایک اسامی خالی ہے جبکہ باقی تمام اسامیاں پُر ہیں۔ تفصیل Annex-B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ہر BHU میں صرف delivery kit ہوتی ہے جو کہ مذکورہ بی ایچ یو پر بھی موجود ہے اسی طرح RHC ستراہ میں بھی تمام ضروری طبی مشینری موجود ہے۔

(د) ان سنٹرز میں تمام ضروری طبی facilities دستیاب ہیں۔

(ہ) تمام ضروری طبی آلات وسہولیات ان سنٹرز پر موجود ہیں۔چند خالی اسامیوں کو حکومت کی طرف سے نئی تقرریوں پر سے پابندی اٹھتے ہی پُر کر دیا جائے گا، جبکہ یہاں پر تعینات عملہ بہتر انداز میں علاقے کے مکینوں کو صحت کی سہولیات بہم پہنچا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! چونکہ انہوں نے نئی posting بھی کر دی ہیں اور BHU مترانوالی میں گزشتہ ڈیڑھ سال سے اسامی خالی ہے وہاں پر بھی یہ مہربانی فرمادیں کیونکہ ڈسٹرکٹ سیالکوٹ میں RHC اور BHU میں ڈاکٹر نہیں ہیں اس لئے میری ان سے humbly request ہے کہ یہ وہاں پر کسی ڈاکٹر کی posting کروا دیں۔

جناب سپیکر: آصف باجوہ صاحب! پہلے تو آپ اپنی سیٹ پر جائیں جہاں آپ کی سیٹ ہے۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ اس سوال میں خود admit کرتے ہیں اور جو annexure انہوں نے دیا ہے اس میں بھی یہی ہے کہ وہاں پر سیٹیں خالی ہیں۔ جس طرح ابھی یہ فرما رہے تھے کہ انہوں نے نئے ڈاکٹر بھرتی کئے ہیں لیکن BHU مترانوالی میں گزشتہ ڈیڑھ سال سے سیٹ خالی ہے اور آج تک وہاں پر کوئی ڈاکٹر نہیں ہے۔ میری گزارش ہے کہ یہ آرڈر فرمادیں کہ وہاں پر کوئی ڈاکٹر تعینات کر دیا جائے۔پی پی۔130 میں پچاس فیصد سنٹرز میں ڈاکٹروں کی سیٹیں خالی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے سوال میں عرض کی تھی کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن میں یہ process جاری ہے اور دو ہزار کے قریب میڈیکل

آفیسر اور آٹھ سو کے قریب وومن میڈیکل آفیسر کی recruitments ہو رہی ہیں۔ان کو انشاء اللہ تعالیٰ قریبی BHUs میں تعینات کیا جائے گا اور جہاں تک بقایا عملے کا تعلق ہے ابھی چونکہ بھرتیوں پر پابندی ہے اور ہمارا ارادہ ہے کہ آئندہ چند ماہ میں انشاء اللہ جہاں جہاں بھرتیوں کی ضرورت ہے وہاں وہاں بھرتیاں مکمل کر دی جائیں گی۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ چند ماہ سے کیا مراد ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! exact date اس لئے نہیں دی جا سکتی کیونکہ یہ ایک process ہوتا ہے جو ڈاکٹروں کی availability پر depend کرتا ہے اور یہ نازک مسئلہ ہے اس لئے میں یہاں اس وقت exact cut of date دینے کے قابل نہیں ہوں لیکن چونکہ ہم یہ backlog نکال رہے ہیں۔ ہم اس کی بہت سپیڈ سے بھرتی کر رہے ہیں اور آپ کو جیسے میں نے عرض کیا کہ اٹھائیس سو کے قریب ڈاکٹروں کی بھرتی کا عمل جاری ہے۔ میں نے paramedics کا بھی حوالہ دیا کہ ان کی بھرتی پر چونکہ پابندی تھی اس میں بہت سارے issues تھے ان issues کو الحمدللہ resolve کر لیا گیا ہے اور جلد ہی ڈاکٹروں کی کمی پوری کر لی جائے گی۔ دو ہزار کے قریب جو نرسیں ہیں ان کی recruitment کا عمل بھی شروع ہو چکا ہے اور انشاء اللہ جیسے ہی recruitment کا عمل مکمل ہو جائے گا آپ کو یہاں پر لوگ adjust ہوتے ہوئے نظر آ جائیں گے۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ بے پناہ ڈاکٹر ایسے ہیں جو اپنی تعلیم مکمل کر چکے ہیں لیکن ان کے پاس jobs نہیں ہیں۔ اگر یہ مہربانی فرمائیں تو ان کو adhoc basis پر رکھا جا سکتا ہے کیونکہ اس پر بھی بے پناہ لوگ آنا چاہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں اپنے معزز بھائی کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جب پبلک سروس کمیشن advertise کرتا ہے تو اس میں کسی پر کوئی پابندی نہیں ہوتی کہ اگر کسی کے پاس job ہے تو وہ اس میں apply نہ کرے۔ ڈاکٹر کے لئے کھلا option ہے اگر پنجاب پبلک سروس کمیشن recruitment کرنے جا رہا ہے تو ڈاکٹر اس میں apply کریں اور PCS کے through بھرتی ہو کر آئیں اور ملک و قوم کی خدمت کریں اس میں کسی کے لئے کوئی binding نہیں ہے۔ اگر ان کے knowledge میں کوئی ایسے ڈاکٹر ہیں جنہوں نے ابھی تک apply

نہیں کیا تو یہ ان کو ضرور کہیں کہ وہ پبلک سروس کمیشن کے تحت apply کریں تاکہ آپ کو recruit کیا جا سکے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ جو سوال باجوہ صاحب کی طرف سے دیا گیا۔ یہ 19۔ جولائی 2013 کو دیا گیا تھا، 11۔ ستمبر کو محکمے کے پاس اس کی ترسیل ہو گئی تھی اور 8۔ فروری 2014 کو جواب آیا ہے اور میں جز(ح) کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ ماشاء اللہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب سمجھدار آدمی ہیں اور انہوں نے بڑی سمجھداری کے ساتھ کافی تفصیل سے جوابات عنایت فرمائے ہیں لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ essential services ہیں۔ ان appointments کو اس طرح کئی کئی مہینے لٹکائے رکھنا، ڈاکٹروں کے علاوہ پیرا میڈیکل سٹاف اور نرسز ہیں اور بہت سارے ہسپتالوں میں یہ کیفیت موجود ہے۔ چیف منسٹر صاحب نے بہاولپور میں جھانگی والا روڈ پر ایک نیا ہسپتال ساڑھے چار سو beds کا inauguration کیا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، خوشی کی بات ہے۔ آپ ضمنی سوال پر آئیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! خوشی کی بات ہے نیا ہسپتال بنا اور facility مل گئی لیکن ابھی تک وہاں پر سٹاف جن میں ڈسپنسرز، آپریشن تھیٹر اسسٹنٹ اور وارڈ بوائے کی بھرتی نہیں کی گئی اور وہاں وکٹوریا ہسپتال سے لوگوں کو عارضی طور پر منتقل کیا گیا۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ اس پر سوال دیں پھر ہم ان سے پوچھیں گے کہ سٹاف کیوں نہیں بھرتی ہوا۔ آپ کی مہربانی، شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس کے نتیجے میں BVH میں بھی کام متاثر ہوا ہے۔ مجھے یہ مطلوب ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! نہیں، confine yourself.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ اس بات کا جواب براہ مہربانی عنایت فرمائیں کہ یہ کب تک کام مکمل ہو جائے گا کیونکہ ایک سال گزر گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ پہلے بتا چکے ہیں۔ اب دوبارہ repeat نہیں ہو گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! دیکھیں! بات یہ ہے کہ ابھی میں یہ مثال پیش کر رہا ہوں کہ بہاولپور میں تین مہینے پہلے وہاں سینئر رجسٹرار، اسسٹنٹ پروفیسر اور ایسوسی ایٹ پروفیسر کے انٹرویو ہوئے اور انٹرویو کے لئے لاہور سے نمائندہ وہاں پر گیا۔ اب تین مہینے ہیلتھ سیکرٹریٹ میں یہ معاملہ damp ہو کر پڑا ہے اور اس کا کوئی جواب نہیں آ رہا۔ ہم سے عوام پوچھتے ہیں کیونکہ وہاں پر مریض پریشان ہوتے ہیں۔ اگر ان کے پاس سٹاف کم ہے تو یہ فوری فیصلے کیوں نہیں کرتے؟

جناب سپیکر: جی، یہ ان کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ کام پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہوتا ہے۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں سٹاف کم ہے یہ نیا سٹاف رکھیں تاکہ کام جلد سے جلد ہو سکے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی۔ Ruled out

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے اس پر صرف ایک explain کرنا چاہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بس ٹھیک ہے آپ بعد میں explain کریں۔ جی، اگلا سوال جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ پہلے بھی بیٹھے رہے ہیں؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں پہلے سوال سے لیٹ ہو گیا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اچھا۔ سوال نمبر بولئے گا۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 1450 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: سر گنگا رام ہسپتال کی ایمرجنسی، گائنی وارڈ اور لیبر رومز کی تعداد میں اضافہ و توسیع کی تفصیلات

*1450: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سرگنگارام ہسپتال لاہور کی گائنی ایمرجنسی میں روزانہ کتنے نارمل اور کتنے آپریشن کے کیسز کئے جاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس ہسپتال کی گائنی ایمرجنسی ڈاکٹروں کی کمی یا نہ ہونے کے باعث ایک ایک بیڈ پر دو دو، تین تین مریضہ لاوارث پڑی رہتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گائنی ایمرجنسی کے Induction Room میں خواتین مریضوں کو کم از کم 30،35 یا 40 گھنٹے رکھنے کے بعد لیبر روم میں شفٹ کیا جاتا ہے جبکہ خواتین کی حالت اتنی خراب ہو جاتی ہے کہ بعض خواتین لیبر روم یا آپریشن تھیٹر جانے سے پہلے ہی بچے کو جنم دے دیتی ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان خواتین مریضوں کو جب وارڈز میں شفٹ کیا جاتا ہے تو وہاں بھی ایک ایک بیڈ پر دو دو یا تین تین مریضوں کو رکھا جاتا ہے اور اسی بیڈ پر ان کے بچوں کو بھی رکھا جاتا ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گنگارام ہسپتال کی گائنی ایمرجنسی اور گائنی وارڈوں لیبر روم میں بیڈز کی تعداد میں اضافہ و توسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) سرگنگارام ہسپتال لاہور کی گائنی ایمرجنسی میں روزانہ 70 سے 80 آپریشن کئے جاتے ہیں جن میں سے 30 سے 40 کیسز نارمل اور بقیہ آپریشن کے ذریعے کئے جاتے ہیں۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔بیڈ پر دو دو، تین تین مریضوں کا ہونا مریضوں کے رش کی وجہ سے ہوتا ہے جن کو ڈاکٹرز علاج معالجہ کی مناسب سہولیات فراہم کرتے ہیں۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کہ Induction Room میں خواتین مریضوں کو 30،35 یا 40 گھنٹے رکھنے کے بعد لیبر روم میں شفٹ کیا جاتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بچے کی ڈیلوری کی پروگریس Induction Room میں ہی پتا چلتی ہے اور بچے کی پیدائش لیبر روم یا آپریشن تھیٹر میں کرنے کا فیصلہ وہیں کیا جاتا ہے اور یہ تاثر غلط ہے کہ خواتین مریض آپریشن تھیٹر یا لیبر روم میں جانے سے پہلے بچے کو جنم دے دیتی ہیں۔

(د) خواتین مریضوں کو جب وارڈ میں شفٹ کیا جاتا ہے تو مریضوں کے رش کی وجہ سے عارضی طور پر ایک بیڈ پر دو مریضوں کو رکھا جاتا ہے جو کہ بیڈ کے خالی ہوتے ہی انہیں شفٹ کر دیا جاتا ہے ۔ سر گنگارام ہسپتال لاہور کا گائنی اور لیبر روم ڈیپارٹمنٹ پاکستان کا مصروف ترین ڈیپارٹمنٹ ہے اور لا محالہ یہاں پر کسی کو داخلے کے لئے انکار نہیں کیا جاتا ہے۔

(ہ) سر گنگارام ہسپتال لاہور کی گائنی اوبی ڈیپارٹمنٹ میں پہلے سے ایک یونٹ کا اضافہ کر دیا گیا ہے اور اب چار یونٹ اس وقت کام کر رہے ہیں جبکہ 28 بیڈز پر مشتمل ایک نئے بلاک میں کام کرنا شروع کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! سوال کے جز (د) کے جواب سے متعلق میرا ضمنی سوال ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ مریضوں کے رش کی وجہ سے عارضی طور پر ایک بیڈ پر دو دو مریضوں کو رکھا جاتا ہے۔ جبکہ وہاں پر یہ عارضی طور پر مسئلہ نہیں بلکہ مستقل بنیاد پر مسئلہ ہے۔ یہ عارضی طور پر کہہ کر اپنی جان چھڑوا رہے ہیں۔ اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے کہ اٹھائیس بیڈ پر مشتمل ایک نیا بلاک کام شروع کر دے گا تو وہ کب تک کام شروع کر دے گا یہ ذرا مہربانی کر کے بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، یہ نیا بلاک کب تک کام شروع کر دے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اگر اس پر میرے colleague کوئی fresh question لے آئیں تو بالکل میں ان کو بتانے کی اچھی پوزیشن میں ہوں گا۔ بہر حال جہاں تک انہوں نے بیڈ کی بات کی ہے کہ یہ عارضی نہیں ہیں۔ میں ان کو بتاتا ہوں کہ کیونکہ گنگارام ہسپتال کا گائنی کے کیسز میں ایک اچھا نام ہے تو اس لئے وہاں پر لوگوں کا trend بھی زیادہ ہے۔ لیکن اس کمی اور اس معاملے کو دیکھنے کے لئے ہم نے surrounding میں ہسپتال میں بنائے ہیں جیسے حکومت نے تین سو بیڈ کا شاہدرہ ہسپتال بنایا ہے۔ اس طرح کوٹ خواجہ سعید اور سید مٹھا میں ہسپتال بننے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ شاید انہوں نے کام شروع کر دیا ہے تو اب انشاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ بوجھ کم ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے اور انشاء اللہ آئندہ چند ماہ میں یہ صورتحال نظر نہیں آئے گی۔

جناب سپیکر: جی، کھگہ صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ نیا سوال بنتا ہے۔ اس میں جز(ہ) میں لکھا ہوا ہے اور جواب میں آیا ہے کہ اس وقت چار یونٹ کام کر رہے ہیں جبکہ اٹھائیس بیڈ پر مشتمل نیا بلاک کام شروع کر دے گا۔ یہ تو انہوں نے جواب دیا ہے اور میں نے تو صرف یہ پوچھا ہے کہ کب تک کام شروع کر دے گا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جس طرح میں نے پچھلے سوال میں آپ سے کہا تھا کہ میں exact time لے کر آپ کو آگاہ کر دیتا ہوں تو اس میں بھی میں آپ کی وساطت سے اپنے colleague سے request کروں گا کہ میں exact time لے کر انشاء اللہ آپ کو بالکل آگاہ کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال جناب جاوید اختر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 1492 ہے اور میری request ہے کہ جواب کو پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، کیا میں پڑھ دوں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ نہیں، پارلیمانی سیکرٹری صاحب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھیں۔

صوبہ کے ٹی ایچ کیو اور ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں برن یونٹ کے قیام کا معاملہ

*1492: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں آگ اور تیزاب سے جھلسنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے لیکن تحصیل و ضلعی سطح پر ان افراد کا بروقت علاج کرنے کے لئے تمام ڈی ایچ کیو اور ٹی ایچ کیو ہسپتالوں میں مطلوبہ سہولت موجود نہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تمام ٹی ایچ کیو اور ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں برن یونٹ کے قیام کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میرے colleague نے سوال کیا تھا اور اُس کا یہ جواب ہے کہ:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں آگ اور تیزاب سے جھلسنے والوں کی تعداد میں گزشتہ کچھ عرصہ سے اضافہ ہوا ہے۔ آگ سے متاثرہ مریضوں کے لئے ٹی ایچ کیو اور ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں علیحدہ وارڈز تو موجود نہیں تاہم ان مریضوں کے علاج کے لئے جنرل سرجری وارڈز میں خاطر خواہ سہولیات فراہم کر دی ہوئی ہیں۔ چونکہ جھلسے ہوئے مریضوں کے لئے علاج معالجہ کے لئے اعلیٰ تربیت یافتہ عملہ کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے تدریسی ہسپتالوں میں جھلسے ہوئے مریضوں کے لئے خصوصی وارڈز اور تربیت یافتہ عملہ مہیا کیا گیا ہے اور جہاں THQs اور DHQs ہسپتالوں کے مریض ریفر کئے جاتے ہیں اور ان کا تسلی بخش علاج کیا جاتا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آگے بھی پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، جز (ب) بھی پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): آپ جو حکم کرتے ہیں انشاء اللہ میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ادھر سے حکم نہ لیں میں حکم دے رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جیسے میرے بھائی نے پوچھا تھا کہ ہم ڈی ایچ کیو اور ٹی ایچ کیو میں برن یونٹ کے قیام کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس کا جواب ہے کہ:

(ب) حکومت جلے ہوئے مریضوں کو بروقت طبی سہولیات فراہم کرنے میں ہر وقت کوشاں ہے اور اس کے لئے عملی اقدامات بھی بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔ اس وقت حکومت تین ماڈل برن سنٹرز لاہور، فیصل آباد اور ملتان میں قائم کر رہی ہے اور اس طرح ڈی ایچ کیو کی سطح پر بھی سرجری وارڈز کو ممکنہ سہولیات مہیا کی ہیں۔ تاہم میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے پاس اتنے

وسائل available ہیں اور ہم یہ کر سکتے ہیں لیکن اگر کہیں پر Burn Unit بنانا بہت ضروری ہوا تو انشاء اللہ اس منصوبہ کو ضرور زیر غور لایا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں تو اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں کیونکہ جز (الف) میں جو میں نے پوچھا تھا انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ اس وقت Burn Centre کی ضرورت ہے کیونکہ آگ اور تیزاب کے واقعات کافی تعداد میں ہو رہے ہیں۔ میں نے کہا تھا کہ آپ نے ڈی ایچ کیو اور ٹی ایچ کیو میں کیا انتظامات کئے ہیں؟ انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ wards تو علیحدہ نہیں بنائے گئے لیکن ہم مریضوں کی سرجری وغیرہ کر رہے ہیں تو یہ بتائیں اس سرجری کے بعد اُن مریضوں کی علیحدہ دیکھ بھال کے لئے کچھ کیا؟ کیونکہ ہمیشہ یہی سنا گیا ہے کہ Burn کے مریضوں کی حفاظت کے لئے علیحدہ طریق کار بنایا جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ٹی ایچ کیو اور ڈی ایچ کیو میں علیحدہ wards نہیں بنا رہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے سوال میں عرض کی تھی کہ Burn Unit کے لئے specialty required ہوتی ہیں تو یہ شاید ابھی ممکن نہ ہو کہ سب جگہ پر Burn Unit قائم کر دیا جائے لیکن اگر کسی جگہ پر Burn Cases آتے ہیں، تیزاب اور آگ سے جھلسنے کے cases آتے ہیں تو وہاں پر موجود ڈاکٹروں میں اتنی صلاحیت اور استعداد ہے کہ وہ ان کو initial first aid کرتے ہیں اور اس قابل کر دیتے ہیں کہ ان کو آگے کسی نزدیکی Burn Unit تک refer کر دیا جائے اور ان کی زندگی بچانے کے لئے جو فوری طور پر requirements ہیں ان کو پورا کر کے آگے refer کر دیتے ہیں اور پھر Burn Unit میں مکمل treatment کیا جاتا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ان کی بات کو لے لیں کہتے ہیں کہ ہم آگے کسی Burn Unit کو refer کر دیتے ہیں۔ let says DHQ میں ہی کوئی ایسا واقعہ ہوتا ہے تو جیسے سرگودھا ہے، اگر دیکھا جائے تو سرگودھا کے نزدیک ترین کوئی Burn Unit نہیں ہے بلکہ کھاریاں میں Burn Unit ہے اس کا مطلب ہے کہ سرگودھا میں واقعہ ہو تو اُس مریض کو کھاریاں لے کر جائے اس کے لئے کم از کم دو سے تین گھنٹے لگیں گے تو کیا حکومت ایسے اقدامات کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی ہے، یہ بھی تسلیم کر لیں کیونکہ آدھا جواب تو انہوں نے تسلیم کیا ہے اور آدھے جواب میں کہہ رہے ہیں کہ ہم تسلی بخش

سہولیات مہیا کر رہے ہیں، کیا سرجن کی بھی علیحدہ ٹریننگ ہوتی ہے اور ان کے ساتھ جو جونیئر کام کر رہے ہوتے ہیں کیا وہ علیحدہ trained نہیں ہوتے اور کیا technician کو trained نہیں کیا جاتا؟ میرے اپنے اندازہ میں Burn Unit کی field میں لوگوں کو علیحدہ تربیت دی جاتی ہے اس لئے اس کی تربیت کا بھی کوئی انتظام نہیں ہے چلیں حکومت کے پاس Burn Unit کے لئے فنڈز نہیں تو پھر کیا تربیت کے لئے بھی فنڈز نہیں ہیں اور کیا حکومت technicians کو تربیت دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، کیا تربیت دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں اپنے دوست ممبر کو یہ مبارکباد دوں گا کہ آپ کی اس مشکل کا الحمدللہ چیف منسٹر پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے مہربانی کرتے ہوئے ازالہ کر دیا ہے۔ ان کو مبارک ہو کہ سرگودھا میں بڑا بہتر state of the art hospital کا عنقریب افتتاح ہونے والا ہے اور ویسے بھی فیصل آباد میں Burn Unit موجود ہے۔ مجھے نہیں پتا کہ سرگودھا سے فیصل آباد نزدیک پڑتا ہے یا شاید لاہور نزدیک پڑتا ہے اس بارے میرے بھائی کو بہتر پتا ہوگا۔ انشاء اللہ ان کی جو مشکل ہے اُس کا ازالہ موجودہ حکومت نے کر دیا ہے اور عنقریب یہ اُس سہولت سے مستفید ہو سکیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! وہاں just ایک بلڈنگ بنائی گئی ہے اور وہاں کوئی سامان مہیا نہیں کیا گیا۔ میں خود پچھلے دنوں اس hospital میں گیا اور مجھے انہی کے تعینات ایم ایس نے کہا کہ ہم مجبور ہیں یہاں کوئی سامان ہی مہیا نہیں کیا جا رہا۔ اسے پورا centrally air-conditioned کرنا تھا لیکن وہ سامان بھی غائب کر لیا گیا ہے، وہاں جدید equipment بھی مہیا نہیں کئے گئے۔ اسے ایک خوبصورت بلڈنگ ضرور کہا جا سکتا ہے لیکن ہسپتال نہیں۔ میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں اس لئے گزارش ہے کہ اگر آپ مناسب سمجھیں اور آپ کے پاس اختیارات بھی ہیں آپ اسے متعلقہ کمیٹی کو refer کر دیں تاکہ یہ چیزیں thrash out ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، کمیٹی کو refer کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کے کام کے مطابق پابند کرتے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہیں خود تسلیم کر رہے ہیں اور کہیں نفی کرتے ہیں۔ آپ نے کچھ دیر پہلے ہی کہا تھا کہ صحیح جواب دیا کریں نہیں تو action لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس سوال کے صحیح جواب نہ آنے پر آپ کیا action لے رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! مجھے نہیں سمجھ آ رہی کہ چیمہ صاحب کا صحیح اور غلط کیا ہے۔ بہر حال میرے بھائی نے جو بات کہی ہے کہ بلڈنگ بن گئی ہے اور سامان نہیں ہے۔میرے خیال میں پہلے سامان نہیں آتا بلکہ پہلے بلڈنگ ہی بنا کرتی ہے، شاید کسی دور میں سامان کاغذوں میں آ جاتا تھا اور بلڈنگ بعد میں بنتی تھی لیکن ان کی بلڈنگ بن چکی ہے اور عنقریب جب میاں محمد شہباز شریف اپنے ہاتھوں سے خود اس کا افتتاح کریں گے تو ہم کوشش کریں گے کہ چیمہ صاحب کو بھی ساتھ لے کر جائیں۔ انشاء اللہ اس میں سامان بھی ہوگا اور تمام سہولتیں بھی ہوں گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کر لیں لیکن ٹائم کو بھی دیکھ لیں میرے پاس seconds ہیں not minutes جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے صرف مختصر جواب مطلوب ہے انہوں نے جز (الف) میں جواب دیا ہے چونکہ جھلسے ہوئے مریضوں کے علاج معالجے کے لئے اعلیٰ تربیت یافتہ عملے کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے تدریسی ہسپتالوں میں جھلسے ہوئے مریضوں کے لئے خصوصی وارڈ اور تربیت یافتہ عملہ فراہم کیا گیا ہے۔بہاولپور میں وکٹوریہ ہسپتال اور قائداعظم میڈیکل کالج ہے اور یہ پورے ڈویژن اور اپر سندھ کو cater کرتا ہے لیکن یہاں پر کوئی برن یونٹ نہیں ہے۔یہاں ہمارے ایڈوائزر صاحب بھی بیٹھے ہیں تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ یقین دہانی چاہتا ہوں کہ کیا آئندہ مالی سال میں وکٹوریہ ہسپتال کے اندر برن یونٹ فراہم کر دیں گے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! چونکہ ہیلتھ ایک بہت بڑا سبجیکٹ ہے اور سچی بات ہے کہ اس میں بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع بہاولنگر: ڈی ایچ کیو ہسپتال میں کرپشن کی تفصیلات

*508: جناب اعجاز خان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاولنگر کے ڈی ایچ کیو ہسپتال میں سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران ایمبولینس کی مد میں سات لاکھ کی کرپشن ہوئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کرپشن کی محکمانہ انکوائری ای ڈی او ہیلتھ بہاولنگر نے کی اور یہ انکوائری تین ایمبولینس ڈرائیورز کے خلاف تھی؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متعلقہ اہلکاروں کے خلاف کیا محکمانہ کارروائی کی گئی، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی نہیں! یہ درست نہ ہے۔ ڈی ایچ کیو ہسپتال بہاولنگر میں سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران کوئی بھی کرپشن کا کیس سامنے نہ آیا ہے اور نہ ہی ایمبولینس کی مد میں کرپشن یا embezzlement کی کوئی انکوائری ہوئی ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ مذکورہ بالا عرصہ کے دوران کسی بھی ایمبولینس ڈرائیور کے خلاف کوئی بھی کرپشن کی انکوائری نہ ہوئی ہے۔ تاہم 10-2009 کے آڈٹ کے دوران ایک آڈٹ پیرا بنا تھا جس پر انکوائری کرنے کے لئے ڈی سی او بہاولنگر نے ای ڈی او ہیلتھ بہاولنگر، ای ڈی او ہیلتھ فنانس اور ڈسٹرکٹ مانیٹرنگ آفیسر بہاولنگر پر مشتمل ایک انکوائری کمیٹی تشکیل دی تھی۔ اس کے بعد مذکورہ واقعہ کی انکوائری جناب سیکرٹری ہیلتھ کے حکم پر سرجن میڈیکولیگل پنجاب نے کی جس کی سفارشات کی روشنی میں ڈاکٹر محمد اکرم، سابقہ ایم ایس، ڈی ایچ کیو ہسپتال بہاولنگر، محمد اجمل سابقہ اکاؤنٹنٹ، محمد بشیر، ڈسپنسر ڈی ایچ کیو ہسپتال

بہاولنگر، سلیم خالد، ڈرائیور، ڈی ایچ کیو ہسپتال بہاولنگر اور محمد خالد، ڈرائیور ڈی ایچ کیو ہسپتال بہاولنگر کو بذریعہ آرڈرز نمبر SO(Inq)1-16/2011 بتاریخ 03-04-2013 سزا دی گئی۔ کاپی Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ بالا کیس میں غلام قادر، ڈرائیور، ڈی ایچ کیو ہسپتال بہاولنگر کو بری (Exonerate) کر دیا گیا تھا جبکہ باقی پانچ ملزمان میں سے محمد بشیر ڈسپنسر، ڈی ایچ کیو ہسپتال بہاولنگر اور سلیم احمد، سابقہ ڈرائیور ڈی ایچ کیو ہسپتال بہاولنگر کو censure کیا گیا تھا جبکہ محمد اکرم، سابقہ ایم ایس کی تین سال کی انکریمنٹ حذف withheld کر دی گئی تھی اور -/1,43,887 روپے، محمد اجمل، سابقہ اکاؤنٹنٹ کی دو سال کی سالانہ انکریمنٹ withheld کی گئی تھی اور -/1,43,887 روپے جرمانہ جبکہ محمد خالد، ڈرائیور کی ایک سال کی سالانہ انکریمنٹ بند کی گئی تھی۔ آرڈرز کی کاپی Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شیخوپورہ: ڈی ایچ کیو ہسپتال میں کرپشن و دیگر تفصیلات

*539: جناب اعجاز خان: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پچھلے پانچ سال کے دوران ڈی ایچ کیو ہسپتال شیخوپورہ میں تعینات ایم ایس اور کلیریکل سٹاف نے جنریٹر کے ڈیزل کی مد میں لاکھوں روپے کی کرپشن کی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سابقہ ایم ایس اور کلیریکل سٹاف کے خلاف انکوائری ہوئی تو وہ کس اتھارٹی نے کی، اس انکوائری میں ملوث اہلکاران کے خلاف کیا محکمانہ کارروائی کی گئی؟

(ج) ڈی ایچ کیو ہسپتال شیخوپورہ میں ایسے کتنے ڈاکٹرز، پیرامیڈیکل سٹاف اور کلرک حضرات ہیں جو کہ عرصہ تین سال یا اس سے زیادہ مدت سے یہاں پر تعینات ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بیان کریں؟

(د) کیا حکومت مذکورہ ملازمین کو ہسپتال سے تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مذکورہ ہسپتال میں پچھلے پانچ سال کے دوران جنریٹر کے ڈیزل کی مد میں کرپشن نہ ہوئی ہے۔ تاہم 2008-09 کے آڈٹ کے دوران آڈٹ پیرا بنا تھا۔ آڈٹ پیرا کی کاپی Annex-A

ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جس کے مطابق جنریٹر کے کچھ پارٹس قابلِ مرمت تھے تاہم جنریٹر اس دوران کام کرتا رہا تھا۔

(ب) مندرجہ بالا کیس کی انکوائری بر خلاف ڈاکٹر مسعود انور، سابقہ ایم ایس، ڈی ایچ کیو ہسپتال شیخوپورہ، ڈاکٹر محمد اسلم، APMO اور ذوالفقار علی، سٹور کیپر، ڈی ایچ کیو ہسپتال، شیخوپورہ کے خلاف انکوائری انٹی کرپشن میں چل رہی ہے۔

(ج) مذکورہ ہسپتال میں تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ڈاکٹرز، پیرا میڈیکل سٹاف اور کلرک حضرات کی تفصیل Annex-B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جی ہاں! حکومت کسی بھی شکایت کی صورت میں ان ملازمین کو ٹرانسفر کر دے گی۔ تاہم چونکہ یہ ملازمین انتظامی پوسٹوں پر تعینات نہ ہیں اس لئے عوام کو صحت کی بہترین سہولیات کی فراہمی کے لئے ان ملازمین کو ٹرانسفر نہیں کیا جاتا۔

پنجاب کے ہیلتھ ورکرز کے اعزازیہ کی ادائیگی کا معاملہ

*562: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب حکومت ہیلتھ ورکروں کو ہر ماہ پولیو کے قطرے پلانے پر 1150 روپے بطور اعزازیہ دیتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ہیلتھ ورکروں کو کافی عرصہ سے یہ اعزازیہ نہ دیا گیا ہے، اعزازیہ نہ دینے کی کیا وجہ ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب ہیلتھ ورکروں کے رکے ہوئے اعزازیہ کو جلد از جلد ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی نہیں! یہ درست نہ ہیں۔ پنجاب حکومت ہیلتھ ورکروں کو ہر ماہ پولیو کے قطرے پلانے پر کسی بھی قسم کا کوئی بھی اعزازیہ نہ دیتی ہے۔

اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ جب کسی بھی ضلع میں پولیو مہم ہوتی ہے تو ورکرز کو اعزازیہ WHO ادا کرتی ہے۔ یہ اعزازیہ براہ راست ہیلتھ ورکر کے اکاؤنٹ میں بھیج دیا جاتا ہے۔ اس اعزازیہ کے لئے ہیلتھ ورکر کو ایک کارڈ دیا جاتا ہے جو وہ بھر کر اپنے متعلقہ ای ڈی او

(صحت) کے ذریعے واپس WHO بھیج دیتا ہے اور رقم ہیلتھ ورکرز کے اکاؤنٹ میں جمع ہو جاتی ہے۔

(ب) جیسا کہ تفصیل جز(الف) میں درج ہے حکومت پنجاب کسی بھی قسم کا نہ تو کوئی اعزازیہ دیتی ہے اور نہ ہی حکومت پنجاب کی جانب ایسا کوئی اعزازیہ قابل ادا باقی ہے۔

(ج) تفصیل جز(الف وب) میں درج ہے۔

بہاولپور:2002میں کڈنی اور کارڈیک سنٹر کے لئے خریدی گئی مشینری کے خراب ہونے کی تفصیلات

*785:ڈاکٹر محمد افضل:کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال میں کڈنی اور کارڈیک سنٹر سال2007میں مکمل ہوا اور مطلوبہ مشینری بھی موقع پر موجود ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کڈنی اور کارڈیک سنٹر کی مشینری کو نامعلوم وجوہات کی بناء پر عرصہ چھ سال گزرنے کے باوجود نصب نہیں کیا گیا اور مشینری کھلے آسمان کے نیچے پڑی خراب ہو رہی ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ بالا مشینری نصب کر کے کڈنی و کارڈیک سنٹر کو آپریشنل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی نہیں!یہ درست نہ ہے بلکہ مذکورہ دونوں منصوبے ابھی تک زیر تعمیر ہیں۔کڈنی سنٹر تقریباً تکمیل کے مراحل میں ہے اور انشاء اللہ رواں مالی سال14۔2013میں یہ سکیم مکمل ہو جائے گی۔مزید یہ کہ اس کے کافی آلات ومشینری آچکی ہے اور کچھ آنے والی ہے جبکہ کارڈیک سنٹر کی عمارت ابھی زیر تعمیر ہے اور ابھی تک اس کی کوئی بھی مشینری نہ آئی ہے۔

(ب) جی نہیں!یہ درست نہ ہے۔بلکہ کڈنی سنٹر کی عمارت تکمیل کے آخری مراحل میں ہے اور انشاء اللہ رواں مالی سال14۔2013میں مکمل ہو جائے گی۔اور اس کے کافی آلات ومشینری آچکی ہے اور کچھ آنے والی ہے اور انہیں صاف ستھرے وخشک کمروں میں محفوظ رکھا ہوا ہے جبکہ کارڈیک سنٹر کی عمارت ابھی تک زیر تعمیر ہے اور ابھی تک اس کی کوئی مشینری نہیں آئی۔

(ج) جی ہاں! کڈنی سنٹر کی عمارت تکمیل کے آخری مراحل میں ہے اور انشاء اللہ رواں مالی سال 14-2013 میں مکمل ہو جائے گی۔اس کو چلانے کے لئے حکومت پنجاب سے عملہ مانگا ہوا ہے اور جیسے ہی عملے کی منظوری ہو گی اور بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ عمارت کو handover کرے گا، اسے آپریشنل کر دیا جائے گا۔ جبکہ کارڈیک سنٹر کی عمارت ابھی زیر تعمیر ہے اور پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کے حکم کے مطابق پہلے تعمیر کا کام مکمل کیا جائے اور اگلے سال میں فنڈز برائے خرید آلات و مشینری فراہم کئے جائیں گے لہذا اس سکیم کی تکمیل کے لئے کم از کم ایک سال مزید درکار ہے۔

لاہور: الائیڈ سکول آف ہیلتھ سائنسز میں کام کرنے والے اساتذہ/ڈاکٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1043: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) الائیڈ سکول آف ہیلتھ سائنسز چلڈرن ہسپتال لاہور میں کتنے اساتذہ/ڈاکٹر اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی سے آگاہ کریں؟

(ب) یہ اساتذہ/ڈاکٹرز حضرات کن کن شعبوں میں تعلیم دے رہے ہیں، ان کی تعیناتی کے دوران ان کے شعبہ جات کے نتائج کیا رہے، نتائج میں بہتری آئی یا ابتری، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) جن اساتذہ/ڈاکٹرز کے شعبوں مضامین کے نتائج کے شرح میں کمی ہوئی، ان کو سکول کے پرنسپل نے کوئی وارننگ دی، اگر نہیں تو کیوں؟

(د) مذکورہ سکول کے پرنسپل صاحب نے سکول کی کارکردگی و نتائج میں بہتری لانے کے لئے کوئی اقدامات اٹھائے ہیں، اگر ہاں تو ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف)

1- ڈاکٹر منزہ صدف، Demonstrator Anatomy، BS-17، 25-جولائی 2012 سے تعینات ہیں۔

2- خوش بخت باسط، لیکچرار کلینیکل سائیکالوجی، BS-17، 19-مئی 2012 سے تعینات ہیں۔

3- ڈاکٹر محمد عرفان، میڈیکل آفیسر، BS-17، ستمبر 2012 سے تعینات ہیں۔

4۔ ہما امتیاز،ایڈہاک فزیو تھراپسٹ / لیکچرار BS-17،اکتوبر 2011سے تعینات ہیں۔
5۔ ہمیرہ ستار ایڈہاک کلینیکل سائیکالوجسٹ BS-17،اکتوبر 2011سے تعینات ہیں۔
6۔ واحدہ انجم،ایڈہاک لیکچرار کلینیکل سائیکالوجی BS-17،اکتوبر 2011سے تعینات ہیں۔
7۔ عفت شاہین،ایڈہاک لیکچرار سوشیالوجی BS-17،اکتوبر 2011سے تعینات ہیں۔
8۔ سباعزیز ایڈہاک لیکچرار بائیو سٹیٹسٹکس BS-17،اکتوبر 2011سے تعینات ہیں۔

(ب) ڈاکٹر منزہ صدف اناٹومی، خوش بخت باسط سائیکالوجی ،ڈاکٹر محمد عرفان فزیالوجی، ہما امتیاز فزیو تھراپی، ہمیرہ ستار کلینیکل سائیکالوجی، واحدہ انجم سائیکالوجی، عفت شاہین سوشیالوجی، سبا عزیز بائیو سٹیٹسٹکس۔

اس کے علاوہ 50سے زائد چلڈرن ہسپتال کی فیکلٹی ، جن میں پروفیسرز،ایسوسی ایٹ پروفیسر،اسسٹنٹ پروفیسر اور میڈیکل آفیسر شامل ہیں، وہ بھی مختلف شعبوں میں تعلیم دے رہے ہیں جن میں میڈیسن ، سرجری،پیتھالوجی ،ریڈیالوجی ،ڈینٹل اور ڈویلپمنٹل ، کمپیوٹر سائنس شامل ہیں۔

مجموعی طور نتائج میں بہتری آئی۔ پچھلے دو سال کے نتائج کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) نتائج میں کوئی خاطر خواہ کمی نہیں ہوئی۔

(د) سکول کی کارکردگی و نتائج میں بہتری لانے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔
1۔ سکول آف الائیڈ ہیلتھ سائنسز کی اپنی ٹیچنگ فکلٹی بھرتی کی گئی ہے۔
2۔ اناٹومی میوزیم قائم کیا گیا ہے جس میں مختلف اناٹومی ماڈل موجود ہیں۔
3۔ ڈینٹل لیبارٹری کا قیام زیر عمل آیا۔
4۔ سکول آف الائیڈ ہیلتھ سائنسز کی لائبریری کے لئے کتابیں خریدی گئی ہیں۔
5۔ دو عدد نئے ملٹی میڈیا پراجیکٹر خریدے گئے ہیں۔

الائیڈ سکول آف ہیلتھ سائنسز چلڈرن ہسپتال، لاہور کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*1044: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) الائیڈ سکول آف ہیلتھ سائنسز چلڈرن ہسپتال لاہور کو 13-2012کے دوران کتنا فنڈ کس کس مد کے لئے فراہم کیا گیا؟

(ب) اس میں سے کتنے فنڈز ملازمین و ڈاکٹرز کی تنخواہوں پر خرچ ہوئے اور کتنے فنڈز طلباء وطالبات کو سہولیات فراہم کرنے پر خرچ ہوئے؟

(ج) طلباء و طالبات کو ادارے کی طرف سے کیا کیا سہولیات فراہم کی جارہی ہیں، ان سے آگاہ کریں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ جب بھی ادارے میں کوئی فنکشن یا پارٹی کی جاتی ہے تو طلباء وطالبات سے فنڈز اکٹھے کئے جاتے ہیں، سکول کے اپنے فنڈز کہاں استعمال ہوتے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال 13-2012 کے دوران مذکورہ سکول کو -/1,31.86,000 روپے کا ٹوٹل بجٹ فراہم کیا گیا۔ بجٹ کی مختلف مداعات کی تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ عرصہ کے مختص بجٹ میں سے -/68,00,107 روپے ملازمین اور ڈاکٹرز کی تنخواہوں پر خرچ ہوئے اور -/10,57,432 روپے طلباء و طالبات کو دیگر سہولیات فراہم کرنے پر خرچ ہوئے۔

(ج) طلباء طالبات کو مختلف پیرا پروفیشنل بی ایس سی کورسز کے لئے تعلیم مہیا کرنے کے علاوہ غیر نصابی سرگرمیوں (تقریری مقابلے، محفل میلاد، فن فیئر کی تقریبات، سالانہ کھیل) پر خرچ کیا گیا۔

(د) ادارے میں منعقد کی جانے والی کسی بھی پارٹی کے لئے طلباء طالبات سے کوئی فنڈز اکٹھے نہیں کئے جاتے اور سکول کے اپنے بجٹ سے ہی تقریبات کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد: آر ایچ سیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1077: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-58 فیصل آباد میں آر ایچ سی کتنے اور کہاں کہاں چل رہے ہیں؟

(ب) ہر آر ایچ سی میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کتنی ہے، کتنی پر اور کتنی خالی ہیں؟

(ج) کن کن آر ایچ سی میں ڈاکٹر کی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں؟

(د) کیا ہر آر ایچ سی میں گائناکولوجسٹ (وومن میڈیکل آفیسر) اور ڈینٹسٹ کام کر رہے ہیں، جن میں یہ کام نہیں کر رہے، ان کے نام اور ان اسامیوں کو پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پی پی۔58فیصل آباد میں2آر ایچ سیز ہیں جن میں سے ایک ماموں کانجن جبکہ دوسرا کنجوانی میں کام کر رہا ہے۔

(ب) آر ایچ سی ماموں کانجن میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد62ہے جن میں سے50اسامیوں پر عملہ تعینات ہے جبکہ12اسامیاں خالی پڑی ہیں۔RHCکنجوانی میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد53ہے جن میں سے43اسامیوں پر عملہ تعینات ہے جبکہ10اسامیاں خالی ہیں۔

(ج) RHCماموں کانجن میں لیڈی ڈاکٹر کی سیٹ عرصہ دراز سے خالی پڑی ہے جبکہ ڈینٹل سرجن کی سیٹ13-02-28سے خالی ہے۔RHCکنجوانی میں میڈیکل آفیسر کی سیٹ13-02-16اورWMOکی سیٹ عرصہ دراز سے خالی ہے۔

(د) RHCماموں کانجن میں لیڈی ڈاکٹر کی سیٹ عرصہ دراز سے خالی پڑی ہے جبکہ ڈینٹل سرجن کی سیٹ13-02-28سے خالی ہے۔اسی طرحRHCکنجوانی میںWMOکی سیٹ عرصہ دراز سے خالی ہے۔اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ حکومت پنجابPPSCکے ذریعے مستقل بنیادوں پر2000میڈیکل آفیسرز اور400وومن میڈیکل آفیسرز بھرتی کر رہی ہے جیسے ہی کمیشن کی طرف سے سفارشات موصول ہوں گی ان ڈاکٹرز کو خالی اسامیوں پر تعینات کر کے ان اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ:ڈی ایچ کیو ہسپتال میں غریب مریضوں کو ادویات فراہم نہ کرنے کی تفصیلات

*1102:جناب امجد علی جاوید:کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے آر ایچ سیز،ٹی ایچ کیوز،ڈی ایچ کیواور بی ایچ یوز میں ہر سال مریضوں کو مفت ادویات اور دیگر سہولیات بہم پہنچانے کے لئے بجٹ مختص کیا جاتا ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ ڈی ایچ کیوٹوبہ ٹیک سنگھ میں سالانہ کروڑوں روپے مختص کرنے کے باوجود گزشتہ مالی سال میں ادویات کی خریداری نہیں کی گئی، جس کی وجہ سے مریضوں کو ہسپتال میں مفت ادویات نہیں دی گئیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ڈی ایچ کیو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں غریب مریضوں کو مفت ادویات فراہم کرنا تو دور بلکہ سرنج بھی بازار سے منگوانے کے لئے کہا جاتا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ڈی ایچ کیو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مفت طبی سہولیات فراہم نہ کرنے پر ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے آر ایچ سیز، ٹی ایچ کیوز، ڈی ایچ کیو اور بی ایچ یوز میں ہر سال مریضوں کو مفت ادویات اور دیگر سہولیات بہم پہنچانے کے لئے بجٹ مختص کیا جاتا ہے جس کی تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ڈی ایچ کیو ہسپتال ٹوبہ ٹیک سنگھ کو برائے سال 13-2012 میں ادویات کی خریداری کے لئے 2 کروڑ 30 لاکھ روپے فراہم کئے گئے جس کی تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ہسپتال میں دستیاب ادویات مریضوں کو مہیا کی جا رہی ہیں۔ شعبہ ایمرجنسی، لیبر روم، Dialysis Unit اور خسرہ کے تمام مریضوں کو ادویات مفت فراہم کی گئی ہیں جبکہ باقی داخل مریضوں کو (L.P(Day to Day کے بجٹ، زکوٰۃ فنڈ، بیت المال سے ادویات جزوی طور پر فراہم کی گئی ہیں۔

(ج) جی نہیں! یہ درست نہ ہے۔ حقائق کے مطابق گورنمنٹ آف پنجاب کی ہدایت کے مطابق مفت ادویات کے ساتھ ساتھ ایمرجنسی میں آنے والے مریضوں کو سرنجز سمیت دیگر تمام طبی سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہیں۔

(د) چونکہ ادویات و دیگر طبی سہولیات بہم پہنچائی جا رہی ہیں لہذا کسی قسم کی کارروائی خارج از مکان ہے۔ پھر بھی اگر کسی قسم کی کوتاہی کی نشاندہی کی جائے تو سخت قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

ہیلتھ انشورنس سکیم کا اجراء و دیگر تفصیلات

*1128: سردار وقاص حسن موکل: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال2008میں حکومت پنجاب نے ہیلتھ انشورنس سکیم کا اجراء کیا تھا؟
(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اس ضمن میں2008سے اب تک کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟
(ج) کیا موجودہ اعلان کردہ ہیلتھ کارڈ سکیم، ہیلتھ انشورنس سکیم کا دوسرا نام یا نعم البدل ہے؟
(د) پنجاب کے کن اضلاع میں ہیلتھ کارڈ سکیم بطور پائلٹ پراجیکٹ شروع کی جارہی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حکومت پنجاب نے2008میں ہیلتھ انشورنس سکیم کے اجراء میں ایک مستند پروگرام مرتب کیا لیکن اس کو عملی جامہ نہ پہنا سکی۔

(ب) تاہم حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق سکول ہیلتھ انشورنس سکیم کا اجراء کیا گیا تھا، اس ضمن میں ورلڈ بنک، GIZماہرین سے مشاورت کا عمل شروع کیا گیا۔ اور اس مشاورت میں اسٹیٹ لائف انشورنس کمپنی، آدم جی انڈسٹری، EFU Allianceکمپنیاں بھی شامل کی گئیں۔ موجودہ مالی سال14۔2013میں محکمہ صحت حکومت پنجاب نے راجن پور، حافظ آباد، لیہ اور چکوال اضلاع میں ہیلتھ انشورنس سکیم کے اجراء کا پروگرام بنایا ہے۔ اس ضمن میں ابتدائی کام جاری ہے اور مختلف ممالک میں رائج ہیلتھ انشورنس سکیمز جس میں انڈیا(Rashtriya Swasthya Bima Yojna(RSBY اورJanani Suraksha yonja(JSY)ترکی سے یونیورسل ہیلتھ انشورنس(UHI)کا بھی بغور جائزہ لیا جارہا ہے۔ ترکی کی یونیورسل ہیلتھ انشورنس(UHI)کا بغور جائزہ لینے کے لئے ایک کمیٹی جس کے سربراہ خواجہ سلمان رفیق صاحبAdvisor to Chief Minister on Healthقائم کی گئی ہے تاکہ وہ ترکی جاکر ہیلتھ انشورنس سکیم کا بغور جائزہ لے سکیں۔

(ج) تفصیل جز(ب) میں درج ہے۔

(د) موجودہ مالی سال14۔2013میں محکمہ صحت حکومت پنجاب نے راجن پور، حافظ آباد، لیہ اور چکوال جیسے اضلاع میں ہیلتھ انشورنس سکیم کے اجراء کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال منڈیالہ وڑائچ گوجرانوالہ میں مفت ادویات کی فراہمی و دیگر مسائل

*1131: محترمہ ناہید نعیم: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت ڈی ایچ کیو ہسپتال منڈیالہ وڑائچ ضلع گوجرانوالہ میں کل کتنا سٹاف تعینات ہے، سکیل وار تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کیااس ہسپتال میں سٹاف کی کمی کی وجہ سے مریضوں کوکافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ڈی ایچ کیو ہسپتال میں مریضوں کو مفت ادویات نہیں دی جاتیں اور جو سرکاری ادویات آتی ہیں وہ ہسپتال کا عملہ ہی خورد برد کرلیتا ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں صرف ایک ہی ڈی ایچ کیو ہسپتال ہے جسے اب ٹیچنگ ہسپتال کا درجہ دے دیا گیا ہے جبکہ منڈیالہ وڑائچ ڈی ایچ کیو ہسپتال نہیں بلکہ بی ایچ ہے۔جہاں پر میڈیکل آفیسرBS-17سمیت دیگر عملہ تعینات ہے۔ جس کی تفصیل Annex-Aایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ بی ایچ یو پرسٹاف کی کمی نہ ہے بلکہ میڈیکل آفیسر سمیت دیگر عملہ تعینات ہے اور مریضوں کو وہ تمام طبی سہولیات جو کہ BHUلیول کے طبی سنٹر پر میسر ہوتی ہیں، احسن طریقے سے فراہم کی جارہی ہیں جن میں Mother & Child' OPD Health Education (EPI) Health Care سکول ہیلتھ سروسز وغیرہ جیسی سہولیات بشمول مفت ادویات کی فراہمی شامل ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے کیونکہ ڈی ایچ کیو/ٹیچنگ ہسپتال گوجرانوالہ میں جو سالانہ بجٹ کے مطابق دوائی آتی ہے وہ لوگوں کوآؤٹ ڈور کی شکل میں فری مہیا کی جاتی ہے۔مزید برآں جو دوائیاں آتی ہیں ان پر باقاعدہ سبز رنگ کی مہرGovt. Property, Not for Saleلگی ہوتی ہے۔جسے نہ تو کوئی مارکیٹ میں سیل کر سکتا ہے اور نہ ہی خُورد بُرد کی جاسکتی ہے۔مزید برآں مستحق مریضوں کو DHQ/Teachingہسپتال گوجرانوالہ لوکل پرچیز کے ذریعے یا سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ اورPatient Welfare Societyکی مدد سے بھی ادویات فری فراہم کی جاتی ہیں۔

لاہور: سرکاری ہسپتالوں میں ادویات کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*1312: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2011 تا فروری 2013 تک سروسز ہسپتال، میو ہسپتال، گنگا رام، جنرل ہسپتال، جناح ہسپتال اور گلاب دیوی ہسپتال لاہور میں کتنی لاگت کی سرکاری ادویات فراہم کی گئیں؟

(ب) یہ ادویات کن کن فرموں سے خرید کی گئیں، ان کمپنیوں کے نام بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ دوائی خریدنے سے پہلے اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا اگر دیا گیا تھا تو اخبار کا نام اور تاریخ بتائی جائے جن جن فرموں نے ٹینڈرز میں حصہ لیا ان کے نام بیان فرمائیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال 2011 تا فروری 2013 سروسز ہسپتال لاہور میں مندرجہ ذیل لاگت کی سرکاری ادویات فراہم کی گئیں:

01-07-2011 to 30-06-2012	38, 02, 69,000/-روپے
01-07-2012 to 28-02-2013	25, 22, 17,000/-روپے

مذکورہ عرصہ کے دوران میو ہسپتال لاہور میں۔/379184383 روپے کی ادویات مریضوں کو مفت فراہم کی گئیں۔

مذکورہ عرصہ کے دوران سرگنگا رام ہسپتال لاہور میں۔/421581048 روپے کی ادویات مریضوں کو مفت فراہم کی گئیں۔ مالی سال 12-2011 میں 261.045 ملین روپے کی جبکہ مالی سال 13-2012 کے دوران 304.743 ملین روپے کی ادویات لاہور جنرل ہسپتال لاہور میں مریضوں کو مفت فراہم کی گئیں۔

جناح ہسپتال لاہور میں سال 12-2011 میں 261,282,634 روپے جبکہ 12-2011 کے دوران 310,603,533 روپے 13-2012 میں 259,997,656 روپے کی ادویات مریضوں کو مفت فراہم کرنے کے لئے خریدی گئیں۔

(ب) سروسز ہسپتال نے جن فرموں سے ادویات خرید کیں ان کے ناموں کی فہرست Annex-1 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ میو ہسپتال لاہور نے جن فرموں سے ادویات خرید کیں ان کے ناموں کی فہرست Annex-2 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سرگنگارام ہسپتال لاہور نے اس عرصہ کے دوران جن فرموں سے ادویات خرید کیں ان کے ناموں کی فہرست Annex-3 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور جنرل ہسپتال لاہور نے جن فرموں سے ادویات خرید کیں ان کے ناموں کی فہرست Annex-4 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناح ہسپتال لاہور نے اس عرصہ کے دوران جن فرموں سے ادویات خرید کیں ان کی تفصیلAnnex-5ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں!ادویات خریدنے سے پہلے اخبار میں پنجاب پروکیورمنٹ رولز2009کے مطابق باقاعدہ اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

سروسز ہسپتال لاہور کی طرف سے اخبارات میں دیئے گئے اشتہار کی کاپیاںAnnex-6 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں جبکہ ٹینڈر میں حصہ لینے والی کمپنیوں کے ناموں کی فہرست Annex-7ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میو ہسپتال لاہور کی طرف سے اخبارات میں دیئے گئے اشتہار کی کاپیاںAnnex-8ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں جبکہ ٹینڈر میں حصہ لینے والی کمپنیوں کے ناموں کی فہرست Annex-9ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سرگنگارام ہسپتال لاہور کی طرف سے اخبارات میں دیئے گئے اشتہار کی تفصیل اور ٹینڈر میں حصہ لینے والی کمپنیوں کے ناموں کی فہرست Annex-10ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور جنرل ہسپتال لاہور کی طرف سے اخبارات میں دیئے گئے اشتہار کی کاپیاں Annex-11ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ جبکہ ٹینڈر میں حصہ لینے والی کمپنیوں کے ناموں کی فہرستAnnex-12ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

جناح ہسپتال لاہور کی طرف سے اخبارات میں دیئے گئے اشتہار کی کاپیاںAnnex-13 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں جبکہ ٹینڈر میں حصہ لینے والی کمپنیوں کے ناموں کی فہرست Annex-14ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

نوٹ: گلاب دیوی ہسپتال ایک وقف ہسپتال ہے جو کہ محکمہ صحت کے ماتحت کام نہیں کرتا اور نہ ہی محکمہ صحت کی طرف سے گلاب دیوی ہسپتال میں سرکاری ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔

نارنگ منڈی لیڈی ڈاکٹر کی تعیناتی و دیگر سہولیات کی فراہمی کی تفصیلات

*1337: **جناب ظہیر الدین خان علیزئی:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک مؤقر اخبار روزنامہ "نوائے وقت" کی خبر مورخہ 13-07-12کے مطابق نارنگ منڈی کا واحد سرکاری ہسپتال مسائل کا گڑھ بن چکا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں مریضوں کو چیک کرنے کے لئے عرصہ دراز سے ڈاکٹر نہ ہے، یہاں تک کہ زچہ بچہ کے لئے گزشتہ دس سال سے لیڈی ڈاکٹر نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مریضوں کو ادویات تو کیا سرنج تک بازار سے خریدنی پڑتی ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ ہسپتال کی missing facilities کو فوری پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی نہیں! یہ درست نہ ہے۔ بلکہ مذکورہ ہسپتال کے آؤٹ ڈور میں روزانہ 250 کے قریب مریض علاج معالجہ کے لئے آتے ہیں۔اس ہسپتال میں ایمرجنسی سمیت، ایکسرے، لیبارٹری ٹیسٹ جیسی سہولیات مریضوں کو بہم پہنچائی جارہی ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ اس وقت ڈاکٹر ناصر مہدی بطور سینئر میڈیکل آفیسر مذکورہ ہسپتال میں کام کر رہا ہے۔ البتہ لیڈی ڈاکٹر تعینات نہ ہے تاہم سٹاف نرسز، اور لیڈی وزیٹرز تعینات ہیں جو کہ زچہ بچہ کو ضروری طبی سہولیات مہیا کر رہی ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے بلکہ ہسپتال کے مین سٹور، ایمرجنسی، ڈسپنسری اور لیبارٹری میں مکمل طور پر سرنجیں موجود ہیں اور مریضوں کو فراہم کی جا رہی ہیں۔ تاہم بعض مریضوں کی خواہش پر ان کو بازار کی دوائی لکھ دی جاتی ہے۔

(د) مذکورہ ہسپتال میں تمام بنیادی طبی سہولیات میسر ہیں اور حکومت اپنے دستیاب وسائل میں رہتے ہوئے ہر قسم کی کمی کو پورا کر رہی ہے۔ جہاں تک لیڈی ڈاکٹر کی تعیناتی کا تعلق ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ حکومت پنجاب نے حال ہی میں 800 لیڈی ڈاکٹرز کو بذریعہ PPSC مستقل بنیادوں پر بھرتی کیا ہے جس کی سفارشات محکمہ صحت کو موصول ہو گئی ہیں اور جلد ہی ان کی تقرری عمل میں آجائے گی جس سے لیڈی ڈاکٹرز کی خالی اسامیاں بہت حد تک پورے پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں میں پُر ہو جائیں گی۔

ڈسٹرکٹ ہسپتال میانوالی کا قیام ودیگر مسائل کی تفصیلات

*1348: جناب احمد خان بھچر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ ہسپتال میانوالی کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ب) اس ہسپتال میں کون کون سے کتنے شعبہ جات ہیں؟

(ج) ان شعبہ جات میں کتنے کتنے ڈاکٹرز ہیں اور کتنے شعبے ایسے ہیں، جو عرصہ دراز سے ڈاکٹرز سے محروم ہیں اور کیوں؟

(د) اس ہسپتال میں کون کون سے شعبہ جات کی اشد ضرورت ہے اور وہ کب تک بنا دیئے جائیں گے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ میانوالی کے اس بڑے ہسپتال میں غریب مریضوں کو ادویات کی مفت فراہمی قطعاً نہیں کی جاتی، جن کے باعث غریب مریضوں کا کوئی پرسان حال نہ ہے؟

(و) کیا حکومت مذکورہ ہسپتال میں کم از کم غریب مریضوں کو ادویات کی مفت فراہمی کے لئے بجٹ میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) 14-اپریل 1955 کو قیام عمل میں آیا۔

(ب) ڈی ایچ کیو ہسپتال میانوالی میں میڈیسن، سرجری، گائنی آپتھالمالوجی، انستھیزیالوجی، چیسٹ، یورالوجی، ڈرماٹالوجی، سائیکاٹری، ای این ٹی، آرتھوپیڈک، کارڈیالوجی کے علاوہ خصوصی شعبہ جات ڈائیلسز لیبارٹری، ایکسرے، الٹراساؤنڈ، ای سی پیتھک، طبی ڈسپنسری، بلڈ بنک کے شعبہ جات کام کر رہے ہیں۔

(ج) ڈی ایچ کیو ہسپتال میانوالی میں سپیشلسٹ / کنسلٹنٹ ڈاکٹرز کی 18 نشستیں ہیں جن میں سے صرف ماہر بے ہوشی کی دو سپیشلسٹ کی ایک اسامی خالی ہے۔

(د) شعبہ رڈیالوجی اور ڈائیگناسٹک لیبارٹری میں مزید سہولیات کے لئے خادم اعلیٰ پنجاب کی طرف سے ایک میگا پراجیکٹ اپ ڈی ایچ کیو ہسپتال میانوالی خصوصی سہولیات شعبہ آرتھوپیڈک بیڈ، انٹینو کیئر یونٹ، برن یونٹ، ریڈیالوجی اور ڈائیگناسٹگ لیب سہولیات کے لئے حکومت ایک میگا پراجیکٹ بنا رہی ہے جو کہ 14-2013 میں عوام کے لئے کھول دیا جائے گا۔

(ہ) ہسپتال ہذا میں ایمرجنسی ادویات تمام مریضوں کے لئے 100 فیصد دستیاب ہیں اور باقی شعبہ جات میں تقریباً 40 فیصد ادویات ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی طرف سے مہیا کردہ بجٹ میں دی جا رہی ہیں۔

(و) اس مالی سال میں 14۔2013 میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے ادویات کی مد میں ہسپتال کا بجٹ ڈگنا کر دیا ہے جس سے غریب مریضوں کو شعبہ بیرونی مریضاں اور شعبہ اندرونی مریضاں میں تقریباً 80 فیصد تک ادویات کی دستیابی کے لئے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی purchase کمیٹی نے ہنگامی طور خریداری مکمل کرنے کے لئے کام کر رہی ہے اور انشاءاللہ جلد غریب مریضوں کے لئے ادویات دستیاب ہو سکیں گی اور ایمرجنسی میں 100 فیصد ادویات دی جا رہی ہیں۔

ضلع فیصل آباد: ڈرگ انسپکٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1370: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد محکمہ صحت میں کتنے ڈرگ انسپکٹرز تعینات ہیں؟

(ب) ڈرگ انسپکٹر کی کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں؟

(ج) ان ڈرگ انسپکٹر نے یکم جنوری 2011 سے آج تک اس ضلع کی حدود میں کتنے میڈیکل سٹورز کی چیکنگ کی ہے؟

(د) کتنے میڈیکل سٹورز کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائی کی گئی ہے؟

(ہ) کتنے میڈیکل سٹورز کو جرمانہ کیا گیا ہے اور کتنوں کو سیل کیا گیا؟

(و) کتنے میڈیکل سٹورز کے لائسنس منسوخ کئے گئے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل تاندلیانوالہ، ضلع فیصل آباد محکمہ صحت میں ایک ڈرگ انسپکٹر تعینات ہے۔

(ب) ڈرگ انسپکٹر کی کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(ج) اس ڈرگ انسپکٹر نے یکم جنوری 2011 سے آج تک 674 میڈیکل سٹورز کی چیکنگ کی ہے۔

(د) 97 میڈیکل سٹورز کے خلاف مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر کارروائی کی گئی: بغیر ڈرگ سیل لائسنس، بغیر بل وارنٹی، ان رجسٹرڈ ادویات، ایکسپائرڈ ادویات، مس برانڈز، بغیر سیل پرچیز ریکارڈ، الیگل

(ہ) 43 میڈیکل سٹورز کو 5,96,000 جرمانہ کیا گیا اور 61 میڈیکل سٹورز سیل کئے گئے۔

(و) کسی میڈیکل سٹورز کا لائسنس منسوخ نہ کیا گیا۔

لاہور:ڈائریکٹرادارہ انتقال خون پنجاب کی تعیناتی وکارکردگی کی تفصیلات

*1408: **جناب ظہیر الدین خان علیزئی:** کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) موجودہ ڈائریکٹر، ادارہ انتقال خون پنجاب لاہور میں کب سے تعینات ہیں؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ موجودہ ڈائریکٹر عرصہ پانچ سال سے زائد اسی اسامی پر تعینات ہیں کیا یہ قواعد وضوابط کے برعکس نہ ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو حکومت ان کو فوری ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، نہیں تو کیوں؟

(ج) ڈائریکٹر ادارہ انتقال خون پنجاب نے اپنی تعیناتی کے دوران کتنے ڈاکٹرز کے خلاف بے قاعدگیوں کی بناء پر انکوائریاں کیں ان کو کیا کیا سزائیں دی گئیں، ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ڈائریکٹر کی تعیناتی کے دوران ادارے کے ڈاکٹرز کرپشن اور بے قاعدگیوں میں ملوث پائے گئے لیکن ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی، ایسا کیوں کیا گیا، آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پروفیسر ڈاکٹر محفوظ الرحمان ڈائریکٹر ادارہ انتقال خون پنجاب لاہور میں2010۔11۔30 سے تعینات ہیں اس سے قبل ان کے پاس اس عہدہ کا اضافی چارج (ایڈیشنل چارج) مورخہ 13۔دسمبر2008 سے تھا جبکہ وہ باقاعدہ طور پر بحیثیت پروفیسر پتھالوجی PGMI میں کام کررہے تھے۔

(ب) پروفیسر ڈاکٹر محفوظ الرحمان ادارہ انتقال خون پنجاب لاہور میں بطور ڈائریکٹر10۔11۔30 سے تعینات ہیں۔

(ج) ادارہ ہذا میں پروفیسر ڈاکٹر محفوظ الرحمان ڈائریکٹر ادارہ انتقال خون پنجاب کی تعیناتی کے دوران کسی ڈاکٹر پر بے قاعدگیوں کا الزام نہ ہے اور کسی بھی الزام کی صورت میں سیکرٹری ہیلتھ کارروائی کرنے کے مجاز ہیں۔

(د) مذکورہ ڈائریکٹر کی تعیناتی کے دوران کسی بھی ڈاکٹر پر کرپشن اور بے قاعدگیوں کا الزام نہ ہے اور کسی بھی الزام کی صورت میں سیکرٹری ہیلتھ کارروائی کرنے کے مجاز ہیں۔

لاہور: گزشتہ پانچ سالوں کے دوران مریضوں کو خون فراہم کرنے کی تفصیلات

*1413: جناب آصف محمود: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ادارہ انتقال خون پنجاب لاہور میں گزشتہ پانچ سالوں کے دوران کتنے مریضوں کو خون فراہم کیا گیا، سال وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ب) اس عرصہ کے دوران blood collection کرنے کے انچارج کون کون سے ڈاکٹرز تعینات رہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ڈاکٹرز کی تعیناتی کے دوران blood collection میں بتدریج کمی واقع ہوئی، اس کی وجوہات ہر blood collection کی سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) مذکورہ ادارہ میں کتنے ایسے ڈاکٹرز ہیں جو عرصہ دس سال سے اسی ادارہ میں کام کر رہے ہیں ان ڈاکٹرز کو تعینات کرنے والی اتھارٹی کے نام وعہدہ سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ہ) کیا قواعد کے مطابق کوئی ڈاکٹر ایک جگہ پر تین سال سے زائد تعنیات رہ سکتا ہے، اگر نہیں تو حکومت ان کو فوری یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ادارہ انتقال خون پنجاب کے زیر انتظام مریضوں کو فراہم کردہ خون کے مجموعی بیگز کی سالانہ تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

-1	2008	445692 بلڈ بیگز
-2	2009	512613 بلڈ بیگز
-3	2010	733001 بلڈ بیگز
-4	2011	671700 بلڈ بیگز
-5	2012	693597 بلڈ بیگز

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران انچارج تعینات رہنے والے افراد کی تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ 2008 اور 2012 کے درمیان ادارہ کی طرف سے مریضوں کو فراہم کردہ خون کی مجموعی تعداد میں 50 فیصد سے زیادہ اضافہ ہو چکا ہے اور ہر سال ادارہ انتقال خون پنجاب کے زیر انتظام مریضوں کو فراہم کردہ خون کے مجموعی بیگز کی سالانہ تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور کسی بھی سال اس میں کمی نہیں ہوئی۔ 2010 کی غیر معمولی

تعداد اس سال ڈینگی بخار کی وباء اور امن وامان کی انتہائی ابتر صورت حال کی وجہ سے ہے کیونکہ اس سال ڈینگی بخار کے مریضوں کے علاوہ بم دھماکوں میں سینکڑوں زخمی افراد کو ادارا ہذا کی طرف سے خون فراہم کیا گیا۔

(د) دس سال سے زائد عرصہ سے تعینات ڈاکٹرز کی تفصیلAnnex-Bایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ان کی تعیناتی کا اختیار سیکرٹری صحت کے پاس ہے۔

(ہ) عرصہ زائد سے تعینات ملازمین کو ٹرانسفر کرنے کا اختیار سیکرٹری صحت کے پاس ہے۔تاہم بہترین کارکردگی کی بنیاد پر عوام کے بہتر مفاد کے لئے تین سال سے زائد عرصہ تک بھی خدمات سرانجام دینے کی پالیسی پر عمل کیا جاتا ہے لیکن کسی قسم کی کوتاہی کے مرتکب ہونے والے ملازم کو نہ صرف ٹرانسفر کیا جاتا ہے بلکہ قانونی کارروائی بھی عمل میں لائی جاتی ہے۔

ادارہ انتقال خون پنجاب میں ڈاکٹرز کا عرصہ تعیناتی وکارکردگی اور دیگر تفصیلات

*1414:جناب آصف محمود:کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ادارہ انتقال خون پنجاب میں کون کون سے ڈاکٹرز اپنے عرصہ تعیناتی کے دوران ہیڈ آفس میں کن کن پوسٹوں پر تعینات رہے،ان کو ان پوسٹوں پر تعینات کرنے والی اتھارٹی کون ہے؟

(ب) مذکورہ ادارے میں کون کون سی کمیٹیاں بنائی گئیں ہیں،ان کمیٹیوں کے ممبران کون کون سے ڈاکٹرز کب سے کام کررہے ہیں؟

(ج) پرچیز کمیٹی کے کون کون سے ڈاکٹرز ممبران ہیں ان کے نام،عہدہ اور گریڈ سے آگاہ کریں؟

(د) اس کمیٹی کے ممبران نے گزشتہ پانچ سال کے دوران ادارے کے لئے کون کون سی مشینری و دیگر اشیاء کی خرید کیں اور اشیاء خریدنے کی منظوری کس فائنل اتھارٹی نے دی اس کا نام،عہدہ اور گریڈ سے آگاہ کریں؟

(ہ) ان اشیاء کے خریدنے پر کتنے کتنے اخراجات آئے،سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(و) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران ادارہ انتقال خون پنجاب کا آڈٹ ہوا تو اس کی سال وار تفصیل سے آگاہ کریں،اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ادارہ انتقالِ خون پنجاب کے ہیڈ آفس میں تعینات ڈاکٹرز مندرجہ ذیل پوسٹوں پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ عرصہ تعیناتی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ڈاکٹر ظفر اقبال، ایڈیشنل ڈائریکٹر	6۔اپریل 2011 سے تاحال
ڈاکٹر محمد اطہر، اسسٹنٹ ڈائریکٹر	2۔اکتوبر 2010 سے تاحال
ڈاکٹر عبدالماجد، لیکچرار / ڈیمونسٹریٹر	27۔فروری 2007 سے تاحال
ڈاکٹر عارف تبسم، لیکچرار / ڈیمونسٹریٹر	25۔فروری 2007 سے تاحال
ڈاکٹر گلناز اختر، لیکچرار / ڈیمونسٹریٹر	28۔ستمبر 2010 سے تاحال
ڈاکٹر مسرت داد، بلڈ ٹرانسفیوژن آفیسر،	6۔نومبر 2007 سے تاحال

مذکورہ ادارے میں ڈاکٹرز کی تعیناتی سیکرٹری، محکمہ صحت پنجاب کرتے ہیں۔

(ب) مذکورہ ادارہ کو بہترین طریقے سے چلانے اور شفاف طریقہ سے مشینری و ادوایات و دیگر اشیائے ضروریہ کی خریداری کے لئے مندرجہ ذیل کیمٹیاں سال 14-2013 کے لئے بنائی گئی ہیں۔

(I) پرچیز کیمٹی

(ii) ریٹ ویریفیکشن کیمٹی

(iii) کوالٹی / کوانٹٹی / سپیسیفیکشن / چیکنگ کیمٹی

نوٹیفکیشن / آرڈرز کی کاپیاں بالترتیب ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) ہر سال نئی پرچیز کیمٹی تشکیل دی جاتی ہے۔ مالی سال 14-2013 کے لئے تشکیل دی گئی پرچیز کیمٹی کے ممبران کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

I۔	ڈاکٹر محفوظ الرحمٰن	ڈائریکٹر BS-20	IBTS Punjab لاہور	چیئرمین
Ii۔	ڈاکٹر ظفر اقبال	ایڈیشنل ڈائریکٹر BS-19،	IBTS Punjab لاہور	ممبر
Iii۔	ڈاکٹر محمد اطہر	اسسٹنٹ ڈائریکٹر BS-18،	IBTS Punjab لاہور	ممبر
Iv۔	ڈاکٹر محمد عبدالماجد	لیکچرار / ڈیمونسٹریٹر BS-19،	IBTS Punjab لاہور	ممبر
V۔	ڈاکٹر عارف تبسم	لیکچرار / ڈیمونسٹریٹر BS-19،	IBTS Punjab لاہور	ممبر

(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(د) اس ضمن میں عرض ہے کہ 10-2009، 11-2010 اور 13-2012 میں کوئی بھی خریداری نہیں ہوئی تاہم 09-2008 اور 12-2011 میں چند اشیاء خریدی گئیں جن کی تفصیل ایوان

کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس کی خرید کی منظوری سیکرٹری صحت نے دی اور خریداری اوپن ٹینڈر کی صورت میں کی گئی تھی۔

(ہ) گزشتہ پانچ سال کے دوران خریدی گئی اشیاء اور ان پر خرچ ہونے والی رقم کی سال وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) مذکورہ ادارہ کا آڈٹ 30- جون 2013 تک مکمل ہو چکا ہے۔ مالی سال 13-2012 کے آڈٹ کی ابھی تک observations موصول نہیں ہوئیں تاہم بقایا سالوں کے آڈٹ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گوجرانوالہ: ڈی ایچ کیو ہسپتال میں بھرتیوں کی تفصیلات

*1436: محترمہ ناہید نعیم: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2009 سے آج تک ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ میں جتنے افراد بھرتی کئے گئے ان کے نام، تعلیمی قابلیت، عہدہ، گریڈ اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ کا طریق کار نیز میرٹ بنانے والے افسران کا نام، عہدہ اور گریڈ بیان فرمائیں؟

(ج) ان میں سے جتنے افراد کو مخصوص کوٹاجات کے تحت بھرتی کیا گیا ان کے نام، پتا اور جس کوٹا کے تحت بھرتی ہوئی، اس کی تفصیل بتائی جائے؟

(د) جتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ہے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال 2009 سے آج تک ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ میں جو تقرریاں ہوئی ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اوپن میرٹ پر بھرتی کے لئے مندرجہ ذیل طریق کار اختیار کیا گیا۔

1- درخواستیں ای ڈی او (ہیلتھ) گوجرانوالہ کے دفتر میں طلب کی گئیں وہاں ہی ان کا انٹرویو اور میرٹ لسٹ تیار کی گئی۔ ای ڈی او (ہیلتھ) کی ہدایت کے مطابق میڈیکل سپرنٹنڈنٹ نے تقرری آرڈر جاری کئے۔ نام آفیسر ڈاکٹر نثار احمد چیمہ، ای ڈی او (ہیلتھ) گوجرانوالہ گریڈ 20۔

(ج) کسی ملازم کو سال 2009 سے آج تک کسی بھی مخصوص کوٹاجات میں بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

(د) کسی بھی ملازم کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

لاہور: محکمہ صحت سول سیکرٹریٹ میں زیر التوأ کیسز و دیگر تفصیلات

*1470: جناب جاوید اختر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سول سیکرٹریٹ پنجاب محکمہ صحت میں کون کون سے سپرنٹنڈنٹ، سیکشن آفیسر اور ڈپٹی سیکرٹری پوسٹنگ ٹرانسفر اور ملازمین کے خلاف شکایات کی انکوائریوں کو ڈیل کرتے ہیں ان کے نام، عہدہ و شعبہ کے نام سے آگاہ کریں؟

(ب) اس وقت ان آفیسرز کے پاس کتنے پوسٹنگ ٹرانسفر کے کیسز کب سے زیر التواء ہیں اور ان کو زیر التواء رکھنے کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) اس وقت ان آفیسرز کے پاس کتنے کیسز انکوائریوں کے زیر التواء ہیں اور یہ کب سے زیر التواء ہیں۔ تاریخ و سال سے آگاہ کریں اور ان کو کب تک نمٹا دیا جائے گا؟

(د) کیا موجودہ سیکرٹری صحت ایسی ہدایات جاری کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں کہ جو آفیسران و اہلکاران پوسٹنگ ٹرانسفر اور انکوائریوں کو ڈیل کرتے ہیں وہ تمام کیسز فوری اور بر وقت نمٹائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ صحت پنجاب سول سیکرٹریٹ لاہور میں 4 ڈپٹی سیکرٹری اور 12 سیکشن آفیسرز ٹرانسفر، پوسٹنگ اور ملازمین کے خلاف شکایات کی انکوائری ڈیل کرتے ہیں، جن کے نام، عہدہ اور شعبہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

ڈاکٹر شعیب انور، ڈپٹی سیکرٹری جنرل، عدنان ظفر، ڈپٹی سیکرٹری (Estt-I)، سیدہ ملائکہ، ڈپٹی سیکرٹری (Estt-II) اور راجہ منصور انور احمد ڈپٹی سیکرٹری (ایڈمن) مذکورہ ڈپٹی سیکرٹریز کے ماتحت کام کرنے والے سیکشن آفیسرز کی تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ صحت پنجاب میں پوسٹنگ ٹرانسفر پر مکمل پابندی ہے، اور کسی بھی ڈاکٹر یا پیرا میڈیکل سٹاف کی کوئی بھی ٹرانسفر پوسٹنگ نہ ہو رہی ہے۔

(ج) محکمہ صحت میں اس وقت کل759انکوائری کیسز پر کارروائی جاری ہے۔ سال وار تاریخ Annex-Bایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ محکمہ صحت ان انکوائری کیسوں کو جلد از جلد نمٹانے کے لئے کوشاں ہے۔

(د) پوسٹنگ ٹرانسفر کے کیسوں پر بروقت کارروائی کر کے فیصلے صادر کئے جاتے ہیں، بہر حال دورانِ آفات جیسا کہ سیلاب، زلزلہ، وبائی امراض وغیرہ اور الیکشن کے دوران ہر طرح کی ٹرانسفر پوسٹنگ پر پابندی عائد کر دی جاتی ہے لہذا اس دوران کیسز التواء کا شکار ہو جاتے ہیں۔

جہاں تک انکوائری کیسز کا تعلق ہے تو انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ان کو جلد از جلد نمٹانے کے لئے کوشش کی جاتی ہے۔ تاہم اس میں تمام مراحل جیسا کہ شوکاز نوٹس جاری کرنا، انکوائری آفیسر کی تقرری اور شخصی شنوائی وغیرہ جیسے مراحل شامل ہوتے ہیں جس وجہ سے انکوائری کیسز نمٹانے میں تاخیر ہو جاتی ہے تاہم محکمہ صحت ان کیسز کو جلد از جلد نمٹانے کے لئے ہر وقت کوشاں رہتا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سردار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔ خیریت ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! 3۔دسمبر 2013 کو محکمہ صحت کے سوالات و جوابات کا دن تھا، میں نے ایک سوال کیا تھا جس کے اندر میں صرف یہ highlight کرنا چاہتا ہوں کہ یہ on record ہے کہ وزیر صحت نے کہا تھا کہ اس وقت جو بھی خالی اسامیاں ہیں ان کے لئے جنوری 2014 میں ڈی پی سی بلائی جائے گی۔

جناب سپیکر: کون سے محکمے کے لئے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! صحت سے متعلق ہے۔ چونکہ آج صحت کا دن ہے اس لئے میں اسے highlight کر رہا ہوں کہ 3۔دسمبر 2013 کو محکمہ صحت کے سوالات میں وزیر صحت نے on record یہ کہا تھا کہ ڈی پی سی جنوری تک بلا لی جائے گی۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب تو ہو سکتے ہیں لیکن صحت صاحب نہیں ہو سکتے۔

سردار وقاص حسن موکل: وزیر صحت!

جناب سپیکر: وزیر صحت نے کیا کہا تھا؟

سردار وقاص حسن موکل: انہوں نے فرمایا تھا کہ جنوری میں ڈی پی سی بلا لی جائے گی لیکن میری اطلاع کے مطابق ابھی بھی ڈی پی سی نہیں بلائی گئی۔ اگر بلائی گئی ہے تو ہمیں اس کا کوئی ریکارڈ دکھا دیں۔ یہاں پر ایک precedent بنتا جا رہا ہے کہ ایک سوال کا جواب دے دیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس پر کوئی کارروائی نہیں ہوتی۔ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر کسی قسم کی کوئی discrepancy ہے تو میں خود محکمے میں جاؤں گا اور اس کے خلاف action لوں گا تو کیا action لیا گیا ہے چونکہ یہ اس سوال سے related تھا on the floor of the House ڈوگر صاحب والے سوال میں ہاں تھی اور میرے والے میں ناں تھی۔ آپ سے استدعا ہے کہ صرف جان چھڑانے کے لئے یہاں پر جو سوالوں کے اس طرح جواب دیئے جاتے ہیں، یہ کوئی کارروائی نہیں ہے۔ اگر اس مقدس ایوان کے اندر بھی سوال کا جواب اس طرح سے دیا جائے کہ ٹرک کی بتی کے پیچھے لگا دیا جائے اور کوئی اسے pursue نہ کرے۔ تین مہینے ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر سوال ہی ٹرک کی بتی کے پیچھے لگنے والا ہو تو پھر کیا کریں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ڈی پی سی ان خالی اسامیوں کے لئے تھی جہاں پر ڈاکٹرز اور ٹیچرز نے لگنا تھا۔

جناب سپیکر: اب آپ بیٹھیں، مہربانی۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں اس میں تجویز دینا چاہوں گا کہ اس معاملے کو thrash out ہونا چاہئے اس لئے آپ اسے Assurance Committee کو refer کر دیں تاکہ وہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی واضح ہو جائے۔

جناب سپیکر: کس بارے میں؟

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جو یہی ساری بات ہے اس بارے میں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! 2010 سے ابھی تک ڈی پی سی کیوں نہیں ہوئی؟

جناب سپیکر: جی، پتا کرتے ہیں۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کو خیریت ہے؟ جی، لغاری صاحب!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرے سوال کے جواب کا کیا بنا؟

جناب سپیکر: ابھی آپ کے سوال کا جواب پوچھتے ہیں۔

سردار محمد جمال خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں کوئی لاء ہے نہ آرڈر ہے۔ ڈیرہ غازی خان میں لاء اینڈ آرڈر کی ابتر ترین صورتحال اس المناک حد تک نیچے گر چکی ہے کہ پولیس کے ہمارے جو بہادر افسران ہیں، پولیس کے جو اہلکاران ہیں وہ جام شہادت نوش فرما رہے ہیں۔ اس وقت وہاں پر ڈاکو راج ہے، اس وقت پولیس کا total rigidness حال ہے، بارڈر ملٹری پولیس (BMP) اپنے فرائض ادا نہیں کر رہی ہے چونکہ اس وقت رشوت ستانی زوروں پر ہے۔ میں حکومتی پارٹی کا ایم پی اے ہو کر یہ شرمناک اعتراف کرنے پر مجبور ہو چکا ہوں۔ وہاں پر جو عام شہری ہیں چاہے کوئی امیر سے امیر ترین ہے چاہے ہمارا ایک ادنیٰ ایم پی اے سردار جاوید اختر لنڈ ہے۔ اگر وہ آج یہاں پر موجود ہیں تو خود اس بات کی گواہی دیں گے کہ ان کی قریبی عزیزہ کو باقاعدہ طور پر ڈیرہ غازی خان شہر کی حدود میں ڈاکوؤں نے آ کر لوٹا ان کے زیور اتارے گئے۔ جس وقت بتایا گیا کہ میں تو سردار جاوید اختر لنڈ کی قریبی عزیزہ ہوں تو ان سے کہا گیا کہ وہ ہمیں کوئی نوکری دے سکتا ہے؟ جاؤ جا کر اسے یہ بولو۔ اس حد تک حالات خراب ہو گئے ہیں، ایک لاڈی گینگ ہے جو تمن کھوسہ کے پہاڑ کے علاقے کے اندر اس وقت بہت اطمینان سے زندگی گزار رہا ہے، وہاں موٹر سائیکل سے لے کر پیٹر انجن تک، گاڑیوں سے لے کر بندوں تک ہر چیز کی وہاں باقاعدہ طور پر پناہ گاہ ہے۔ کیونکہ وہاں پر جا کر BMP ریڈ نہیں کرتی، پولیس کہتی ہے کہ یہ BMP کی حدود ہے اس لئے ہم وہاں پر نہیں جا سکتے اور اس وقت BMP equipped ہی نہیں ہے ان کی کئی سالوں سے پروموشنز نہیں ہوئیں، انہیں کوئی سہولت میسر نہیں ہے تو وہ وہاں پر جا کر کیا ریڈ کریں گے؟ اس وقت وہاں پر رینجرز یا فوج کی ضرورت ہے، مجھے

افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اس وقت پنجاب کی ریاستی مشینری اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ ان ڈاکوؤں سے شریف لوگوں کو چھٹکارا دلا سکے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! آپ کوئی چیز in writing لائیں تاکہ میں بھی کسی سے پوچھنے والا بنوں۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! میں in writing بھی دوں گا، دھرنے بھی دوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا ٹائم ہے اور آپ خود اپنا ٹائم خراب کر رہے ہیں۔ مجھے اعتراض نہیں ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جو important بات ہے، ہمارے جو issues ہیں جو آپ کے سامنے پیش کرنے ہیں ان کا یہی forum ہے اور یہیں پر بات کی جا سکتی ہے۔ میں ایک اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ اس لئے چاہتی ہوں اور میڈیا سے بھی گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ ہر issue کا ایک پہلو دکھا کر دوسرے پہلو کو نظر انداز کرنا غیر مناسب ہوتا ہے۔ ابھی کچھ دن پہلے کرکٹر عمر اکمل کے ساتھ ایک وارڈن صاحب کا جو issue ہوا وہ سب نے دیکھا۔ میرا ریکارڈ ہے کہ میں ہمیشہ کہتی ہوں کہ قانون کی بالادستی سب کے لئے ہونی چاہئے، یقیناً جہاں قانون کی خلاف ورزی ہو وہاں چالان ہونا چاہئے لیکن یہ اختیار کسی کو نہیں دیا جا سکتا کہ کوئی ہاتھا پائی کرے، کوئی کسی کی پگڑی اچھالے۔ یہ بات ایوان میں کر کے embarrassment ہوتی ہے اس لئے میں نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن اس وقت آپ نے وارڈنز کو جو empower کر دیا ہے۔ میں ابھی پچھلے مہینے ایک فن ریس پر مہمان تھی، میں وہاں کھڑی تھی تو ایک وارڈن صاحب وہاں آئے اور کہا کہ آپ گاڑی ہٹا لیجئے میں نے کہا کہ ریس پہنچ رہی ہے، وہاں اور گاڑیاں بھی کھڑی تھیں تو میں نے کہا کہ یہ کیوں کھڑی ہیں تو اس نے کہا کہ یہ انتظامیہ کی گاڑیاں ہیں۔ میں نے کہا کہ بھائی! بس ریس ابھی پہنچ رہی ہے اور میں سڑک پر کھڑی ہوئی اچھی نہیں لگتی جیسے ہی ریس آتی ہے میں اتر جاؤں گی اور گاڑی سائیڈ پر park کر دوں گی۔ اس دن سے اس وارڈن صاحب کی ego کا مسئلہ ہو گیا ہے اور بار بار وہ میری گاڑی روکتا ہے، وہ بغیر کسی وجہ، بغیر کسی چیز کے harass کرتا ہے اور اس نے کل میرے بارے میں میرے ڈرائیور کے ساتھ جو زبان استعمال کی ہے وہ ناقابل برداشت ہے۔ ان کو یہ اختیار دے دینا کہ یہ کسی کی بھی پگڑی اُچھالیں مناسب نہیں ہے۔ اگر میری کسی غلطی کی وجہ سے چالان بنتا ہے تو میں pay کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن بدتمیزی کرنا، یہ کہنا کہ ایم پی اے چور اور ڈاکو ہوتے ہیں

ناقابل برداشت ہے۔اس آدمی نے egoکا مسئلہ بنایا ہوا ہے۔اس کو یہ اختیار شاید ہم نے دیے دیا ہے۔اس وارڈن نے عمرا کمل کے اُوپر ہاتھ اُٹھایا لیکن آج تک کسی نے اس سے نہیں پوچھا کہ تمھیں عمرا کمل پر ہاتھ اُٹھانے اور اسے زخمی کرنے کا اختیار کس نے دیا ہے؟ چالان کرنے میں وہ حق بجانب تھا۔اگر میری گاڑی کی کوئی غلطی ہو اور وہ چالان کرے تو میں payکرنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ مجھے لکھ کر بھجوائیں۔آپ تحریک استحقاق moveکریں میں اس کا noticeلوں گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!اس نے میرے ڈرائیور کو pinpointکر لیا ہے۔ابھی کچھ دیر پہلے میرا ڈرائیور bikeپر تھا،وہ بازار جا رہا تھا اور اسے پھر اس وارڈن نے کھڑا کیا۔یہ کیا طریق کار ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ!میں کہہ رہا ہوں کہ آپ تحریک لائیں میں اس پر noticeلوں گا۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کو کیا ہوا؟

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر!میں ایک بہت ہی ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!یہ تحاریک التوائے کار کا وقت ہے،Point of orderمیں وقت ضائع کیا جا رہا ہے اور پھر آپ کہیں گے کہ وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی،بالکل جب وقت ختم ہو گیا تو میں کہوں گا۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر!ضلع قصور تھانہ گنڈا سنگھ میں دو روز پہلے چند ایک مسیحی بھٹہ مزدوروں کے گھروں پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترم!آپ یہ چیز in writingلے کر آئیں۔یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔This is no point of order. Don’t waste time.آپ کی بڑی مہربانی تشریف رکھیں۔
I will be grateful. Let me proceed further.

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کا شروع کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر733 ہے۔یہ جناب جہانزیب خان کھچی،جناب احمد خان بھچر اور محترمہ شنیلا رُوت صاحبہ کی طرف سے ہے۔اس کا جواب آنا تھا۔

دریاؤں اور نہروں میں فیکٹریوں اور سیوریج کا پانی ڈالنے سے آلودگی میں خطرناک حد تک اضافہ سے مختلف بیماریوں میں اضافہ

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ دریا، نہریں اور بیشتر نالے محکمہ آبپاشی کے کنٹرول میں ہیں۔ محکمہ آبپاشی کی اجازت سے بیشتر فیکٹریوں اور سیوریج کا آلودہ پانی ان دریاؤں، نہروں اور نالوں میں ڈالا جاتا ہے جس کے لئے محکمہ آبپاشی charges بھی وصول کرتا ہے۔

جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ صنعتی اور شہری آلودہ پانی مختلف نالوں کے ذریعے نہروں اور دریاؤں میں شامل ہو جاتا۔ تاہم یہ امر قابل ذکر ہے کہ نہروں اور دریاؤں کا پانی وافر مقدار میں موجود ہونے کی صورت میں صنعتی اور شہری آلودہ پانی کو رقیق کر دیتا ہے۔ مزید برآں چلتا ہوا آلودہ پانی ہوا سے آکسیجن جذب کرتا رہتا ہے جس سے آلودہ پانی کی قدرتی طور پر صفائی ہوتی رہتی ہے۔ اس طرح آبی آلودگی کے اثرات میں کافی حد تک کمی آ جاتی ہے۔ مذکورہ اخباری خبر میں Lead, Arsenic, Copper, Zinc اور دیگر زہریلے chemicals کا ذکر ہے جبکہ ان chemicals کی مقدار اور پانی کا نمونہ لینے کی جگہ سے متعلق کچھ بھی نہیں بتایا گیا۔ محکمہ تحفظ ماحول پنجاب کی لیبارٹری کے مختلف اوقات میں کئے گئے سروے اور تجزیے کے مطابق دریائے راوی، چناب، سندھ، جہلم اور ستلج میں مختلف دھاتوں کی مقدار قومی ماحولیاتی معیار سے متجاوز نہ ہے تاہم آلودہ پانی کا دریاؤں کے پانی میں گرنے کے مقامات کے قریب اگر دریا کا پانی وافر نہ ہو تو پانی میں حل شدہ آکسیجن کی مقدار میں کمی واقع ہو سکتی ہے جو آبی حیات کے لئے نقصان دہ ہے۔ اس طرح محکمہ آبپاشی کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ دریاؤں میں Copper کی مقدار سو فیصد مقررہ معیار کے اندر ہے جبکہ Lead 86 percent, Nickel 93 percent and Zinc 99.9 percent مقررہ معیار کے اندر ہے۔ محکمہ تحفظ ماحول اپنے قیام سے ہی پنجاب بھر میں صنعتی اداروں، ہسپتالوں، ہاؤسنگ کالونیوں اور دوسرے یونٹوں کے لئے ماحولیاتی آگاہی مہم چلا رہا ہے اور تادیبی کارروائی بھی کرتا رہتا ہے کہ وہ اپنے آلودہ پانی کو قومی ماحولیاتی معیار کے مطابق خارج کریں۔ محکمہ کی کوششوں سے چوبیس اضلاع میں 98 سے زیادہ فیکٹریوں نے Waste Water Treatment Plants لگائے ہیں۔ محکمہ کے 36 ضلعی آفیسر تحفظ ماحول اپنی علاقائی حدود میں صنعتی اور دوسرے یونٹوں کا وقتاً فوقتاً سروے کرتے رہتے ہیں اور آلودگی پیدا کرنے والے یونٹوں

کے خلاف ان کی رپورٹ کی بنیاد پر پنجاب تحفظ ماحول ایکٹ1997 کے تحت کارروائی کی جاتی ہے۔ محکمہ ہذا نے اب تک 3384یونٹوں کے خلاف عدم تعمیل کی بناء پر مقدمات تحفظ ماحول ٹربیونل لاہور میں دائر کئے ہیں۔ ٹربیونل نے 1120یونٹوں کے خلاف مقدمات کا فیصلہ کیا اور ان کو جرمانے کی سزا سنائی جبکہ 2229 مقدمات زیر سماعت ہیں۔ مزید عرض یہ ہے کہ فیصل آباد کے ایک حصہ کے سیوریج واٹر جس میں فیکٹریوں کا پانی بھی شامل ہوتا ہے کو واسا فیصل آباد treatment کر رہا ہے جبکہ واسا لاہور جاپان کی تکنیکی مدد سے لاہور میں Central Sewage and Waste Water Treatment Plant لگانے کے منصوبے پر کام کر رہا ہے۔ مزید برآں حکومت پنجاب نے خانیوال، میاں چنوں، کبیر والا، جہانیاں، ملتان، جلال پور پیر والا، قادر پور، بہاولپور، راجن پور، احمد پور شرقیہ اور کوٹ ادو کی تحصیلوں میں سیوریج کی treatment کے لئے Oxidation Plants بنائے ہیں۔ محکمہ تحفظ ماحول نے محکمہ آبپاشی سے بھی درخواست کی ہے کہ وہ Canal and DrainageAct,1873 کے تحت نہروں، نالوں اور دریاؤں میں فیکٹریوں کا آلودہ پانی ڈالنے پر کنٹرول کرے۔ محکمہ آبپاشی کے مطابق وہ اپنی بھی تادیبی کارروائی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ امر قابل ذکر ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ یکم اکتوبر کی خبر مسٹر آصف شہزاد، رپورٹر کے حوالے سے شائع ہوئی ہے تاہم خبر کے مندرجات کے بارے میں کوئی تحریری رپورٹ کسی طور پر بھی پیش ہوئی اور نہ ہی کسی رابطے کا ذکر کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! چراغ تلے اندھیرا نہ ہونے دیں۔ لاہور کی آلودگی لوگوں کو کافی خراب کر رہی ہے۔ ذرا اس پر پوری طرح غور کریں۔ صرف جواب پڑھنے سے کام نہیں چلتا۔ مہربانی کر کے اس پر practically کام بھی کریں۔ اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔ انشاءاللہ تعمیل ہو گی۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 741، شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

چک نمبرR-21/8تلمبہ تحصیل میاں چنوں کی رہائشی خاتون رضیہ کتے کے کاٹنے کی دوائی نہ ملنے سے جاں بحق

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس ضمن میں عرض ہے کہ رورل ہیلتھ سنٹر تلمبہ کے اوپی ڈی ریکارڈ کے مطابق رضیہ بی بی دختر ماسٹر رحم دین چک نمبرR-21/8کتا کاٹنے کا علاج معالجہ کے لئے نہیں لائی گئی بلکہ مورخہ25۔ستمبر2013کو وہ اپنے گھر میں ہی وفات پا گئی تھی۔سینئر میڈیکل آفیسر تلمبہ کے مطابق متذکرہ خاتون علاج کے لئے ایمرجنسی اور نہ ہی اوپی ڈی میں لائی گئی۔سینئر میڈیکل آفیسر رورل ہیلتھ سنٹر تلمبہ کے مطابق5۔ستمبر کو مناسب مقدار میںA.R.V Vaccine and anti-rabiesموجود تھی۔رضیہ بی بی کے عزیز واقارب کو رورل ہیلتھ سنٹر تلمبہ میںvaccineکر دی گئی تھی۔تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال کے ریکارڈ کے مطابق بھی رضیہ کے والدین وہاں نہیں گئے جبکہ وہاں بھی مناسب مقدار میںA.R.V Vaccineموجود تھی۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کا مفصل جواب آگیا ہے اس لئے اس کوdispose ofکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر891،سردار شہاب الدین خان کی ہے۔کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

ای ڈی او(صحت)لیہ کا عدالت کے حکم کے باوجود برخاست کمپیوٹر آپریٹرز کو بحال نہ کرنا

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس ضمن میں عرض ہے کہ عدالت عالیہ ملتان بنچ ملتان کے حکم مورخہ21-11-2013پر عملدرآمد کرتے ہوئے کمپیوٹر آپریٹر کےtermination orderجو کہ مورخہ27-09-2013کو ای ڈی او(صحت)لیہ کے دفتر سے جاری ہوئے تھے کوset-asideکر دیا گیا ہے۔عدالت عالیہ کا حکم موصول ہونے کے بعد کمپیوٹر آپریٹرز کو ان کے متعلقہ ہیلتھ سنٹر پر حاضری لگانے کا کہا گیا ہے۔اس ضمن میں مزید عرض یہ ہے کہ ان کمپیوٹر آپریٹرز کو2007میں اس وقت کے ای ڈی او(صحت)لیہ نے بنیادی سکیل نمبر15میں بھرتی کیا تھا جو کہ اس سکیل کے لئے موزوں نہ تھے۔لاہور ہائیکورٹ ملتان بنچ نے اپنے حکم میں کہا ہے

کہ ان کی appointment بنیادی سکیل نمبر 12 میں کی جائے، ان کو regular بھی کیا جائے اور یہ سارا سلسلہ دو ماہ میں مکمل کر دیا جائے گا ای ڈی او (ہیلتھ) لیہ نے اس ضمن میں کارروائی شروع کر دی ہے اور محکمہ صحت سے راہنمائی مانگ لی ہے۔ مذکورہ دفتر کی عدالت عالیہ کے حکم کے مطابق قانونی راہنمائی کی جائے گی اور عدالت عالیہ کے حکم کے مطابق درست طور پر اُن کی appointment کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو disposed of کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 893/13 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔ یہ تحریک پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک کو next week کے لئے pending کر دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ کسانوں کے گنے کی payment کی increase اور اس کے ساتھ اُن کے باقی allied مسائل کے حوالے سے یہ بڑی اہم تحریک تھی۔ آپ سے گزارش کروں گا کہ اگر اس تحریک کی باری next آنی ہے تو پھر اس پر پوری تیاری کر کے آئیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس تحریک کو next week پر نہ لے کر جائیں۔ ہم آپ کو دو دن دیتے ہیں آپ اس تحریک کا جواب جمعرات کو دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 904/13 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

گجرات شہر محکمہ اور ٹی ایم اے کے غیر ذمہ دارانہ عمل کی وجہ سے پینے کے پانی کے منصوبے سے محروم

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع گجرات میں پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ اور ٹی ایم اے کی غیر ذمہ داری کی وجہ سے حکومت پنجاب کی پینے کے صاف پانی کی پالیسی کے تحت گجرات شہر کو جو 17 ٹینک صاف پانی کے لئے مہیا کئے جاتے تھے، جن پر بنیادی طور پر 680 ملین روپے کا تخمینہ تھا، جو اب ایک ارب روپے سے بھی تجاوز کر چکا ہے لیکن

17واٹر ٹینکس میں سے صرف دو مکمل ہو سکے ہیں۔ منصوبہ جو تقریباً ساڑھے چار سال قبل شروع ہوا تھا آج بھی صرف زمیندار کالج اور عنایت پارک تک ہی مکمل ہو سکا ہے۔15 واٹر ٹینکس جو فی ٹینک ایک لاکھ گیلن ذخیرہ کر سکیں گے اور بقایا دو ٹینک پچاس ہزار گیلن ذخیرہ کر سکیں گے لیکن تلخ حقائق یہ ہیں کہ 13واٹر ٹینکس اب تک شروع ہی نہیں ہو سکے۔ اب تک پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ اور ٹی ایم اے کے درمیان ذمہ داری کا تعین بھی نہ ہو سکا ہے اور عوامی مفاد کا یہ اہم منصوبہ غیر ذمہ داری کا منہ بولتا ثبوت ہے جس کا فوری محاسبہ ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار 907/13 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق حکومتی عدم دلچسپی کی وجہ سے ایڈز کے مرض میں مسلسل اضافہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ایک general instruction جاری کریں کہ جوابات جلدی دیئے جائیں۔ آپ نے ہمیشہ مہربانی کی ہے۔ میں نے آپ کو پنجاب یونیورسٹی کے بارے میں تحریک التوائے کار کے تحت کہا تھا کہ اس کے پارکس کو کمرشل کیا جا رہا ہے۔ آپ نے مہربانی کی، بہر حال جواب صحیح نہیں تھا تو میری تحریک التوائے کار dispose of ہو گئی اور آپ کے کہنے پر میں خاموش ہو گیا۔ پنجاب یونیورسٹی کی 50 کنال زمین آج Daewoo کو دی جا رہی ہے جو میری اور آپ کی بھی یونیورسٹی ہے اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے اور معزز ممبران کی بھی وہ یونیورسٹی ہے۔ مجھے یونیورسٹی کا آڈیٹوریم دے دیا جائے جس قیمت پر کہتے ہیں مجھے آڈیٹوریم دے دیا جائے۔ معزز ممبران محنت کر کے اپنی تحاریک التوائے کار لاتے ہیں اور آپ کہتے رہتے ہیں کہ ان پر interest لیا جائے لیکن صرف یہی کچھ ہوتا ہے۔ ابھی آپ نے pollution کے بارے میں بات کی۔ میں پچھلے دو tenures میں بھی اور اس tenure میں بھی کہتا رہا ہوں کہ لاہور کا بیڑا غرق ہو رہا ہے اگر آپ ایکشن نہیں لیں گے تو تاریخ معاف نہیں کرے گی۔ جب میں پنجاب یونیورسٹی سے گزرتا ہوں تو خدا کی قسم آنکھیں بند کر لیتا ہوں کہ یہ وہ یونیورسٹی ہے جس نے ہمیں انسان بنایا تھا لیکن یہاں یہ کچھ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اقوام متحدہ کی حال ہی میں جاری شدہ رپورٹ کے مطابق پاکستان اُن بارہ ممالک میں شامل ہو چکا ہے جہاں پر ایڈز کا مرض پھیل رہا ہے۔ اقوام متحدہ کا یہ الارم جو پچھلے گیارہ سال سے ڈھکے چھپے انداز میں بج رہا تھا اور جس پر بروقت توجہ نہ دی گئی ہے۔ خدانخواستہ پاکستان سے جانے والے مسافروں پر پابندی کا باعث نہ بن جائے۔ Polio Vaccination کا حشر اور نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ ایڈز کے مرض کو ہم آج تک قالین کے نیچے چھپائے کسی قسم کی تحقیق اور بحث سے بھی اجتناب کرتے رہے ہیں۔ یہ معاملہ متعلقہ حکومتی اداروں کے ساتھ میڈیا نے بھی کبھی سنجیدگی سے نہ لیا ہے جس کی وجہ سے Sex Education ایک شجر ممنوعہ ہے لیکن اس کے اثرات ظاہر ہو گئے ہیں۔ نوجوانوں اور عام لوگوں میں ایڈز کی وجوہات سے لاعلمی، مجبور اور بے بس Sex Workers کا کردار اور حکومت یا غیر حکومتی اداروں کی اس میں دلچسپی کا نہ ہونا، نا کے مظاہرے لاہور کی سڑکوں پر سر عام ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔ تمام شہروں، قصبات، بس اڈوں، ٹرک اڈوں، پوش علاقوں، گیسٹ ہاؤسز، پبلک پارکوں اور گلی محلوں میں کاروبار جنس نتائج سے بے پرواہ رواں دواں ہیں۔ وقت آ گیا ہے کہ مزید ایک لمحہ ضائع کئے بغیر سکول سے لے کر کالج، یونیورسٹی، دیہات و قصبات اور چھوٹے بڑے شہروں میں پریس اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے لوگوں کو اس بیماری کے بارے میں آگاہی کی مہم چلائی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! محکمہ صحت حکومت پنجاب ایڈز کے مرض کی اہمیت سے بخوبی آگاہی رکھتا ہے اور سنجیدگی سے اس مرض کی روک تھام اور علاج پر کام کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں گزشتہ 15 سال سے پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام پر عملدرآمد کیا جا رہا ہے۔ یہ پروگرام ایڈز کے مرض کی روک تھام، تشخیص اور علاج پر سائنسی بنیادوں پر اقدامات کر رہا ہے۔ UNO ایڈز کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں HIV سے متاثرہ افراد کی تعداد 87 ہزار سے ایک لاکھ 25 ہزار ہے۔ پنجاب میں یہ تعداد تقریباً 50 سے 55 ہزار تک ہے لیکن یہ صرف ایک تخمینہ ہے حتمی طور پر پنجاب میں عام عوام میں HIV ایڈز کے مرض کی شرح تقریباً 0.1 فیصد سے بھی کم ہے۔ اس مرض کی شرح سرنج سے نشہ کرنے والے مریضوں میں 38 فیصد، خواجہ سراؤں میں

2.8 فیصد اور female sex workers میں 3. فیصد ہے۔ پنجاب میں 1988 سے اب تک تقریباً 5203 HIV سے متاثرہ افراد کی رپورٹیں ہوئیں۔ اب تک 2989 مریض علاج کے مراکز پر رجسٹر ہو چکے ہیں۔ پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام اپنے نو مشاورتی ٹیسٹ مراکز، 13 تشخیصی مراکز، نو علاج معالجہ کے مراکز اور چھ ماں سے بچوں میں منتقلی کی روک تھام کے مراکز کے ذریعے تشخیص اور علاج کی سہولتیں فراہم کر رہا ہے۔ یہ علاج کے مراکز پنجاب کے مختلف سرکاری ہسپتالوں میں جناح ہسپتال لاہور، میو ہسپتال لاہور، سروسز ہسپتال لاہور، شوکت خانم ہسپتال لاہور اور ڈی ایچ کیو ہسپتال سرگودھا، ڈی ایچ کیو ہسپتال ڈیرہ غازی خان، ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد میں سپیشل کلینک کے نام سے قائم کئے گئے ہیں۔ والدین سے بچوں میں منتقلی کی روک تھام کے مراکز سروسز ہسپتال، لیڈی ولنگٹن ہسپتال لاہور، ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد، ڈی ایچ کیو ہسپتال ڈیرہ غازی خان، ڈی ایچ کیو ہسپتال سرگودھا، عزیز بھٹی شہید ہسپتال گجرات میں قائم کئے گئے ہیں۔ ان مراکز پر تربیت یافتہ ڈاکٹروں اور کونسلروں کی خدمات مہیا کی گئی ہیں۔ جہاں تک sex education کا تعلق ہے ہمارا معاشرہ ابھی اس کے لئے تیار نہیں ہے تاہم جو گروپس اس مرض کا شکار ہو سکتے ہیں یا ہو چکے ہیں سرنج کے ذریعے نشہ کرنے والے اور sex workers کو براہِ راست ایڈز پروگرام کے ذریعے sex education پر معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام یہ سہولیات جیل میں بھی مہیا کر رہا ہے۔ گزشتہ سال 50 ہزار سے زائد قیدیوں کے HIV کے ٹیسٹ کئے گئے ہیں جن میں سے 308 قیدیوں میں یہ مرض پایا گیا ہے۔ پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام کی میڈیکل ٹیمیں قیدیوں کے علاج معالجہ کے لئے کام کر رہی ہیں۔ پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام حاملہ خواتین کو بھی اس مرض سے بچاؤ کی سہولیات فراہم کر رہا ہے۔ اب تک 96 حاملہ خواتین اس مرض میں مبتلا پائی گئی ہیں اور 61 حاملہ خواتین زچگی کے مراحل سے کامیابی سے گزر چکی ہیں۔ نو مولود بچے تمام HIV's سے محفوظ پائے گئے ہیں اگر یہ سہولیات زچگی کے دوران مہیا نہ کی جاتیں تو آدھے سے زیادہ بچے اس مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کیا آپ اس جواب سے مطمئن ہیں؟ نہیں۔ میری عرض یہ ہے کہ میں نے نشاندہی کی ہے کہ یہ ان وجوہات سے بڑھ رہا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! no discussion آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سن لیجئے کہ بارہ ممالک۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! no discussion آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات سن لیجئے۔ آپ نے آدھ آدھ گھنٹہ اجازت دی ہے۔ آپ نے کل میاں محمود الرشید صاحب کو اجازت دی ہے۔ ہمیں پانچ منٹ تو عنایت کیجئے۔ اگر یہ اتنی خوبصورت picture ہوتی جو پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بتائی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں کہ ان بارہ ممالک میں پاکستان کیوں شامل ہو گیا ہے؟ مجھے صرف یہ بتادیں کہ دنیا میں کتنے ممالک ہیں جہاں sex workers کو باقاعدہ لائسنسنگ کے تحت چیک کیا جاتا ہے اور یہ بھی بتادیں کہ یہ کام جو بڑھ رہا ہے انہوں نے ایک جگہ بھی نہیں بتائی کہ ہم ان جگہوں پر کوئی نہ کوئی آپریشن کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ کوئی particular question لے کے آئیں گے تو پھر اسے دیکھیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ particular question ہی ہے اور کیا ہے؟

جناب والا! اس قوم کا المیہ یہ ہے کہ ہم حقائق نہیں مانتے، ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارے مولوی نے یہ کہہ دیا ہے تو یہ نہ کرو۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ شکریہ۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 908 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا یہ pending کی جائے۔

جناب سپیکر: ابھی انہوں نے یہ تحریک التوائے کار پڑھنی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جواب ہو گا بھی تو کیا ہو گا؟ کچھ نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

حکومت پنجاب کی طرف سے شیخ زید ہسپتال لاہور کا بجٹ
آدھا کرنے سے ہسپتال مطلوبہ سہولیات سے محروم

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ شیخ زید ہسپتال جو ماضی قریب میں بہترین طبی سہولیات کا حامل تھا کسمپرسی کی حالت کو پہنچ گیا ہے۔ شیخ زید ہسپتال کا بجٹ جو مرکزی حکومت کے تحت 400 ملین کا تھا لیکن جیسے ہی یہ ہسپتال فروری 2012 میں پنجاب حکومت میں شامل ہوا۔ اس کے حالات اور سہولیات تیزی سے بگڑنا شروع ہو گئے۔ شیخ زید ہسپتال کے ساتھ شیخ خلیفہ بن زید سلطان النیہان میڈیکل اور ڈینٹل کالج، شیخ زید پوسٹ گریجویٹ میڈیکل کالج اور شیخ فاطمہ نرسنگ انسٹیٹیوٹ سب تیزی سے اپنا اصل مقام کھو رہے ہیں۔ اس پستی کی مختلف وجوہات کے ساتھ ایک اہم نکتہ ہسپتال کے بجٹ کا 480 ملین روپے سے 220 ملین روپے کرنا تھا۔ صاف ظاہر ہے کہ 48 کروڑ سے کم کر کے 22 کروڑ کے بجٹ سے افراط زر کے ان دنوں میں ہسپتال اپنا معیار کیسے قائم رکھ سکتا تھا۔ ایک لابی اس ہسپتال کو واپس مرکزی حکومت کو واپس دینے میں بھی سرگرم ہو چکی ہے۔ آج یہ ہسپتال تقریباً 23 کروڑ روپے سالانہ خسارے سے دوچار ہے۔ اس پر طرا امتیاز یہ کہ اس کے بورڈ آف گورنرز عضو معطل ہے۔ محترم اسحاق ڈار صاحب کی سرکردگی میں قائم کردہ کمیٹی کا پچھلے ایک سال سے کوئی اجلاس بھی نہ ہو سکا ہے۔ پنجاب حکومت کے ایک فیصلے کے مطابق میڈیکل کالج کی فیس 4 لاکھ سے کم کر کے 41 ہزار کر دی گئی ہے جس کے نتائج سامنے آ گئے ہیں۔ مزید حیران کن امر یہ ہے کہ کالج کی اپنی کوئی Permanent Faculty بھی نہ ہے اور 25 سے زیادہ پروفیسر حضرات کو ایڈہاک بنیادوں پر لے کر کام چلایا جا رہا ہے۔ بورڈ آف گورنرز کی عدم موجودگی اور Transition Committee کے فعال نہ ہونے کی وجہ سے ہر گزرتے ہوئے دن کے ساتھ شیخ زید ہسپتال مکمل خاتمے کی طرف رواں دواں ہے۔ ایک انتہائی اہم عوامی مفاد کے ادارے کے حالات کو فوری طور پر درستی کے لئے انقلابی اقدامات کی ضرورت ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: کیا اس تحریک التوائے کار کا جواب ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا اسے اگلے ہفتہ تک pending کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتہ کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 909 شیخ علاؤالدین صاحب اور محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ!

کپاس کی درآمدی حکومتی پالیسی سے قیمت کم ہونے سے کسان کو شدید مشکلات کا سامنا

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ درآمدی کپاس کی حکومتی پالیسی کی وجہ سے کسان یعنی (Cotton Growers) کو شدید نقصان کا سامنا ہے جس کی وجہ سے Ginners کے بھی بنک کرپسی کا شکار ہونے کا خدشہ ہے۔ آج صورتحال یہ ہے کہ پھٹی 2000 سے 2200 روپے فی چالیس کلوگرام بک رہی ہے جبکہ اس پر کسان کی لاگت 3500 روپے فی چالیس کلوگرام آ رہی ہے۔ ایک طرف محنت کش کسان کے آنسو پونچھنے والا کوئی نہ ہے اور دوسری طرف انتہائی قیمتی زرمبادلہ درآمدی کپاس پر ضائع کیا جا رہا ہے۔ بھارت لاگت سے کم ریٹ پر برآمد کر کے محض ہمارے محنت کش کسان کو نقصان پہنچانے کے لئے Dumping کر رہا ہے۔ ان حالات میں لاکھوں محنت کش کسان اور Ginners عجیب بے یقینی کی صورتحال سے دوچار ہیں، جس کا فوری کوئی حل ہونا چاہئے ورنہ کسان آئندہ کپاس کی کاشت سے منحرف ہو جائیں گے جس میں وہ حق بجانب بھی ہوں گے۔ ملک کے زرمبادلہ اور پورے ٹیکسٹائل سیکٹر پر جو اثرات ہوں گے اس کا اندازہ لگانا مشکل نہ ہے۔ امپورٹر مافیا مضبوط لابی کی وجہ سے ہمیشہ سے کسانوں کو اپنی مرضی کے ریٹ پر ان کی مصنوعات خریدتا ہے جو بڑا ظلم ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس کا جواب موصول ہو چکا ہے۔ گزشتہ سال2013 میں پاکستان خصوصاً پنجاب میں کپاس کی فصل عمدہ ہوئی ہے اور اس کی اوسط پیداوار بھی بہتر ہے۔Pakistan Cotton Ginners Association کی یکم دسمبر 2013 کی رپورٹ کے مطابق پاکستان کی ملوں میں کپاس کی ایک کروڑ 10 لاکھ 45 ہزار گانٹھیں اور پنجاب میں 75 لاکھ 65 ہزار 861 گانٹھیں موجود ہیں۔ اس وقت مارکیٹ میں کپاس کے نرخ 2600 روپے فی 40 کلوگرام ہیں اور یہ نرخ بین الاقوامی مارکیٹ سے منسلک ہیں۔ حکومت پنجاب کاشتکاروں کو بہتر نرخ دینے کے لئے کوشاں ہے۔

جناب سپیکر: یہ جواب آپ کو کب ملا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!یہ تحریک جب انہوں نے دی تھی تو اس کے بعد جلد ہی اس کا جواب2013 میں موصول ہو گیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ جواب پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!حکومت پنجاب کاشتکاروں کو بہتر نرخ دینے کے لئے کوشاں ہے۔ اس وقت صورتحال تشویشناک نہ ہے، نرخوں کی کمی کی صورت میں حکومت پنجاب متعلقہ اداروں کے ساتھ مل کر مناسب اقدامات کرے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اس میں اہم معاملہ یہ تھا کہ آپ نے امپورٹ کی اجازت ختم کرنی تھی تاکہ کسان کو اس کا حق مل جائے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ اگر امپورٹ نہ ہوتی تو کسان کے آنسو پونچھے جاتے۔امپورٹ مافیا APTMA ہے اور یہ rate down ہونے کی وجہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار 83 under Rule کے تحت dispose of کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر: اب غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں اور مفاد عامہ کی قراردادیں لیتے ہیں۔پہلی قرارداد محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی ہے۔ محترمہ!آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

خواتین کے ساتھ ہونے والے سائبر کرائمز کو کنٹرول کرنے کے لئے قوانین میں مناسب ترمیم کا مطالبہ

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر!شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ خواتین اور بچیوں کے خلاف بڑھتے ہوئے سائبر کرائمز پر قابو پانے کے لئے پہلے سے موجود قانون میں مناسب ترامیم کی جائیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ خواتین اور بچیوں کے خلاف بڑھتے ہوئے سائبر کرائمز پر قابو پانے کے لئے پہلے سے موجود قانون میں مناسب ترامیم کی جائیں۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سائبر کرائمز پر قانون سازی وفاقی حکومت کرتی ہے۔ اگر محترمہ اپنی قرارداد کو تھوڑا amend کر لیں کیونکہ یہ سفارش وفاقی حکومت سے کی جانی ہے۔اگر یہ amend کر کے دوبارہ قرارداد پیش کر دیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ اس کو amend کر کے دوبارہ پیش کر دیں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر!اس کو amend ابھی کر لیں کیونکہ اس میں ایک وفاقی حکومت کا ہی اضافہ کرنا ہے۔ میں اس کو ایسے پڑھ دیتی ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ اجازت دے دیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جب ہم کوئی قرارداد منظور کر کے وفاق میں بھیجتے ہیں تو اس کے follow up کا بھی کوئی مؤثر نظام ہونا چاہئے۔ یہ بڑی اچھی قرارداد ہے جو ہماری بہن نے پیش کی ہے۔ اس کا مسلسل follow up کر کے اسمبلی کو آگاہ کرنا چاہئے کہ اس میں کیا ہوا ہے اور اس کا کیا نتیجہ نکلا ہے؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ اپنی ترمیم شدہ قرارداد پڑھیں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں ترمیم شدہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ خواتین اور بچیوں کے خلاف بڑھتے ہوئے سائبر کرائمز پر قابو پانے کے لئے پہلے سے موجود قانون میں مناسب ترامیم کی جائیں۔"

جناب سپیکر: ترمیم شدہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ خواتین اور بچیوں کے خلاف بڑھتے ہوئے سائبر کرائمز پر قابو پانے کے لئے پہلے سے موجود قانون میں مناسب ترامیم کی جائیں۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کو oppose نہیں کرتا آپ question put کر دیں۔

جناب سپیکر: ترمیم شدہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ خواتین اور بچیوں کے خلاف بڑھتے ہوئے سائبر کرائمز پر قابو پانے کے لئے پہلے سے موجود قانون میں مناسب ترامیم کی جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: دوسری قرارداد محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کی طرف سے ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

گھریلو ملازمین پر ہونے والے تشدد کی روک تھام کے لئے قانون سازی کا مطالبہ

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ گھریلو ملازمین پر تشدد کی روک تھام اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے فوری طور پر قانون سازی کی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ گھریلو ملازمین پر تشدد کی روک تھام اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے فوری طور پر قانون سازی کی جائے۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ایوان کی رائے بھی ہے اور ویسے بھی قانون سازی اس سے متعلق قطعی طور پر کوئی قدغن نہیں ہے۔ Movers سمیت جتنے بھی معزز ممبران اس وقت ایوان میں موجود ہیں ان میں سے کوئی بھی صاحب یا صاحبہ جو پرائیویٹ ممبرز بل کے طور پر اس قانون سازی میں اس ایوان کی اور حکومت کی راہنمائی کریں میں انہیں welcome کروں گا کیونکہ یہ جو معاملہ ہے زیادہ تر اس کا تعلق انسانی حقوق سے ہے اور گھر، چادر اور چار دیواری کے تحفظ سے متعلقہ ہے۔ اس میں سب سے زیادہ اہم چیز یہ ہے کہ وہ کیا force یا mechanism ہو کہ لوگوں کے گھروں میں داخل ہو کر جو domestic torture ہے اس کو چیک کیا جا سکے؟ گھریلو تشدد میں نہ صرف ملازمین بلکہ اس میں بچے بھی آتے ہیں اور خواتین بھی آتی ہیں۔ یہ معاملہ حکومت کے بھی زیر غور ہے اور Law Department بھی اس کو دیکھ رہا ہے۔ معزز ممبران میں سے جو بھی پرائیویٹ ممبر بل کے طور پر اس کو لانا چاہے اس ایوان کی اور حکومت کی راہنمائی کرنا چاہے تو میں اس کو most welcome کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ اپنی اس قرارداد کے بارے میں کچھ کہنا چاہیں گی؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کو oppose کرتا لیکن ایوان کی رائے کے ساتھ ساتھ اس کے اوپر کوئی قدغن نہیں ہے۔ every member اس میں پرائیویٹ ممبر بل کے طور پر move کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، مجھے یہ قرارداد پیش تو کرنی پڑے گی۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ گھریلو ملازمین پر تشدد کی روک تھام اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے فوری طور پر قانون سازی کی جائے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب سپیکر: تیسری قرارداد رائے محمد عثمان خان کھرل کی طرف سے ہے وہ اسے پیش کریں۔ دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے؟

سرکاری ملازمین کی ریٹائرمنٹ پچیس سالہ سروس کی بجائے بیس سال کرنے کا مطالبہ

رائے محمد عثمان خان کھرل: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ سرکاری ملازمین کو پچیس کی بجائے بیس سالہ سروس کے بعد ریٹائرمنٹ کا حق دیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تو آپ کی رائے ہے۔ منسٹر صاحب سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا کہتے ہیں؟ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ سرکاری ملازمین کو پچیس کی بجائے بیس سالہ سروس کے بعد ریٹائرمنٹ کا حق دیا جائے۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! I oppose یہ مناسب نہیں ہے کہ اتنی جلدی ریٹائرمنٹ کی وجہ سے حکومت ایسے ملازمین سے جنہیں تھوڑا بہت experience حاصل ہو جاتا ہے کچھ عرصہ ملازمت کرنے کے بعد تو ان کے تجربے سے محروم ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے اس حد کو پچیس سال تک ہی رہنے دیا جائے تو مناسب ہے۔

جناب سپیکر: اب سوال کرتے ہیں دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے؟ آپ اس بارے میں کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔

رائے محمد عثمان خان کھرل: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اگر پچیس سال کی بجائے ہم بیس سالہ ریٹائرمنٹ رکھیں گے تو اس سے ملازمتوں کے نئے مواقع ملیں گے۔

پنجاب میں اتنی بے روزگاری ہو گئی ہے کہ پڑھے لکھے نوجوان بے روزگار پھر رہے ہیں۔ اگر کوئی اپنی مرضی سے ریٹائرمنٹ لینا چاہے میں نے اس میں کوئی condition نہیں رکھی کہ لازمی 20 سال میں ریٹائر کریں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پھر مناسب ہے کہ ملازمین کی مرضی کے اوپر ہی اس کو چھوڑ دیا جائے۔

جناب سپیکر: پھر اس قرارداد کا کیا کیا جائے؟ پڑھ تو میں دیتا ہوں باقی آپ کے مقدر ہیں۔ اگر واپس لینا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی: جناب سپیکر! ایک منٹ کا پوائنٹ آف آرڈر دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، ایک منٹ لیکن کاہے کے لئے؟ جی، کھچی صاحب!

جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: oppose کریں گے؟

جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی: جناب سپیکر! میں آپ کو تھوڑی سی detail بتاؤں گا اور پھر oppose کی بات تو بعد کی ہے۔ اس میں دو چیزیں ہیں کیونکہ بیس سے پچیس سال کا جو tenure ہے اس کے ساتھ 60 years کا بھی tenure آتا ہے۔ کئی دفعہ ملازم کی مدت ملازمت پچیس سال سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے لیکن وہ 60 years تک نہیں پہنچتا تو وہ ریٹائر نہیں ہوتا لہذا اس میں تھوڑا آپ یہ کر دیں کہ بے شک پچیس سال کو ہی رہنے دیں لیکن ایک strictly یہ کر دیں کہ اگر سرکاری ملازم یا افسر کی عمر ساٹھ سال سے کم بھی ہو گی تو پچیس سال اگر وہ پوری ملازمت کر لے تو اس کی ریٹائرمنٹ ہو جائے۔ اس کے برعکس اگر دوسری طرف جائیں تو وہ عمر میں آ جاتا ہے تو عمر کی وجہ سے پھر complications پیدا ہوتی ہیں۔ بس میری یہی تجویز ہے۔

جناب سپیکر: جی، رائے صاحب! آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ بتائیں۔

رائے محمد عثمان خان کھرل: جناب سپیکر! پھر study کر کے میں دوبارہ پیش کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: رائے صاحب! آپ اس قرارداد کو واپس لیتے ہیں؟

رائے محمد عثمان خان کھرل: جناب سپیکر! فی الحال واپس لے لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: رائے صاحب نے قرارداد واپس لے لی ہے۔ وہ withdraw کر گئے ہیں۔ چوتھی قرارداد چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

صوبہ میں جعلی اور غیر رجسٹرڈ ادویات بنانے والے افراد کے خلاف سخت سے سخت سزا مقرر کرنے مطالبہ

چودھری عامر سلطان چیمہ: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں جعلی اور غیر رجسٹرڈ ادویات پر پابندی لگائی جائے اور ایسے کاروبار میں ملوث افراد کے خلاف سخت سے سخت سزا مقرر کی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں جعلی اور غیر رجسٹرڈ ادویات پر پابندی لگائی جائے اور ایسے کاروبار میں ملوث افراد کے خلاف سخت سے سخت سزا مقرر کی جائے۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو oppose اس لئے کر رہا ہوں کہ عامر سلطان چیمہ صاحب نے سخت سے سخت سزا کی بات کی ہے۔ سزا تو پہلے موجود ہے یا تو وہ specifically اس کو بیان فرمائیں کہ کون سی سزا کو یہ لاگو کروانا چاہتے ہیں کیونکہ 2013 میں صوبہ بھر کے ڈرگ انسپکٹرز نے 56ہزار 126 میڈیکل اور pharmacies کو check کیا، 35ہزار 553 ادویات کے نمونہ جات برائے تجزیہ ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری بھجوائے گئے جن میں سے 470 نمونہ جات غیر معیاری اور 39 نمونہ جات جعلی ثابت ہوئے۔ 4ہزار 685 دکانوں کے چالان کئے گئے جبکہ 1820 دکانوں کو سر بمہر کیا گیا۔ اس دوران ڈرگ کورٹس میں ڈرگ انسپکٹرز کی طرف سے دائر مقدمات پر سزائیں ہوئی ہیں۔ اس میں already سات سال کی سزا ہے اور سزا کے ساتھ ساتھ 3 کروڑ 83 لاکھ 59ہزار روپے جرمانہ بھی کیا گیا ہے۔ یہ سزائیں تو اس سے پہلے موجود ہیں لیکن implementation کا مسئلہ ہے کہ اس کو مزید مؤثر طریقے سے implement کیا جائے۔ اگر چیمہ صاحب اس میں کوئی سزا کا ذکر فرماتے کہ وہ کون سی سزا کو سخت سے سخت کرنا چاہتے ہیں تو پھر مناسب تھا لیکن اس طرح سے یہ قرارداد vague ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں بھی اس کو oppose کر رہا ہوں اور اس پر بات کروں گا۔

جناب سپیکر: پہلے وہ بات کر لیں پھر آپ بھی کر لیجئے گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! مجھے دکھ ہے کہ حکومت نے بہانہ یہ بنا کر کہ سخت سے سخت سزا کو mention کیا جائے اس کو oppose کیا ہے جبکہ حکومت کو خود پتا ہے کہ جعلی ادویات کا کاروبار اس وقت ہو رہا ہے اور خاص طور پر ایسی ادویات جن کو رجسٹرڈ نہیں کیا جاتا اُن کو مختلف نام دے کر ان ادویات کا کاروبار کیا جا رہا ہے۔ یہاں پر ہربل ادویات اور حکیموں کا کاروبار ہو رہا ہے لیکن اس پر کوئی قانون سازی نہیں ہے۔ گزارش یہی تھی کہ آئین اور قانون کے مطابق جو سزا دی جا سکتی ہے اس پر عملدرآمد کرتے ہوئے سخت سے سخت سزا دی جائے تاکہ اس پر عمل ہو سکے لیکن حکومت نے اس کو oppose کیا ہے لہذا مجھے دکھ ہوا ہے اور میں اس دکھ سے اپنی قرارداد واپس لیتا ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس پر بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ان کے دکھ کی وجہ سے قرارداد واپس لے چکا ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کے دکھ کا مداوا کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں معاملہ یہ ہے کہ جو بھی متعلقہ قانون ہے اس میں جس سزا کو چیمہ صاحب چاہتے ہیں کہ تین سے پانچ سال کر دیا جائے یا سات سے دس سال کر دیا جائے تو اس کا طریق کار یہی ہے کہ اگر وہ Provincial Act ہے تو یہاں پر یہ بطور پرائیویٹ ممبر کے Bill بھی لا سکتے ہیں اور اگر وفاقی ایکٹ ہے تو یہ ایوان اس کی سفارش کر سکتا ہے لہذا specifically جہاں یہ سمجھتے ہیں کہ سزا کم ہے تو اس کو زیادہ کرنے کے لئے یہ Bill لا سکتے ہیں یا وفاقی حکومت سے سفارش کی قرارداد لا سکتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کو جو دکھ ہوا ہے اس کا مداوا اس طرح سے کر لیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سخت سے سخت سزا سے مراد یہ ہے کہ جو اتھارٹی سزا دیتی ہے اس میں جو mention سزا already ہے اس میں تین سے پانچ سال ہے لہذا تین سال کی بجائے پانچ سال دینے کی بات کی ہے مگر مزید پانچ کو چھ یا دس سال کے لئے نہیں کہا۔ اگر تین سے پانچ سال کی

سزا ہے تو تین سال کی بجائے پانچ سال دے دی جائے۔ گزارش یہی تھی کہ اگر یہ قرارداد منظور کر لی جاتی تو ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ اس پر عمل پیرا ہوتا۔

جناب سپیکر: آپ اس کی clauses دیکھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! پہلے ہی میں نے ان کے دکھ کی وجہ سے قرارداد واپس لے لی ہے تو اب ان کو چاہئے کہ وہ مزید مجھے دکھ نہ دیں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر کی بات سے آپ کو دکھ تو نہیں کرنا چاہئے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سزا ڈرگ کورٹ نے دینی ہے اور کورٹس کو اس قسم کی کوئی direction نہیں دی جا سکتی کہ آپ سزا تین یا ساڑھے تین سال دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے صرف دو تین باتیں کرنی ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! "جس پہ تھا تکیہ وہی پتّے ہوا دینے لگے" اب آپ کیا کریں گے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس پر گزارش کرنے لگا ہوں۔

(اس مرحلہ پر وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے اور معزز ممبران حزب اقتدار نے "شیر آیا، شیر آیا" کی نعرہ بازی کی)

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! چیف منسٹر صاحب ایوان میں تشریف لائے ہیں اس پر میں اُن کو welcome کرتا ہوں۔ میں اس حوالے سے دو باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: اس قرارداد کے حوالے سے میں بات کرتا ہوں کہ mostly ہمارا concern allopathic medicines پر ہوتا ہے لیکن آپ دیکھیں کہ ہمارے جتنے بھی اُردو کے اخبارات ہیں ان کا جمعہ کے روز میگزین شائع ہوتا ہے اس میں کئی کئی صفحات کے اشتہار ہربل ادویات کے حوالے سے یعنی قد بڑا کرنے کے لئے، موٹاپا کم کرنے کے لئے اور sexual کمزوری کو دُور کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ قد بڑا کرنے کے لئے میرے لئے کہہ رہے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ serious بات کر رہا ہوں کہ وہ اُن ادویات کے اندر steroid استعمال کرتے ہیں جس میں لوگ exploit ہوتے ہیں لہذا اس کو check کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح باہر advanced countries میں سوائے پیراسیٹامول یا اسپرین کے کوئی میڈیکل سٹور ڈاکٹر کی prescription کے بغیر دوائی نہیں دے سکتا۔ اب اگر اس طرح کی قانون سازی ہم کر لیں تو اس کے نتیجے میں بہت ساری چیزیں بہتری کی طرف مائل ہو سکتی ہیں۔

جناب سپیکر! تیسری بات اسی حوالے سے مجھے یہ عرض کرنی ہے کہ محکمہ کے قاعدے قوانین کے اندر تبدیلی کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم نے ادویات کی purchase کا جو طریق کار بنایا ہوا ہے اس میں ہم یہ طے کرتے ہیں کہ bidding کے ذریعے کم از کم قیمت پر جو دوائی دیتا ہے وہ ہم لینے کی بات کرتے ہیں لیکن اس کے نتیجہ میں ہوتا یہ ہے کہ third class کمپنیوں کی ادویات تمام ہسپتالوں میں آ جاتی ہیں اور میں خود اس کو دیکھتا ہوں کہ بہت ہی ناکارہ قسم کی کمپنیاں ہوتی ہیں بلکہ ایسی بھی کمپنیاں ہوتی ہیں جن کا کوئی وجود ہی نہیں ہوتا۔ اُن کی دوائی مارکیٹ میں میسر نہیں ہوتی لیکن ہسپتالوں میں اُن کی دوائی موجود ہوتی ہے۔ یہ قرارداد بہت اچھی ہے اس لئے اس پر ہمیں بیٹھ کر کسی نتیجہ خیزی کی طرف جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! وہ withdraw کر گئے ہیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: وہ تو ٹھیک ہے لیکن بحث برائے بحث تو چل رہی ہے۔

جناب سپیکر: کس بات پر بحث کریں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے اس حوالے سے محکمے کے notice میں لانا تھا جو میں لے آیا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات notice میں آ گئی ہے لیکن وہ تو اپنی قرارداد کو withdraw کر گئے ہیں۔
What should I do now?

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ بااختیار ہیں لہذا اس حوالے سے آپ کوئی کمیٹی بنا دیں تو گاڑی آگے چل پڑے گی۔

جناب سپیکر: چلیں، یہ گورنمنٹ کے notice میں آ گیا ہے وہ خود اس بارے میں notice لیں گے۔ اگر آپ دوبارہ یہ قرارداد لانا چاہتے ہیں تو لے آئیں پھر میں اس کو take up کروں گا۔ پانچویں قرارداد محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

صوبہ میں تدفین کے لئے مفت قبر کی فراہمی کا مطالبہ

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے قبرستانوں میں تدفین کے لئے مفت قبر کی فراہمی یقینی بنائی جائے"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے قبرستانوں میں تدفین کے لئے مفت قبر کی فراہمی یقینی بنائی جائے"

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں پہلے سے ہی تدفین کے لئے قبر کی فراہمی without any charge ہے۔ صرف یہ ہے کہ بڑے قبرستان جیسے میانی صاحب یا دوسرے قبرستان ہیں تو وہاں پر لوگوں نے قبرستانوں کی دیکھ بھال کے لئے اپنے طور پر پرائیویٹ سوسائٹیاں بنائی ہوئی ہیں جو دیکھ بھال کی بنیاد پر کوئی معمولی سی فیس charge کرتے ہیں جو اُن قبرستانوں پر ہی خرچ ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: تھوڑا سا گورنمنٹ بھی اس کو کر لے تو کیا حرج ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گورنمنٹ کی طرف سے قطعاً کسی قسم کی کوئی فیس charge نہیں کی جاتی۔

جناب سپیکر: اس پر تھوڑی سی مہربانی کریں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ کیا فرما رہے ہیں؟

جناب سپیکر: گورنمنٹ اتنے اخراجات برداشت کر لے۔ اس حوالے سے میں بھی request کرتا ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جہاں تک گورنمنٹ کا تعلق ہے تو وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے پچھلے سال ایک ارب روپیہ قبرستانوں کی چار دیواری، جنازگاہوں کی تعمیر اور دیگر سہولتوں کے لئے مختص کیا تھا۔ تقریباً ایک ارب روپیہ پچھلے سال مختلف قبرستانوں پر خرچ کیا گیا ہے لیکن گورنمنٹ کی طرف سے قطعاً کسی قسم کا کوئی charge نہیں ہے۔ اگر وہاں پر کوئی سوسائٹیاں بنی ہیں تو اُن کا اپنا مقامی سطح پر کوئی arrangement ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! سوسائٹی کی بات نہیں ہے بلکہ وہاں پر قبر کا ریٹ پانچ ہزار روپے minimum ہے اور اس سے کم کسی کو بھی قبر available نہیں ہوتی خواہ وہ کوئی بھی جگہ ہو۔

جناب سپیکر: آپ اس کا کوئی solid proof دیں تاکہ میں ان سے بات بھی کروں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! یہاں ہزاروں لوگ بیٹھے ہوئے ہیں کیا ان سے کسی نے کسی مردہ کو قبر خریدے بغیر دفنایا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں، آپ کوئی particular case بتائیں تو میں ان کے ساتھ بات کرتا ہوں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں بتاتی ہوں کہ ہمارے جتنے بھی لوگوں کی وفات ہوئی ہے اُن کو قبر خرید کر ہی دفنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کہیں بھی مفت قبر نہیں ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر زیادہ بحث کرنا مناسب نہیں ہے۔ محترمہ کسی بھی قبرستان کی جس میں ہزاروں روپے کی کوئی بات ہو رہی ہے تو اگر ان کے پاس کوئی information ہے تو یہ میرے ساتھ share کرلیں ہم اس کو check کروا لیتے ہیں۔ اگر ایسی کوئی practice ہے کہ کسی جگہ پر ہزاروں روپے وصول کئے جا رہے ہیں تو وہ بالکل غلط ہے، اس کو فوری طور پر بند کروا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں۔ Hear say is no evidence اگر آپ کے پاس کوئی proof ہے تو مجھے دیں؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں رسید لے کر آؤں یا مردہ؟

جناب سپیکر: اس کے عزیز واقارب بھی ہوتے ہیں جنہوں نے پیسے دینے ہوتے ہیں جیسے آپ کہہ رہی ہیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں یہی بتا رہی ہوں کہ ہمارے جتنے عزیز فوت ہوئے ہیں ہم نے قبر کے لئے pay کیا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب آپ کو پتا ہے کہ fate کیا ہونا ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ مجھے رسید فراہم کردیں۔ اگر کسی قبرستان میں قبر کی فراہمی کی بنیاد پر کوئی charge لیا جارہا ہے تو وہ بالکل غیر قانونی ہے اُس کو بالکل ہم ختم کروائیں گے۔ باقی پرائیویٹ سوسائٹیوں میں بھی زیادہ فیس وصول کی جا رہی ہے تو اُن کو بھی check کر لیتے ہیں اور اس کو بھی ختم کروادیں گے۔ اس سلسلے میں قبرستانوں کی فلاح یا حفاظت کے لئے گورنمنٹ نے پچھلے سال بھی رقم مختص کی تھی اور اس سال بھی کر رہی ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ہم ثبوت بھی لے آئیں گے لیکن مجھے ٹائم دیں تاکہ اس کا ثبوت بھی آپ کو لادوں۔

جناب سپیکر: چلیں، اس کو ہم pending کر لیتے ہیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: ٹھیک ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے کہ تمام ممبران کو معزز ممبران اسمبلی کہتے ہیں۔ اگر کوئی معزز ممبر اسمبلی on the floor of the House بات کر رہا ہے اور اس سے ثبوت مانگا جارہا ہے تو یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ یہ precedent اچھا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! دیکھیں، کوئی particular چیز سامنے ہو تو میں اُس کا notice لوں۔ It doesn't look nice.

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: حضرت صاحب! آپ کو کیا ہوا؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے یہ ہوا ہے کہ قبرستانوں سے متعلق محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ نے جو قرارداد پیش کی ہے تو ہمارے لئے یہ مشکل ہے اور میری یہ تجویز ہوگی کہ پختہ قبریں بنانے پر پابندی لگا دی جائے۔ اگر پختہ قبریں بنتی رہیں خواہ کوئی بھی قبرستان ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! تو ایک وقت ایسا آئے گا کہ قبرستانوں میں دفنانے کے لئے کچی قبر کی جگہ بھی نہیں ملے گی اس لئے کچی قبریں بنائی جائیں اور پختہ قبریں بنانے پر پابندی لگائی جائے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ اور مہربانی۔ آپ کو یہاں پر تو ایسی بات کرنی ہی نہیں چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): شکریہ۔ جناب سپیکر! آج قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف کی اس ایوان میں آمد کی خوشی میں ہم نے مٹھائی تقسیم کرنے کا پروگرام بنایا ہے اور سٹاف کو میں نے بھیج دیا ہے کہ وہ نرالہ سویٹ یا گورمے نہیں بلکہ بٹ سویٹس سے مٹھائی لے کر آئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میاں صاحب! مٹھائی آپ باہر تقسیم کریں اور ایوان میں نہ لائیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں میاں محمد شہباز شریف کو اس ایوان میں آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں اور ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ آج ان کے آنے کی یہ برکت ہے کہ تمام وزراء صاحبان بھی یہاں پر موجود ہیں اور تمام ممبران اسمبلی بھی موجود ہیں۔ میں صبح جب آیا تو پریشان تھا کہ آج یہ "افرا دفرا" مچی ہوئی ہے اور پورے اس ایوان کے اندر کیا ہونے جا رہا ہے---

جناب سپیکر: اچھا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! مجھے کسی نے سیڑھیوں میں بتایا کہ آج قائد ایوان تشریف لا رہے ہیں۔ میں انہیں خوش آمدید کہتا ہوں اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایوان پنجاب کا سب سے اہم ایوان ہے۔ اگر وہ اپنی گوناگوں مصروفیات میں سے اس ایوان کے لئے بھی تھوڑا سا وقت نکال لیا کریں تو اس کی efficiency double ہو جائے گی۔ یہ تمام وزراء جو پورے سیشن میں ہم نے نہیں دیکھے، کبھی دو بیٹھے ہوئے ہیں، کبھی تین بیٹھے ہیں اور کبھی چار بیٹھے ہوئے ہیں جبکہ یہی حال ایم پی ایز کا ہے تو میری ان سے گزارش ہو گی کہ جن دنوں اسمبلی سیشن میں ہو تو وہ کم از کم ہفتے میں ایک آدھ یا دو دفعہ ضرور اسمبلی کے ایوان میں آیا کریں اور جس طرح وہ آج بتا کے آئے تھے بتا کر نہ آیا کریں بلکہ ان کی چھاپہ مار کارروائی ہونی چاہئے کہ وہ

کب آرہے ہیں۔ پھر انہیں اپنے وزراء اور باقی لوگوں کی کارکردگی اور حاضری کا اندازہ ہوگا کہ یہ ایوان کس کسمپرسی کے عالم میں ان کی توجہ کے بغیر چل رہا ہوتا ہے۔ میں اپوزیشن کی طرف سے ان کی اس ایوان میں آمد پر انہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی اور شکریہ۔ جی، قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف آپ سے مخاطب ہیں۔ Thank you for the good gesture (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعلیٰ کا ایوان سے خطاب

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے چند معروضات پیش کرنے کا وقت دیا۔ قائد حزب اختلاف نے مٹھائی اور ڈبے منگوانے کا ذکر کیا۔ مجھے کہنا تو نہیں چاہئے کیونکہ میرے لئے انتہائی لائق احترام ہیں اور میرے پرانے colleague ہیں۔ کاش! جب میری طبیعت علیل تھی تو اس وقت میرا حال پوچھ لیتے۔۔۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): کہ میاں محمد شہباز شریف! آپ کی طبیعت کیسی ہے اور سنا ہے، اخبار میں پڑھا ہے کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، مجھے خط لکھ دیتے تو آج میں ان کی مٹھائی قبول کر لیتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بہرکیف میں ان کی تجویز کو ہمیشہ وزن دیتا ہوں اور انشاء اللہ اس کا احترام کروں گا۔ رہی بات آج ایوان کی اس رونق کی تو (ایوان میں بیٹھے ہوئے معزز ممبران اسمبلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) یہ مسلم لیگ (ن) کے شیر ہیں جو کہ اللہ کے شیر ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ کے علم میں ہے کہ انتخابات ہوئے آٹھ ماہ گزر چکے اور اس ملک کے اندر سب سے بڑے دو چیلنجز ہیں جن میں سے ایک militancy دہشت گردی اور دوسرا electricity بجلی کا بحران ہے۔ یہ میرا نہیں بلکہ پورے اس معزز ایوان کا believe ہے اور ان کی یہ conviction ہے کہ اگر بجلی کے بحران کو حل کرنے کے لئے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف جس تگ و دو میں مصروف ہیں اور کوشش کر رہے ہیں، اس کو حل کرنے کے لئے یقیناً وقت بھی درکار ہے، وسائل درکار ہیں اور سرمایہ بھی درکار ہے جس کے لئے بھرپور کوشش کی جا رہی ہے۔ میں آپ کو انتہائی ذمہ داری سے عرض کرتا ہوں کہ شاید پاکستان کی تاریخ میں اگر پہلی بار نہیں تو پچھلی کئی دہائیوں میں پہلی مرتبہ بجلی اور

گیس کی چوری کے حوالے سے پنجاب میں جو مجھے ذمہ داری وفاق نے دی تھی، اس کے حوالے سے جو ہم نے اقدامات کئے، میں پوری ذمہ داری سے اور بلا خوف و تردید عرض کر سکتا ہوں کہ اس سے نہ صرف اربوں روپے بچائے گئے بلکہ جو بجلی یا گیس چوری ہوتی تھی، اس کو مہیا کر کے جس قدر بھی اس کو ہم صنعت و حرفت اور گھریلو صارفین کے لئے لا سکتے تھے ہم لے کر آئے اور یہ کوئی زبانی جمع خرچ کی بات نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ فیصل آباد کے ان بجلی چوروں کو دیکھیں چند ماہ قبل جنہیں ہتھکڑی لگی تھی، لاہور میں اور ہر جگہ، اس پر شور و غل ہوا کہ ایک طرف تو معیشت ماضی کی بعض حکومتوں کی بدترین کرپشن اور دوسری ان کی خیانت اور غفلت کی بنیاد پر slow ہے اور اوپر سے یہ کام بجلی چوروں کے خلاف شروع ہو گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ بجلی اور گیس چوری کرنا نہ صرف ایک بدترین جرم ہے بلکہ یہ صنعت و حرفت میں بذات خود جو لوگ ایمانداری سے بجلی کے بل اور گیس کے بل ادا کرتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ان کے خلاف بہت بڑا محاذ ہے جو کہ اسی سیکٹر کے اندر جو غیر صحت مند رجحانات unhealthy competition کو فروغ دیتا ہے، قومی وسائل کی لوٹ مار ہوتی ہے اور بندر بانٹ ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے جو کام کیا گیا انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ اس میں مزید اضافہ ہو گا اور بتدریج بجلی اور گیس کی چوری پنجاب کے اندر جب تک ختم نہیں ہو گی میں، میری حکومت اور یہ ایوان چین سے نہیں بیٹھے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس سے آگے بڑھتے ہیں کہ بجلی کے نئے منصوبے اور نئی پالیسی، پاکستان کے حوالے سے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اور ان کی حکومت نے گڈانی کو جو صوبہ بلوچستان کا حصہ ہے مگر کراچی سے ایک گھنٹے کی مسافت ہے، اس کو Coal Based Power Plants کے لئے declare کر دیا ہوا ہے یعنی وہ green field ہے اور وہاں پر کچھ نہیں ہے یعنی وہاں پر گھاس ہے نہ کچھ اور ہے۔ اسے green field کے طور پر شروع کر دیا گیا ہے اور اس کے اوپر ابتدائی کام بڑی تیزی سے جاری ہے۔ تھر کول پر آپ نے ابھی چند دن پہلے دیکھا کہ سندھ حکومت اس پر جو منصوبہ بندی کر رہی ہے، وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے وہاں پر تھر کول پر جا کر foundation stone رکھا اور کل Council of Common Interest میں سندھ حکومت کو، یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ سندھ حکومت کو Council of Common Interest میں جس کی سربراہی وزیراعظم پاکستان کرتے ہیں اور چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ وہاں پر موجود ہوتے ہیں، وہاں پر coal کی mine یعنی coal

نکالنے کے لئے اس پر sovereign guarantee نے دینے کا کل فیصلہ کیا ہے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت سندھ کو اب بہت سہولت ملے گی۔ تاکہ وہاں پر coal mine سے وہ آئندہ آنے والے مہینوں اور سالوں میں بجلی پیدا کر سکے۔ اس سال کے اکتوبر یا نومبر میں جو Natural Liquid Gas جسے LNG کہتے ہیں وہ انشاء اللہ پاکستان میں آجائے گی۔ یہ وہ کاوشیں ہیں جو وفاقی سطح پر جاری ہیں۔ کوئلے کی بنیاد پر LNG اور دوسرے منصوبہ بندی کے اقدامات کئے جا رہے ہیں اور کئے گئے ہیں۔ پورٹ قاسم میں کوئلوں کی بنیاد پر 600 میگاواٹ کے دو ابتدائی کام بڑی تیزی سے جاری ہیں۔ اس پر حکومت پاکستان، چین اور قطر کی گورنمنٹ participate کر رہی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ بتاتا چلا جاؤں کہ LNG وہ منصوبہ ہے جو بخدا آج سے تین چار سال پہلے پاکستان میں جاری و ساری ہوتا لیکن جس طرح باقی منصوبے ماضی میں بدترین کرپشن کی نذر ہوئے یہ منصوبہ بھی کرپشن کی نذر ہو گیا حالانکہ کمپنی آچکی تھی۔ ہماری جو پچھلی حکومت تھی، ہمارے knowledge میں بھی تھا ہم نے اُس وقت وفاق سے بہت کوشش کی لیکن کرپشن، حرص اور لالچ یہ تمام چیزیں آڑے آگئیں جس کی وجہ سے یہ گیس پاکستان نہ آسکی۔ اب الحمد للہ میں یہ ذمہ داری سے عرض کر سکتا ہوں کہ وفاقی منسٹر شاہد خاقان عباسی صاحب نے contract بڑے شفاف طریقے سے ایوارڈ کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے گھر بڑی امید ہے کہ انشاء اللہ اس سال اکتوبر، نومبر میں یہ گیس پاکستان میں آچکی ہو گی۔ یہ گیس پنجاب کی تمام صنعتوں اور معیشت کو available ہو گی۔

جناب سپیکر! اب آئیے پنجاب کی طرف۔ میں اس معزز ایوان اور قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے آج سے دو سال پہلے نندی پور کے بارے میں بات کی تھی۔ اس وقت یہاں میری حکومت نے اور جو ہمارے نیشنل اسمبلی میں مسلم لیگ (ن) کے معزز پارلیمنٹیرین تھے ہم سب نے مل کر نندی پور کے اوپر آواز اٹھائی تھی۔ نندی پور جس پر پاکستان 30۔ارب روپیہ اپنے خون پسینے کی کمائی سے خرچ کر چکا تھا اور باہر سے بھی قرضے لئے تھے مگر وہ پلانٹ اڑھائی تین سال سے کراچی کی بندرگاہ پر پڑا تھا۔ وہ زنگ آلود ہو چکا تھا اور وہاں چوری ہو چکی تھی۔ آپ نے پچھلے چند مہینوں میں ٹیلیویژن پر دیکھا ہو گا کہ کس طرح وہاں اُن کی کیبلیں چوری کر لی گئیں اور پلانٹ پر زنگ لگ چکا تھا۔ چین کی کمپنی مہینوں نہیں بلکہ ڈیڑھ سال یہاں رہ کر واپس جا چکی تھی کہ شاید پاکستان کو بجلی نہیں چاہئے، یہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں اور پاکستان کے گھر گھر سولر پلانٹس لگے ہیں۔ وہ لوگ واپس چلے گئے۔ جب ہماری حکومت بنی پھر ہم نے ان کو

دوبارہ آمادہ کیا، میں خود چین گیا اور ان سے مذاکرات کئے۔ انہوں نے ہم سے کہا کہ ہم کس طرح یقین کر لیں کیونکہ آپ نے ماضی میں اپنے ہی پیسوں سے ایک منصوبے کا بیڑا غرق کر دیا تھا۔ آپ کو شاید بجلی کی ضرورت نہیں بلکہ آپ کو ہماری بھی ضرورت نہیں ہے۔ اب آپ آئے ہیں اس لئے ہمیں judge کرنا ہو گا کہ واقعی آپ اس میں serious ہیں یا نہیں؟ میں اس ایوان کی خدمت میں مختصر بتانا چاہتا ہوں کہ وہ نندی پور کا پلانٹ جو کراچی میں اڑھائی تین سال سے پڑا تھا، زنگ آلود ہو رہا تھا اور پاکستان اندھیروں میں ڈوب رہا تھا اس وقت وہ پورے کا پورا پلانٹ نہ صرف نندی پور پہنچ چکا ہے بلکہ وہاں اس وقت سینکڑوں پاکستانی اور چینی انجینئرز اس کو دوبارہ functional کرنے کے لئے دن رات کام کر رہے ہیں۔ کتنے افسوس اور بد قسمتی کی بات ہے کہ ہم ایک طرف انتہا غربت میں پہنچ چکے ہیں، کشکول لئے پھرتے ہیں اور دوسری طرف پاکستان کو اس پلانٹ پر 27۔ارب روپے مزید خرچ کرنا پڑا۔ 30۔ارب روپے جمع 27۔ارب روپے یعنی 57۔ارب روپیہ خرچ کرنا پڑا۔ آپ اندازہ کیجئے کہ یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک طرف ہم اپنے پاؤں پر کلہاڑی چلا رہے ہوں، اپنے ملک کو لوٹ رہے ہوں اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ پاکستان first ہے، پاکستان ایک اسلامی ملک ہے جو دنیا کے نقشے پر بہت مضبوط اور خوشحال ملک بن کر آئے گا۔ 27۔ارب روپیہ جو فالتو خرچ ہوا جو کمپنیوں کو دیا جا چکا اور اس پر ہمیں ایک ارب روپے زیادہ demurrage پڑا یعنی بلا جواز کراچی کی بندرگاہ پر جس کو تاوان کہتے ہیں اس پر ایک ارب روپے زیادہ demurrage پڑا ایسا ملک جس میں تیل، سونا، چاندی اور جواہرات نکلتے ہوں۔ دنیا میں کون سا ایسا ملک ہے جو اس طرح کی شاہ خرچی برداشت کر سکتا ہے؟ یہ انتہائی دکھ اور تکلیف کی کہانی اب ماضی کی کہانی ہے۔ جب ہم نے چین کے ساتھ دوبارہ معاہدہ sign کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم پہلا پلانٹ نومبر میں چلائیں گے۔ ہم نے بڑی کوشش کی کہ نومبر بہت دور ہے آپ پہلے چلائیں لیکن انہوں نے کہا کہ ہم اس سے پہلے نہیں چلا سکتے کیونکہ چین سے ابھی مزید سامان آنا ہے اور ہمارے انجینئرز بھی آنے ہیں اس لئے آپ ہمیں مجبور نہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ یہ پلانٹ ہم آپ کو نومبر 2014 میں چلا کر دیں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا بے پایاں فضل و کرم ہے، اس پنجاب حکومت کو یہ کریڈٹ جاتا ہے اور جو لوگ وہاں پر کام کر رہے ہیں ان کو کریڈٹ جاتا ہے کہ جب چینی delegation تین ماہ پہلے نندی پور آیا، میں بھی وہاں جا کر ان سے ملا وہ دیکھ کر حیران و پریشان ہو گئے کہ یہ کس طرح مشینری آ رہی ہے اور کام ہو رہا ہے۔ آج میں اس ایوان کو انتہائی عاجزی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بتانا چاہتا ہوں کہ وہ معاہدہ

جس کے تحت پہلی turbine نومبر میں چلنی تھی یا سوڈیڑھ سو میگاواٹ بجلی نومبر میں آنی تھی اب الحمدللہ ابھی اپریل مئی میں وہاں پر بجلی پیدا ہو جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! انشاء اللہ مالک کو منظور ہوا تو نندی پور کے پراجیکٹ پر اپریل مئی میں پہلی turbine functional ہو گی، بجلی پیدا ہو رہی ہو گی اور وہ national bid پر آ رہی ہو گی۔ یہ وہ مثال ہے کہ لوٹ مار، لالچ، بدترین حرص اور مجرمانہ غفلت جس نے پاکستان کو یہاں تک پہنچایا اور اس کی مثال میں نے پیش کی۔ اب جس طرح میں نے عرض کیا کہ اس منصوبے کا پہلا یونٹ مئی میں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو وہ چل پڑے گا اور بجلی مہیا ہو رہی ہو گی۔ جو گزر چکا اور ہو چکا اس کا میں اور آپ کچھ نہیں کر سکتے کہ اس پر 27۔ارب روپے فالتو خرچ ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک خون کے آنسو بہاتا ہے کہ اتنی بے دردی سے ہمارے ملک کو لوٹا گیا۔

جناب سپیکر! بہاولپور میں الحمدللہ چولستان میں سولر پارک کی تیاری پر دن رات کام شروع ہے۔ یہاں پر ڈاکٹر صاحب تشریف فرما ہیں اور ہمارے بہاولپور کے جو معزز ممبران یہاں پر موجود ہیں میں بتانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر سڑک بھی بن رہی ہے، پل بھی بن رہا ہے اور پانی بھی لایا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ اگلے مہینے سو میگاواٹ کا contract award ہو جائے گا اور انشاء اللہ اسی سال پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ شمسی توانائی پیدا ہو گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے، یہ کوئی راکٹ سائنس نہیں ہے بلکہ جو بھی امانت، دیانت اور محنت سے کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی کمال مہربانی سے اس میں ضرور برکت فرماتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی وہ طریقہ ہے جو ہمیں آگے لے کر جائے گا۔ اب ہم آگے بڑھتے ہیں۔ میں نے آپ کو سولر پارک کا بتایا اور پہلا سو میگاواٹ کا contract اگلے مہینے بڑے شفاف طریقے سے award ہو جائے گا۔ انشاء اللہ یہ contract بڑے شفاف طریقے سے award ہو جائے گا اور اسی سال شمسی توانائی سے پہلی مرتبہ بجلی پیدا ہو گی۔ میں پھر قائد حزب اختلاف سمیت سارے ایوان کو دعوت دوں گا کہ وہ چلیں اور دیکھیں کہ پاکستان کی تاریخ میں شمسی توانائی سے بجلی پیدا ہونا شروع ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر! اب آگے بڑھتے ہیں مگر یہ کافی نہیں ہے، ہمیں تو ہزاروں میگاواٹ بجلی چاہئے۔ پنجاب چونکہ پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے، یہ صنعت و حرفت، زراعت، تجارت اور export and import کا گھر ہے۔ الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو GSP Plus کا درجہ بھی عطا کیا ہے۔ میں اس میں وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اور ان کی ٹیم کو بھرپور مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے اس کے

لئے بڑی کاوشیں کیں اور ان تمام ممالک کو جو پاکستان کے ساتھ پوری طرح اس campaign میں شریک ہوئے۔ میں گورنر پنجاب کو بھی appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے بھی اس میں بڑی efforts کیں،GSP Plus آ چکا لیکن جب تک بجلی نہیں ہوگی تو کس طرح آپ اس ملک اور صوبے کے اندر روزگار کو آگے بڑھائیں گے ؟تو کیونکہ وہ شارٹ ٹرم بنیاد ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ بھاشا ڈیم اور داسوڈیم سب بننے چاہئیں لیکن کیا کیجئے گا کہ پچھلے دس پندرہ سالوں میں جس طرح سب اس بارے میں ایک خواب خرگوش میں سو رہے تھے،مزے لے رہے تھےاور کسی کو کوئی احساس نہیں تھا۔ کالا باغ ڈیم تو بدقسمتی سے سیاست کی نذر ہوگیا،ایک بہت بڑے افسوس کا مقام ہے اور میں یہ ایمانداری سے سمجھتا ہوں کہ پاکستان کا اتحاد اور وحدت سب سے اوّل ہے اور اس کے بعد ہر چیز اس کی subordinate ہے۔کالا باغ ڈیم کی افادیت سے قطعاً کوئی انکار نہیں لیکن پاکستان کے چاروں صوبوں کی آپس میں محبت،اتحاد اور پیار سب سے زیادہ مقدم ہے۔جب تک یہ چاروں صوبے کالا باغ ڈیم پر یکسو نہیں ہو جاتے تب تک میں سمجھتا ہوں کہ اس منصوبہ کو ہاتھ لگانا قومی مفاد کے تقاضوں کے خلاف ہوگا لیکن اس کی economic feasibility established ہے اس میں کوئی دورائے نہیں لہذا داسوڈیم اور بھاشا ڈیم بہت اہم ہیں اور وزیراعظم نواز شریف کی حکومت الحمدللہ اس پر بڑی تیزی سے کام رواں دواں اور جاری وساری رکھے ہوئے ہے لیکن صرف کوئلے کے منصوبے کے آنے سے پہلے میں صرف اتنا بتادوں کہ بھاشا ڈیم پر اگر آج کام شروع ہوگا تو بارہ سال لگیں گے اور اس کے لئے 12۔ارب ڈالر چاہئیں۔دیامیر بھاشا ڈیم وہ واحد منصوبہ ہے جس میں بہت بڑی reservoir بھی ہے جہاں پر پانی ذخیرہ ہوسکے گا کیونکہ آئندہ آنے والے سالوں میں پاکستان کو پانی کی بڑی ضرورت ہوگی۔داسوڈیم صرف بجلی بنائے گا اور وہاں پر پانی کا ذخیرہ کرنا ممکن نہیں ہے لیکن دونوں پر کام شروع ہے اور داسوڈیم پر تو اب باقاعدہ سرمایہ کاری شروع ہوچکی ہے اس پر بھی چار سال لگیں گے۔یہ تو long term منصوبے ہیں یعنی دیرپا منصوبے ہیں اور شارٹ ٹرم میں کیا حل ہے کہ جس سے یہ بجلی کے اندھیرے ختم ہوسکیں تو وہ Cool Base Power Generation ہے جس پر وفاقی منصوبہ بندی کے بارے میں، میں نے آپ کو عرض کر دیا ہے۔اب میں پنجاب کے بارے میں اس ایوان کو اعتماد میں لینا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے بڑی عرق ریزی سے اور پنجاب کابینہ نے پوری presentation لینے کے بعد اس منصوبہ بندی کو approved کر دیا ہے۔وہ یہ ہے کہ ہم نے ساہیوال کو identify کیا ہے کہ جہاں پر اب کوئلے کی بنیاد پر پلانٹس لگ سکیں گے۔اس کے علاوہ شیخوپورہ،جھنگ،مظفرگڑھ اور رحیم یار خان میں بھی

پلانٹس لگ سکیں گے۔ یہ وہ علاقے ہیں جہاں پر کوئلے کے پلانٹس لگ سکیں گے۔ اس کی بنیاد کیا ہے؟ بنیاد یہ ہے کہ وہاں پر پانی موجود ہے، وہاں پر ریلوے لائن موجود ہے، وہاں پر زمین موجود ہے اور وہاں پر سڑک موجود ہے۔ یہ وہ criteria ہے جس کی بنیاد پر selection ہوئی ہے اور ساتھ ہی ایک بنیاد یہ بھی ہے کہ وہاں پر لوڈ سنٹر بہت قریب ہیں مثلاً اگر جھنگ سے فیصل آباد کی ہماری بڑی انڈسٹری states فیض یاب ہوں گی، پھر اگر شیخوپورہ ہے تو لاہور اس سے فائدہ حاصل کرے گا، اگر ساہیوال ہے تو اس سے اوکاڑہ اور ملتان فائدہ حاصل کرے گا۔ یہ وہ criteria ہے جس کی بنیاد پر ہم نے یہ پالیسی بنائی ہے۔

جناب سپیکر! اب میں اس پر سرمایہ کاری کی بات کرتا ہوں۔ دنیا میں جو standard منصوبے اور پلانٹس بنتے ہیں آج کل جن کو Super Critical Power Plants کہتے ہیں جہاں پر آلودگی نہ ہونے کے برابر یا کم سے کم ہوتی ہے۔ 660 میگاواٹ، چین کی کئی کمپنیاں اس طرح کے پلانٹس بنا رہی ہیں۔ دیکھئے! جب چین کا ذکر آیا تو پھر دل کو گھاؤ لگا، میں ابھی ہندوستان سے ہو کر آیا ہوں وہاں پر چین نے کوئلے کی بنیاد پر 30 ہزار میگاواٹ کے بجلی کے منصوبے لگا دیئے ہیں۔ چین اور ہندوستان کی جو bilateral trade ہے وہ 75۔ ارب ڈالر کی ہے، سنیں کہ پاکستان میں تو کوئلے کی بنیاد پر بجلی پیدا ہی نہیں ہوتی، چین کے منصوبے لگانے کا سوال تو بعد میں آتا ہے اور پاکستان اور چین کی bilateral trade صرف 7 سے 8۔ ارب ڈالر ہے لیکن ہندوستان کے ساتھ 75۔ ارب ڈالر ہے۔ چین وہ ملک ہے جس نے 1962 میں ہندوستان کو شکست فاش دی تھی، چین 1965 میں پاکستان کے ساتھ کھڑا تھا اور 1971 کی جنگ میں پاکستان کے ساتھ کھڑا تھا۔ Silk route چائنا نے بنایا، Heavy Mechanical Complex کا تحفہ آپ کو چین نے دیا، فیکٹری مشین ٹول آپ کو چین نے دی، ایٹمی پلانٹس آپ کو چین نے دیئے اور آپ کو جے ایف تھنڈر 70 جہاز چین نے دیئے۔ چین نے ہمیں کیا کیا نہیں دیا؟ چین کل بھی پاکستان کا دوست تھا، آج بھی ہے اور آئندہ بھی ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ ہماری اپنی شومئ قسمت ہے کہ ہم ہمالیہ نما چین جیسے دوست سے فائدہ حاصل نہیں کر سکے اور وقت ضائع کیا۔ ہماری تمام تر خرافتیں اور کرپشن تھی کہ چین جیسے دوست کو بھی ہم نے پیچھے رکھا۔ آج الحمدللہ چین پاکستان کے اندر سرمایہ کے لئے پوری طرح تیار ہے اور پاکستان کا ہاتھ بٹانے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے۔ ہم نے پنجاب میں sites identify کی ہیں اس میں دو پلانٹس حکومت پنجاب خود لگائے گی۔ 660x2=1320 میگاواٹ کے منصوبے کوئلے کی بنیاد پر لگیں گے اور اس پر بڑی تیزی کے ساتھ منصوبہ بندی کی جا رہی ہے اور میں اندازاً بتا رہا ہوں کہ ایک میگاواٹ کوئلے

کی بنیاد پر بجلی پیدا کرنے کے لئے تقریباً 1.3 ملین ڈالر چاہئیں یعنی تقریباً سمجھ لیجئے گا کہ کوئی 15 سے 16 کروڑ روپے کی investment ہوتی ہے۔ اگر 1300 میگاواٹ کے دو منصوبے لگتے ہیں تو سمجھ لیجئے کہ 2۔ ارب ڈالر کے لگ بھگ سرمایہ کاری چاہئے ہو گی جس کے لئے حکومت پنجاب پوری منصوبہ بندی کر رہی ہے اور انشاء للہ تعالیٰ اس کے لئے equity پنجاب حکومت ڈالے گی، ہم loans لیں گے اور یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ میں نے آپ کو نندی پور کی مثال بتا دی، LNG کی مثال بتا دی، ہم پر کون اعتبار کرنے کو تیار ہو گا اور پھر جہاں پر militancy ہو یا دہشت گردی ہو کون یہاں پر آنے کو تیار ہو گا؟ مگر میں آپ کو بڑی عاجزی اور فخر سے کہنا چاہتا ہوں کہ چین وہ ملک ہے جو اس کے باوجود پاکستان آئے گا اور انشاء للہ تعالیٰ یہاں پر بجلی کے منصوبے لگیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا اور زندگی رہی تو یہ دو منصوبے حکومت پنجاب خود لگائے گی اور لگا کر دکھائے گی۔ مجھے خدا کی قسم اپنا کوٹ بھی بیچنا پڑا تو میں یہ منصوبے لگاؤں گا اور انشاء للہ تعالیٰ پنجاب میں بجلی کے منصوبے لے کر آئیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"شہباز شریف زندہ باد" کی نعرہ بازی)

کیونکہ ہم نے پنجاب کی عوام سے وعدہ کیا ہے، پاکستان کی عوام سے وعدہ کیا ہے۔۔۔

میاں محمد رفیق: میرا ویس کوٹ بھی حاضر ہے۔

MR SPEAKER: Order please.

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): ماشاء اللہ آپ کی تو ہر چیز حاضر ہے، آپ comrade ہیں اس میں تو کوئی شک ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی الہ دین کا چراغ نہیں ہے کہ یہ منصوبے راتوں رات لگ جائیں۔ ان منصوبوں کے لئے دن رات کام ہو رہا ہے اور مجھے اس مالک کے گھر پورا یقین ہے کہ انشاء اللہ اگلے چند سالوں میں یہ منصوبے رواں دواں ہوں گے اور اس ملک اور اس صوبے کے اندر گھر گھر بجلی پہنچے گی۔ یہ جو راستے میں کانٹے اور پہاڑ نما مشکلات ہیں جن کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے پچھلے سات آٹھ مہینوں میں ان کو راستے سے ہٹاتے ہوئے اور ان پہاڑوں کو دھکیلتے ہوئے ہمارا بہت وقت صرف ہوا ہے۔ یہاں ہمارے جو بہترین دوست بھائی ممالک ہیں وہ پاکستان میں سرمایہ کاری کرنے سے ڈرتے تھے اور میں نے وہ وجوہات بھی بتائی ہیں۔ میں آپ کو ایک اور مثال بتاتا ہوں کہ جب

2010 میں سیلاب آیا تو ایک دوست ملک نے ہمیں millions of dollars کی امداد دی، یہ سن لیں نام لینا مناسب نہیں لیکن بخدا میں آپ سے وہ بات کہہ رہا ہوں جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی اور کانوں سے سنی کہ جب انہوں نے announce کیا تو اس وقت کی حکومت پاکستان نے اس ملک کو اپنے سفیر کے ذریعے پیغام بھجوایا کہ ہمیں کیش کی بڑی ضرورت ہے تو آپ جو سیلاب کی امداد دے رہے ہیں وہ کیش دے دیں تو ہمارے سفیر نے کہا کہ ہمیں اپنے دوست ملک کو اس طرح کا پیغام نہیں دینا چاہئے چونکہ انہوں نے اعلان کیا ہے کہ ہم یہ اشیاء کی صورت میں پاکستان کو دیں گے یعنی تمبو، غذا، ہسپتال، ادویات یا گھر بنا کر دیں گے۔اسلام آباد سے آرڈر گیا کہ ہمیں کیش چاہئے، کیش دے دیجئے تو ہمارے سفیر نے مجبوراً آگے پیغام دیا، جب پیغام دیا تو آگے سے جواب ملا کہ ہماری کابینہ کا فیصلہ ہے کہ پاکستان ہمارا انتہائی دوست ملک ہے اس لئے ہم نے یہ امداد دینی ہے مگر کابینہ کا فیصلہ ہے کہ کیش نہیں بلکہ ہم اسے kinds میں یعنی اشیاء کی شکل میں دیں گے تو اس سفیر نے اسلام آباد میں تار بھیجا کہ مجھے یہ پیغام ملا ہے تو انہوں نے کہا کہ نہیں، آپ نے کہنا ہے کہ ہمیں کیش کی ضرورت ہے۔ذرا اندازہ کیجئے؟ اب سفیر پھر چلا گیا تو انہوں نے کہا کہ اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم اپنی کیبنٹ کی میٹنگ کرتے ہیں اور کیبنٹ کی میٹنگ میں فیصلہ کریں گے کہ ہم نے آپ کو سارا کیش دینا ہے یا کیا کرنا ہے؟ کیبنٹ کی میٹنگ ہوئی تو کیبنٹ نے کہا کہ اگر پاکستان کی حکومت اتنی بضد ہے اور واقعی ان کو اتنی ضرورت ہے تو چلئے پھر ہم جو رقم دے رہے ہیں اس کا صرف دس ملین ڈالر ہم کیش دے دیتے ہیں۔ایک قریب ترین دوست ملک کے ہاں ہمارے اعتبار اور trust کی یہ حالت تھی تو باقی جو neutral ممالک ہیں یا اغیار ہیں ان کے ہاں ہماری حالت کیا ہے ؟ کہتے ہیں کہ فقیر آ گئے ہیں، مانگنے والے آ گئے ہیں، یہ ایسے ملک سے آئے ہیں جہاں پر terrorism ہے، ان کا پاسپورٹ گرین ہے وہ وہیں سے نظریں بدل لیتے ہیں۔یہ وہ مشکلات اور مسائل ہیں۔

جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف سے گزارش کروں گا کہ مٹھائی آج نہ منگوائیں، انشاء اللہ پورا ایوان مٹھائی کھائے گا اور میں آپ کے منہ میں لڈو ڈالوں گا جب بجلی کا پہلا کلوواٹ نکلے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اذانِ ظہر)

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں دو منٹ میں اپنی بات ختم کرلوں گا۔

جناب سپیکر: جتنی مرضی آپ بات کریں۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): آپ کی مہربانی۔جناب سپیکر! میں نے شروع میں عرض کی تھی کہ کوئلے کی بنیاد پر پلانٹ کیوں جلدی لگ سکتے ہیں وہ اس لئے کہ 660 میگاواٹ کوئلے کا پلانٹ اگر پوری کوشش، محنت، لگن اور یکسوئی سے لگانے کی کوشش کی جائے تو اڑھائی تین سال میں لگ جاتا ہے۔ڈیم یعنی ہائیڈل پاور پراجیکٹ کوئی بھی ہو وہ پانچ چھ سال سے پہلے نہیں لگ سکتا۔

جناب سپیکر دوسری اور اہم بات کوئلے کی بنیاد پر بجلی پیدا کرنا تیل کے مقابلے میں آدھی قیمت پر ہے، آج تیل کی بنیاد پر جو بجلی پیدا ہوتی ہے اگر اس کی فی یونٹ قیمت 18 روپے ہے تو کوئلے کی بنیاد پر وہ 9 روپے ہو گی۔اس سے آپ یوں سمجھئے کہ آپ کے زر مبادلہ کے خرچ میں پچاس فیصد کمی آ جائے گی۔پھر آپ نے آہستہ آہستہ جو لوکل کوئلہ available ہے انشاء اللہ اسے بھی استعمال کرنا ہے۔

جناب سپیکر! تیسری اور جو سب سے اہم بات ہے کہ یورپ اور شمالی امریکہ میں کوئلے کی بنیاد پر پلانٹس قائم کرنے پر پابندی لگ گئی ہے وہ اپنے ممالک میں بھی اس کی sale پر loan یا finance دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔چین، ساؤتھ کوریا اور جاپان یہ وہ ممالک ہیں جو کہ ابھی بھی یہ بناتے ہیں اور اسے offer بھی کرتے ہیں۔کہنے کو تو ساؤتھ کوریا اور جاپان بھی شاید ہمیں دے دیں لیکن chances بہت کم ہیں۔چین وہ واحد ملک ہے جو پاکستان کا ایک بہترین دوست ہے اور واقعی ہمالیہ سے اونچی ہماری دوستی اور سمندروں سے گہری ہماری پختگی ہے۔یہ ہماری اپنی کمزوری تھی، یہ ہماری اپنی ناکامی تھی، ہماری اپنی غفلت تھی اور یہ ایوان اچھی طرح جانتا ہے کہ ماضی قریب میں پاکستان کی ایک بہت بڑی شخصیت ہر تیسرے چوتھے اور پانچویں مہینے چین جاتی تھی لیکن اس کے نتیجے میں پاکستان کو کیا ملا؟ 0/0، میں اس بارے میں مزید کچھ نہیں کہنا چاہتا ورنہ بات بہت بڑھ جائے گی۔حالانکہ چائنا میں اس کے بدلے میں بڑی چہ مگوئیاں ہوتی تھیں بہرکیف اس بات کو ایک طرف کیجئے گا۔چین وہ واحد ملک ہے جس پر ہماری نظریں لگی ہوئی ہیں اور انشاء اللہ مجھے امید ہے کہ ان کوئلے کے منصوبوں کے لئے جو پلانٹس، مشینری آنی ہے اس کی financing اس کے loans کے لئے چائنا available ہو گا یا پھر ہمارے brother دوست ممالک جنہوں نے الحمد للہ اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ وہ پاکستان کا ہاتھ تھامیں گے اور پاکستان کو support کریں گے۔

جناب سپیکر! یہ وہ مختصر story ہے کہ میں نے جس میں Energy Vision of Pakistan and Punjab بیان کیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ biogas and biomass پر بھی

بھرپور کوشش جاری ہے۔اس حوالے سے ہماری ایک پالیسی بن چکی اور میں انشاء اللہ تعالیٰ اس بارے میں جلد اس ایوان کو بھی اعتماد میں لوں گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ اور اس معزز ایوان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے صرف اتنی بات انتہائی عاجزی مگر بڑے اعتماد کے ساتھ کہوں گا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم جان لڑا دیں گے اور پاکستان میں بجلی لے کر آئیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے بجلی کی پیداوار اور گیس کے حوالے سے جو بھی بات کی ہے میں اسے appreciate کرتا ہوں۔اس سے یہ اندازہ ہوا کہ Federal subjects جیسے power and gas generation، بجلی، گیس کے مسائل اور دوسرے ملکوں کے ساتھ روابط کے حوالے سے وزیر اعلیٰ پنجاب نے کھل کر بات کی ہے۔ہم شروع سے یہ کہہ رہے ہیں کہ محترم وزیر اعلیٰ پنجاب کی توجہ مرکزی معاملات کی طرف زیادہ ہے۔ہمارا صوبہ پنجاب دس کروڑ آبادی کا صوبہ ہے جو کہ پاکستان کا 65 فیصد ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب اپنی بہترین مہارت کو اس صوبہ پنجاب کی بہتری کے لئے بھی استعمال کریں۔آج ہی ایوان کے اندر دو حکومتی بنچوں کے معزز ممبران محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری اور جناب جمال لغاری دہائی دے رہے تھے۔کل یہاں وقاص حسن موکل دہائی دے رہا تھا۔ آج سے آٹھ ماہ پہلے اسی ایوان میں کھڑے ہو کر آپ نے تھانہ کلچر کو بدلنے کی بات کی تھی۔پچھلے پانچ سال بھی آپ ہی کی حکومت تھی۔اب بھی آٹھ ماہ گزر گئے ہیں لیکن پولیس شُتر بے مہار ہو چکی ہے۔ عام پاکستانی اور شہری کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔لوگ دھکے کھاتے پھرتے ہیں اور ان کی ایف آئی آر تک درج نہیں ہوتی تو میں آپ سے عرض کروں گا کہ Federal subject کے ساتھ ساتھ صوبہ پنجاب کی طرف بھی توجہ دیں۔مجھے گلہ بھی ہے اور ہم پہلے اخبارات میں بھی بیان دیتے رہے کہ میاں صاحب صرف مرکز کے معاملات میں دلچسپی لے رہے ہیں۔بالکل بجا ہے کہ پاکستان کو آج جن crisis کا سامنا ہے اس پر ہماری اور آپ کی توجہ ہونی چاہئے لیکن آپ صوبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ ہیں۔ میں دو تین چیزوں کا ذکر کرنا چاہوں گا کیونکہ خوش قسمتی سے آج مجھے یہ موقع مل گیا ہے کہ آپ کے سامنے یہ عرض داشت پیش کر سکوں۔

جناب سپیکر! پہلی بات یہ ہے کہ یہاں پر تھانہ کلچر کو بدلنے کے لئے فوری، rapid اور اچھے انتظامات کئے جائیں تاکہ پنجاب کے اندر پولیس کے ظلم اور زیادتیوں کا سدباب ہو سکے۔ایف آئی آر درج کرنے کا خواہ آپ کوئی بھی طریقہ اختیار کر لیں لیکن اس کا باقاعدہ ایک سسٹم بنایا جائے۔

جناب سپیکر!میں دوسری بات بلدیاتی انتخابات کے حوالے سے عرض کروں گا۔جب جمہوریت کی بات آتی ہے،جب good governance کی بات آتی ہے،جب لوگوں کو serve کرنے کی بات آتی ہے تو پھر اچھی اور نئی روایات کو پنپنے کا موقع دینا چاہئے۔ڈیڑھ برس پہلے پچھلے بلدیاتی ادارے آپ کی حکومت نے premature توڑ دیئے تھے۔چھ چھ ماہ کا وقفہ لے کر وہ وقت پورا کر دیا گیا لیکن بلدیاتی انتخابات نہ ہو سکے۔اب دس ماہ کا عرصہ گزر گیا ہے لیکن لیت ولعل کر کے ان بلدیاتی انتخابات کو ٹالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!آپ توہین عدالت کی کوشش نہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!آپ نے قائد ایوان کو آدھا،پونا گھنٹہ دیا ہے مجھے آپ پانچ منٹ تو دیجئے۔

جناب سپیکر: جی،آپ بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جی،مہربانی۔جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے قائد ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کے بغیر عوام کے مسائل حل نہیں ہوں گے۔آپ نے DCC کے ذریعے ایم پی اے صاحبان کو کروڑوں روپے کے funds دوبارہ دینے شروع کئے ہیں۔یہ local leadership اور عوام کی حق تلفی ہے اس لئے میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ محض یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ عدالت نے حلقہ بندیاں منسوخ کر دی ہیں اس لئے بلدیاتی انتخابات نہیں کرا سکے۔بھئی!اس بات کو آج ڈیڑھ ماہ ہو گیا ہے تو آپ کو بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کے لئے فوری طور پر کوئی نہ کوئی step اُٹھانا چاہئے تھا کہ جس سے عوام کو یہ یقین ہوتا کہ آپ خلوص نیت کے ساتھ ان بلدیاتی اداروں کو قائم کرنا چاہتے ہیں۔ہم نے اس سلسلے میں تحریک التوائے کار اور قراردادیں بھی جمع کروائی ہوئی ہیں۔جب تک آپ پنجاب میں بلدیاتی انتخابات نہیں کراتے اُس وقت تک لوگ یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ آپ کی حکومت اس بارے میں مخلص نہیں ہے اور آپ grass roots level پر جمہوریت کو پنپنے کا موقع نہیں دے رہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کو اس طرف توجہ دینی چاہئے۔

جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب سے تیسری گزارش یہ کرنی چاہوں گا کہ---

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ۔۔۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):رانا صاحب!مجھے آپ interrupt نہ کریں۔مجھے دو منٹ بات کر لینے دیجئے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! انہوں نے دو منٹ کہہ کر دس منٹ لے لئے ہیں۔

جناب سپیکر:چلیں،کوئی بات نہیں۔ان کو بات کر لینے دیں تاکہ ماحول اچھا رہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! جس موضوع پر آج بات نہیں ہوئی یہ اس سے متعلق بات کر رہے ہیں۔چلیں،قائد حزب اختلاف اپنی بات کو conclude کر لیں۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!بطور قائد حزب اختلاف یہ میرا prerogative ہے کہ میں بات کروں۔میں وزیر قانون سے گزارش کروں گا کہ آپ دو منٹ تحمل سے میری بات سُن لیں۔آپ تو روز یہاں بات کرتے ہیں اگر آج محترم میاں محمد شہباز شریف تشریف لائے ہیں تو مجھے دو منٹ بات کر لینے دیں۔میں کوئی ذاتی بات نہیں کر رہا بلکہ میں تو عوام کی بات کر رہا ہوں، میں جمہوریت کی بات کر رہا ہوں،لوگوں کے مسائل کی بات کرنا چاہتا ہوں،لوگوں کے جذبات، احساسات،دکھ اور مشکلات کی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر!میں تیسری بات یہ کروں گا کہ یہاں پر نندی پور پاور سٹیشن کے حوالے سے بات ہوئی کہ اس کی مشینری وہاں پڑی رہی جس کی وجہ سے اس پر ہمیں 27۔ارب روپے زیادہ خرچ کرنے پڑ گئے۔یہ سب سے اہم ایوان ہے اس کی مشینری پچھلے دس سال سے باہر پڑی ہوئی ہے اور گل سڑ رہی ہے۔خدارا اس ایوان کی تعمیر کے لئے بھی funds جاری فرمادیں اگر کسی سابقہ حکمران نے اس کا فیتہ کاٹ دیا یا بجٹ پاس کر لیا ہے تو اس کی سزا اس ایوان کو نہیں ملنی چاہئے۔آپ باہر جاتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں کہ مشینری باہر پڑی ہوئی ہے۔اس میں جنریٹر،air-conditioning system اور دوسری چیزیں بھی شامل ہیں۔میں پچھلے آٹھ ماہ سے وہاں سے گزرتا ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ ڈبے پڑے ہوئے ہیں اور بھاری مشینری گل سڑ رہی ہے۔

جناب سپیکر: قوم کے لئے بعض اوقات قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ ایوان کی تعمیر کا structure مکمل ہو چکا۔اس حوالے سے جب بھی میں نے سپیکر صاحب سے بات کی ہے تو انہوں نے آپ کی طرف اشارہ کر دیا کہ جب وزیر اعلیٰ صاحب چاہیں گے تو اس کے funds مل جائیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس ادارے کی sanctity اور اہمیت کے پیش نظر ضروری ہے کہ اس کی تعمیر مکمل کی جائے۔یہ نہ ہو کہ کل کلاں پتا چلے کہ 5۔ارب روپے مزید خرچ ہوں گے کیونکہ باہر پڑی ہوئی ساری مشینری ناکارہ ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں آخری بات یہ عرض کروں گا کہ یہاں پر چیف سیکرٹری پنجاب نے تمام اضلاع کے ڈی سی او صاحبان کے نام District Coordination Committees کے حوالے سے ایک notification جاری کر کے بھجوایا ہے۔ان D.C.C کمیٹیوں میں دوسری پارٹیوں کے منتخب نمائندوں کو نہیں بلایا جا رہا جبکہ ان سے ہارے ہوئے لوگوں کو ان District Coordination Committees میں بٹھا کر اضلاع کی development کے بارے میں تبادلہ خیال کیا جاتا ہے اور ان سے سکیمیں مانگی جاتی ہیں۔

MR SPEAKER: I tell you that they are also citizen of Pakistan.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم شروع سے یہ کہتے آئے ہیں کہ یہ ترقیاتی کام بلدیاتی اداروں کے ذریعے ہونے چاہئیں۔جب تک بلدیاتی ادارے وجود میں نہیں آتے اس وقت تک ان District Coordination Committees میں تمام منتخب نمائندوں کو شامل کیا جائے۔ جمہوریت کا حُسن بھی یہی ہے کہ تمام پارٹیوں کے منتخب نمائندوں کو ان کمیٹیوں میں شامل کیا جائے۔ آپ کی overwhelming majority ہے۔ حزب اختلاف کے چالیس پچاس لوگ ہیں۔ کسی ضلع میں تین، کسی میں دو اور کسی میں ایک منتخب نمائندہ ہو گا تو آپ ان کو بھی District Coordination Committees میں شامل کر لیں۔ یہ منتخب لوگ ہیں،انہوں نے بھی اپنے اپنے حلقوں سے لوگوں کا mandate لیا ہے اور ان کمیٹیوں میں شامل ہونے سے یہ ضلع کی تعمیر و ترقی کے سلسلے میں اپنی تجاویز دے سکیں گے۔

جناب سپیکر! ہم نے یہاں ایوان میں جب بھی بات کی تو وزیر قانون رانا ثناءاللہ نے کہا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی خدمت میں حاضر ہو جائیں تو آج میں باضابطہ قائد ایوان

سے گزارش کر رہا ہوں کہ یہ ایک اچھی روایت ہوگی لہذا اس کو آپ پہنچنے کا موقع دیں۔ یہ جمہوریت کا حُسن ہوگا کہ آپ اس مقدس ایوان کے سارے معزز ممبران کو ان District Coordination Committees کا ممبر declare کریں تاکہ اپنے اپنے علاقے کی تعمیر و ترقی میں یہ اپنی تجاویز دے سکیں اور جن لوگوں نے ان پر اعتماد کیا ہے یہ بھی اُن کے اعتماد پر پورا اُتر سکیں۔

جناب سپیکر! میں امید کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میری ان دو تین معروضات پر ضرور غور فرمائیں گے۔ میں نے سب سے پہلی گزارش یہ کی تھی کہ جن دنوں اسمبلی کا اجلاس ہو، ان دنوں ہفتے میں ایک دو دفعہ آپ ضرور اجلاس میں تشریف لایا کریں۔ اس سے اس ایوان، حکومت، حزب اختلاف اور حزب اقتدار سب کی کارکردگی بہتر ہوگی۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے امن و امان کے حوالے سے بات کی ہے اُس پر پنجاب حکومت کس طرح سے پولیس میں reforms کر رہی ہے اور 3.5 ارب روپے کی لاگت سے Forensic Laboratories کا قیام عمل میں لایا گیا ہے وہ ابھی تک hundred percent functional نہیں ہوئیں اور کس طرح سے اس کے functional ہونے کے بعد تفتیش کا عمل شفاف اور معیاری ہوگا اس سے prosecution کو فائدہ ہوگا، اُس سے convection rate بڑھے گا۔ ان ساری چیزوں پر آج چیف منسٹر صاحب غالباً مختصراً بات کریں گے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ایوان کو کسی دوسرے موقع پر اعتماد میں لیں گے اور آج انہوں نے بجلی کے حوالے سے پورے ایوان کو اعتماد میں لیا ہے۔ اس سے پہلے کہ چیف منسٹر صاحب بات کریں قائد حزب اختلاف نے جو بات کی ہے میں اُس حوالے سے صرف دو باتوں کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر! کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ جب سپریم کورٹ نے ستمبر 2013 کو چاروں صوبوں کی حکومتوں کو بلا کر کہا کہ آپ اتنی مدت میں legislation کریں اُس کے بعد آپ اتنی مدت میں delimitation کریں اور اُس کے بعد آپ الیکشن کمیشن کو request کریں کہ ہم تیار ہیں تو آپ الیکشن کے لئے date مقرر کریں۔ میں کسی دوسرے صوبے کا نام نہیں لیتا لیکن میں on record اور پورے دعویٰ سے یہ بات کہتا ہوں کہ صرف اور صرف صوبہ پنجاب under the leadership of Mian Muhammad Shahbaz Sharif وہ صوبہ ہے کہ سپریم کورٹ نے

کی۔ اُس کے بعد legislation وہ within that period کے لئے جو ٹائم دیا ہم نے legislation ہمیں سپریم کورٹ کی طرف سے delimitation کے لئے جو ٹائم دیا گیا ہم نے الیکشن کمیشن کو باقاعدہ پہلے request کی کہ جناب! یہ delimitation کا معاملہ ہے۔ قومی اور صوبائی اسمبلی کے متعلق تو قانون موجود ہے کہ اُس کی delimitation الیکشن کمیشن کرتا ہے لیکن پچھلے 60 سالوں میں اس ملک میں بلدیاتی اداروں کی جب بھی delimitation ہوئی ہے تو وہ executive نے کی ہے تو اب آپ فرمائیں کہ آپ کا ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ الیکشن کمیشن on record ہے انہوں نے کہا کہ یہ delimitation بہت بڑی exercise ہے، ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں، ہمارے پاس اتنا human resource نہیں ہے تو آپ یہ خود کریں اور یہ کرنے کے بعد اگر کسی کو کوئی complaint ہو گی تو وہ عدالت میں اپیل میں چلا جائے گا۔ الیکشن کمیشن کے حکم کے بعد اور الیکشن کمیشن کی اجازت کے بعد delimitation کا process جو کہ 60 دنوں میں مکمل ہونا تھا ہم نے اُسے 45 دنوں میں مکمل کیا اور اُس کے بعد جا کر الیکشن کمیشن کو request کی کہ جناب! یہ legislation موجود ہے، یہ rules موجود ہیں، یہ delimitation موجود ہے آپ ہمیں تاریخ دیں کہ ہم الیکشن کے لئے تیاری کریں۔ اُس کے بعد الیکشن کمیشن نے سپریم کورٹ کی consultation کے بعد 30۔ جنوری کی date دی۔ اب delimitation کے اوپر آ جائیں۔ تقریباً 34 سو سے زیادہ میونسپل کمیٹیوں کے حلقے ہیں اور تقریباً 4 ہزار سے زیادہ یونین کونسلیں ہیں یعنی کل ملا کر تقریباً 8 ہزار حلقوں کی delimitation ہوئی۔ اُن 8 ہزار میں سے صرف 366 حلقوں میں لوگوں نے writs دائر کیں کہ ہمیں شکایت ہے یعنی آپ یہ دیکھ لیں کہ یہ کیا تناسب بنتا ہے؟ جن حلقوں میں شکایت تھی وہ لوگ عدالت میں آئے تو عدالت یہ راستہ بھی اختیار کر سکتی تھی کہ اُن حلقوں میں correction کرا دیتی یا جو تبدیلی وہ چاہتے تھے وہ کرا دیتی لیکن ایک باقاعدہ پراپیگنڈا کیا گیا، ایک فضا بنائی گئی، ایک pressure mount کیا گیا صرف اس لئے کہ یہ کام نہ ہو سکے۔ ایک صوبہ ایسا بھی ہے کہ جس نے سپریم کورٹ کو بھی یہ کہا کہ آپ کی دی ہوئی date کے اوپر ہم الیکشن نہیں کروا سکتے۔

جناب سپیکر! اب آ کے دیکھیں کہ جو لوگ ہائی کورٹ اپیل میں گئے، جو لوگ ہر تاریخ پر وہاں پر جا کر photo session کراتے تھے، جو لوگ وہاں پر جا کر اس طرح سے طوفان اُٹھاتے تھے کہ پتا نہیں delimitation میں کیا ہو گیا ہے۔ یعنی 8 ہزار میں سے صرف تین سو writs ہوئیں اور اُس کے اوپر بہر حال عدلیہ کا فیصلہ ہے اور ہم آئین کے مطابق اُس کے پابند ہیں۔ عدالت نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ

تمام delimitations ختم کر دی جائیں اور دوبارہ نئے سرے سے delimitations الیکشن کمیشن کرے۔ اب مجھے افسوس ہے کہ قائد حزب اختلاف کہتے ہیں کہ دو ماہ ہو گئے ہیں آپ نے کچھ نہ کچھ اقدامات کیوں نہیں اُٹھائے؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ عدالت نے short order announce کیا اور detailed order تقریباً کوئی ایک ماہ بعد یعنی ایک ہفتہ قبل آیا ہے اور اُس میں عدالت نے جو بھی ذمہ داری لگائی ہے وہ الیکشن کمیشن کو لگائی ہے۔ میں آج on the Floor of the House اور قائد ایوان کی موجودگی میں اس معزز ایوان کو بھی اور میڈیا کے ذریعے اس صوبہ کے 10 کروڑ عوام کو بھی on behalf of Punjab Government یہ یقین دلاتا ہوں کہ اس سے پہلے بھی بلدیاتی الیکشن کروانے کے لئے جو حکم ہوا ہم نے اُس میں ایک دن کی بھی دیر نہیں کی۔ اب بھی الیکشن کمیشن delimitation کے بعد جب حکم کرے گا، جو تاریخ دے گا صوبہ پنجاب اُس کا پابند ہو گا اور اُس پر انشاء اللہ تعالیٰ بلدیاتی الیکشن کروائیں گے۔ انہوں نے ایک اور بات کی ہے یعنی کہاں نندی پور؟ ایک تو مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ سارے ایوان نے سُنا ہے کہ چیف منسٹر صاحب نے ہلکا سا touch دیا کہ وفاقی سطح پر بجلی کے کون کون سے منصوبہ پر عمل ہو رہا ہے اور اُس کے بعد انہوں نے اپنی تقریر کا تقریباً 80 فیصد حصہ پنجاب میں بجلی کے لگائے جانے والے منصوبوں کے متعلق بات کی ہے اور قائد حزب اختلاف بات کر رہے ہیں جیسے کوئی شخص ساری رات ہیر سنتا رہا اور صبح اُٹھ کر پوچھنے لگا کہ "ہیر مرد سی یا عورت سی"؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ بات بڑے دُکھ سے کر رہا ہوں کہ کہاں نندی پور جو اس ملک کے غریبوں کے اندھیرے دُور کرے گا اور کہاں اس اسمبلی کی تعمیر ہونے والی نئی بلڈنگ، جو ہمیں صرف تھوڑی سی آسودگی دے گی کہ ہم وہاں پر تھوڑا سا زیادہ اچھے طریقے سے بیٹھ جائیں گے یعنی آپ ان کی ذرا سوچ دیکھیں؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میں اپنی بات مکمل کر لوں اور میں اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں کرتا۔ میں دو منٹ میں اپنی بات مکمل کرتا ہوں یہ اتنے بے قرار نہ ہوں۔ اس اسمبلی کی جو نئی بلڈنگ تعمیر ہو رہی ہے صرف اُس کے اوپر پابندی نہیں لگی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے پچھلے تین مالی سالوں سے اور اُس میں یہ مالی سال بھی شامل ہے، انہوں نے تمام سرکاری بلڈنگز پر پابندی لگائی اور یہ کہا کہ سب سے پہلے اُن منصوبوں کے اوپر عمل کیا جائے گا اور وہ بلڈنگز بنیں گی جو public benefit کی ہیں، جو public at large benefit کی ہیں۔ سکول بنیں گے، کالج بنیں گے، ہسپتال بنیں گے جبکہ ایم پی ایز ہاسٹل یا

اسمبلی بلڈنگ نہیں بنے گی۔ یہ ایک درد ہے، ایک سوچ ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ عطا کرے۔ یہ غریبوں اور اس صوبہ کے عوام کا درد اور سوچ ہے جس کو اللہ تعالیٰ عطا کرے۔ میاں محمد شہباز شریف وہ وزیر اعلیٰ ہے کہ جس نے ایوان وزیر اعلیٰ کی وہ بلڈنگ جو اس قوم کے خون پسینے کی کمائی سے بنائی گئی حالانکہ دفاتر موجود تھے، سول سیکرٹریٹ موجود تھا، 90۔شاہراہ قائد اعظم موجود تھا، 7۔کلب روڈ موجود تھا لیکن اس کے باوجود 2۔ارب روپیہ جس آفس پر لگایا گیا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اس آفس میں جانے سے انکار کر دیا۔ یہ اس ملک کے وسائل اور اس ملک کے غریبوں کا درد ہے وہ جس کو اللہ تعالیٰ عطا کرے۔ اگر یہ سوچ دوسری طرف نہیں ہے تو میری تو یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اس درد سے آشنا کرے۔ میں ان دو چیزوں کی وضاحت کرنا چاہتا تھا۔ باقی لاء اینڈ آرڈر سے متعلق چند الفاظ وزیر اعلیٰ صاحب بولیں گے۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں ایک پوائنٹ پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں بھی ایک شعر کہنا چاہتا ہوں اگر آپ سننا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا
غواص کا مطلب ہے گوہر سے کہ صدف سے

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف کی توجہ چاہتا ہوں کہ جب وہ فرما رہے تھے کہ میں نے جب بجلی کی بات کی تو میں پاکستان کی بات کر رہا تھا۔ میرا خیال ہے کہ ان کو شاید غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں پاکستان اور پنجاب دونوں کی بات کر رہا تھا۔ میں اس ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ ماشاء اللہ قائد حزب اختلاف بہت ذی شعور اور دانا آدمی ہیں وہ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ بجلی کے حوالے سے پاکستان کی جب بات کی جائے تو وہ پنجاب کی بھی بات ہے اس لئے کہ پاکستان میں جہاں پر بھی بجلی کا منصوبہ لگے گا چاہے وہ پن بجلی کا ہو یا تھرمل کا ہو اس کا 60 فیصد پنجاب میں آنا ہے۔ اس کا 60 فیصد آپ کو پنجاب میں ملنا ہے۔ اگر میں پاکستان کی بات کرتا ہوں تو پنجاب کی بات کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ بات مسلمہ حقیقت ہے کہ پاکستان میں صوبوں کو بجلی ایک ratio کے حساب سے ملتی ہے، پنجاب کا 58 یا 60 فیصد share ہے تو جب میں پاکستان کی بات کر رہا تھا اور بجلی کی پالیسی

جو وفاق نے بنائی ہے اس کے مطابق جو منصوبے لگیں گے تو ان کی 60 فیصد بجلی پنجاب کو ملنی ہے۔ میں جب پنجاب کی بات کر رہا تھا تو ظاہر ہے کہ پنجاب کی بات کر رہا تھا کوہ قاف کی بات تو نہیں کر رہا تھا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو بات لیڈر آف اپوزیشن نے کی ہے میں ان کی رائے کا بہت احترام کرتا ہوں لیکن میری پوری توجہ انشاء اللہ پنجاب پر اور آپ پر ہے۔ بہت مہربانی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میرے خیال میں آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔ اب اجلاس کل بروز بدھ 12-فروری2014 صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔